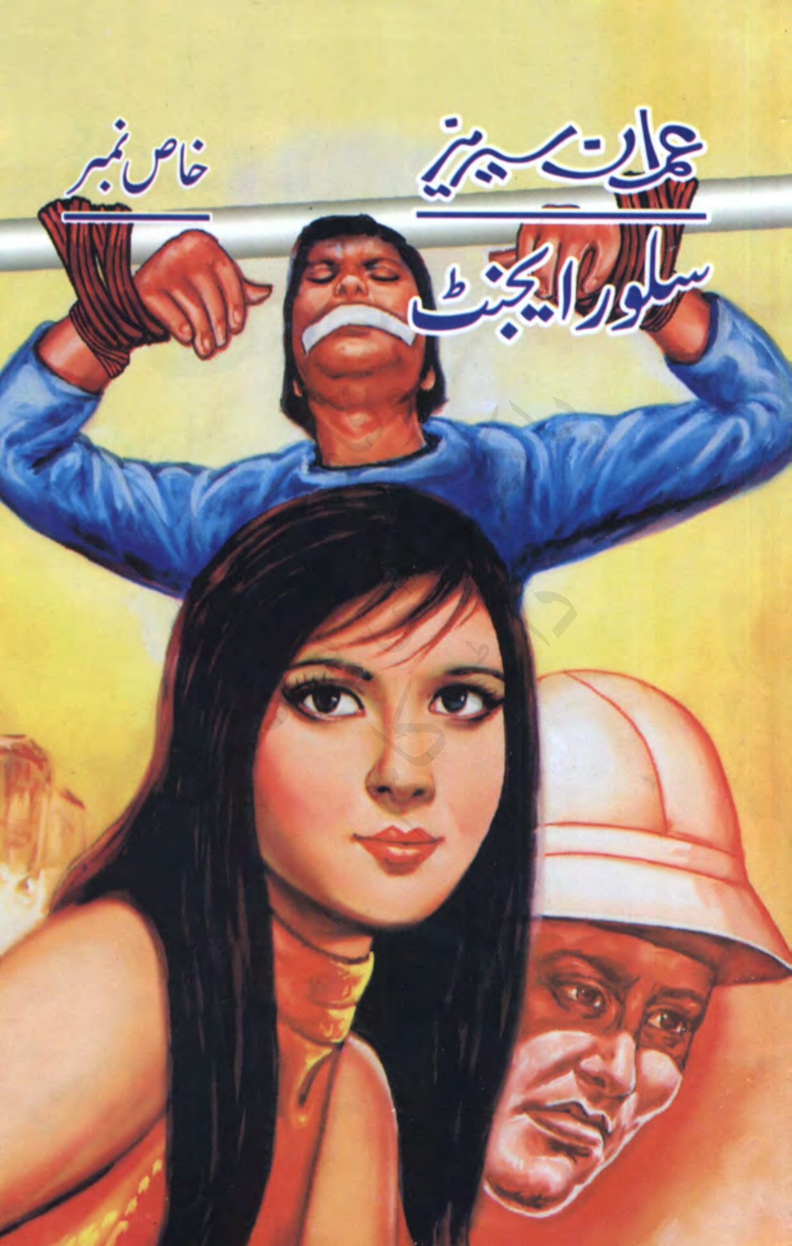
عمران سیریز
خاص نمبر
سلور ایجنٹ

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

نیا ناول ''سلور ایجنٹ'' آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ ناول سلور جوبلی کے لئے لکھا گیا تھا۔ لیکن تیاری کے مراحل میں یہ تاخیر کا شکار ہوا اور ''ہاٹ لائن'' سلور جوبلی نمبر پر آ گیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ''ہاٹ لائن'' کو آپ نے بہت سراہا۔ آپ کے بہت سے خط، ای میلز اور ایس ایم ایس موصول ہوئے جن میں آپ نے ''ہاٹ لائن'' کے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا اور تاکید بھی کی کہ میں آئندہ بھی ایسے ناول لکھوں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر، انشاء اللہ آئندہ بھی آپ کو ایسے ہی ناول پڑھنے کو ملیں گے۔ اب بات کرتے ہیں ''سلور ایجنٹ'' کی چونکہ سلور ایجنٹ سلور جوبلی کے لئے لکھا گیا تھا اس لئے یہ بھی خاص نمبر ہے۔ ویسے تو مصنف اپنے ہر ناول پر محنت کرتا ہے لیکن خاص نمبروں پر محنت زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ خاص نمبر بہرحال خاص نمبر ہی ہوتے ہیں۔

قارئین ان ناولوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں جن میں زیرو لینڈ کے ایجنٹ اِن ایکشن ہوں۔ ''سلور ایجنٹ''میں بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے ہنگامے عروج پر ہیں اور ان ہنگاموں نے ناول کو سسپنس، ایکشن اور ایڈونچر سے پُر کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی میرے گزشتہ ناولوں کی طرح آپ کو پسند آئے گا۔

اب آپ کے کچھ خط، ای میلز اور ایس ایم ایس شامل اشاعت کرتے ہیں۔

محمد اسماعیل، اسسٹنٹ پروفیسر لاء نے میسج کیا ہے۔ ”ہاٹ لائن“ ایک خوبصورت ناول ہے لیکن روشی، عمران کی کلاس فیلو نہیں بلکہ دوست ہے اور جانتی ہے کہ عمران ہی اصل ایکسٹو ہے۔

محترم اسماعیل صاحب۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔ میں نے بھی جب کبھی روشی کو کسی ناول میں شامل کیا ہے تو یہی دکھایا ہے کہ وہ عمران کی ایکسٹو والی حیثیت سے آگاہ ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی تبصرہ کرتے رہیں گے۔

شاہد مرزا صاحب نے جو کہ لیبر آفیسر ہیں حسین آگاہی ملتان سے ایس ایم ایس کیا ہے کہ ”ہاٹ لائن“ کا بہت انتظار کیا۔ یہ بہت ہی اچھا اور خوبصورت ناول ہے۔ عمران‘ یہودیوں کا نمبر ایک دشمن ہے لیکن یہودیوں کی ذہنیت ایسی ہے کہ اپنے مطلب کے لئے عمران جیسے دشمن کو بھی گلے لگا لیتے ہیں۔ آئیڈیا اچھا تھا اور مصنف نے اسے خوب نبھایا ہے۔ اتنے اچھے ناول پر آپ کو مبارک باد۔

محترم شاہد صاحب۔ ناول پڑھنے، پسند کرنے اور ایس ایم ایس کرنے پر میں آپ کا ممنون ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ آپ آئندہ بھی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔

محترمہ تابندہ سحر نے سیالکوٹ سے ای میل کیا ہے۔ لکھتی ہیں

آپ کے بہت سے ناول پڑھے ہیں۔ آپ کا نیا ناول ”ہاٹ لائن“ جو کہ بہت مہنگا ہے بھی پڑھا ہے لیکن یہ ناول جتنا مہنگا ہے اس سے کہیں بڑھ کر خوبصورت اور دلچسپ ہے۔ ہمارا سارا گھرانہ عمران سیریز کے ناول پڑھتا ہے۔ یہ ناول سب کو ازحد پسند آیا ہے۔

شکریہ محترمہ تابندہ سحر صاحبہ۔ آپ نے جس انداز میں ناول کی تعریف کی ہے اس سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔امید ہے آپ آئندہ بھی ای میل کرتی رہیں گی۔

احمد یار خان صاحب لاہور سے لکھتے ہیں۔ آپ کا سلور جوبلی نمبر ”ہاٹ لائن“ پڑھا۔ ایک طویل عرصے کے بعد ایسا شاندار ناول پڑھنے کو ملا ہے جس میں سسپنس، تھرل، رومانس، ایکشن، مزاح اور ایڈونچر سب کچھ اپنے عروج پر تھا۔ بلاشبہ ایسے ناول مدتوں سدا بہار رہتے ہیں۔

محترم جناب احمد یار صاحب آپ نے ناول پڑھا، پسند کیا اور اس پر تبصرہ کیا آپ کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی اسی طرح تبصرہ کرتے رہیں گے۔

خادم حسین مجاہد نے سرگودہا سے میسج کیا ہے۔ جب سے ارشاد العصر جعفری ناول لکھ رہے ہیں، میں ان کے ناول باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں۔ ان کے تقریباً تمام ناول ہی پسند آئے ہیں۔ جولیا کا اغوا، ڈیتھ آف ایکسٹو، رانگ وے، ڈیول اٹیک، ڈیول ہاؤس یادگار ناول ہیں۔ جو صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ہم سب دوستوں کو

بہت زیادہ پسند آئے ہیں۔ ناول کے پیش لفظ میں مصنف نے جو کچھ کہا ہے بالکل درست ہے۔ آئیڈیا نیا ہے۔ سسپنس،مزاح، ایڈونچر اور ایکشن سب کچھ ناولوں میں موجود ہے۔ مبارک ہو۔

محترم جناب خادم حسین صاحب۔ آپ کا اور آپ کے دوستوں کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

قارئین خط، ای میلز اور میسج بہت سے ہیں لیکن پیش لفظ کے لئے مختصر صفحات پورے ہو رہے ہیں اس لئے باقی تبصروں کا ذکر آئندہ کریں گے۔ آئندہ ناول میں پھر ملاقات ہوگی۔

اب اجازت دیجئے!

والسلام

ارشاد العصر جعفری

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

پانچ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو انتہائی خوبصورت تھا۔ اس کے ہر چوک پر دیدہ زیب فوارے اور مصنوعی پہاڑیاں بنائی گئی تھیں۔ شہر میں کئی چھوٹے چھوٹے خوبصورت پارک تھے۔ چھوٹی چھوٹی لیکن جدید عمارتیں تھیں اور یہ تمام عمارتیں سلور کلر کی تھیں جو انتہائی خوبصورت لگ رہی تھیں۔ اس چھوٹے سے شہر میں نئی اور قیمتی گاڑیوں کی بہتات تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شہر امیروں کا ہے۔

اس وقت اس شہر کی ایک سڑک پر بلیو کلر کی کار مناسب رفتار سے چل رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر سنگ ہی، اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر فنچ جبکہ پچھلی سیٹ پر تھریسیا اور نانوتا بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ نہایت ہی دلچسپی سے اردگرد دیکھ رہے تھے۔ ان کے دیکھنے کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس شہر میں پہلی بار آئے

ہیں۔

''زیرو لینڈ نے زمین پر یہ بہت ہی خوبصورت شہر آباد کیا ہے''۔ تھریسیا نے شہر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ اگر زمین کے چند خوبصورت شہروں سے ہمارے اس شہر سلور سٹی کا موازنہ کیا جائے تو یہ شہر، شہروں کا کنگ کہلائے گا''۔ فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی''...... نانوتا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کس بات کی تمہیں سمجھ نہیں آئی''...... تھریسیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ کو زمین پر یہ شہر بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی''...... نانوتا نے کہا۔

''یہ باتیں تم سپر باس سے پوچھنا''...... سنگ ہی نے نانوتا سے کہا تو وہ چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا سپر باس سلور سٹی میں موجود ہیں''...... نانوتا نے حیران ہو کر کہا۔

''اس وقت تو موجود نہیں ہیں لیکن آنے والے ہوں گے کیونکہ انہوں نے یہاں ہماری ایک میٹنگ کال کی ہے''...... سنگ ہی نے کہا تو تھریسیا اور نانوتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''نانوتا۔ اس شہر کی تعمیر میں کروڑوں ڈالرز خرچ ہوئے ہیں۔

اس شہر کے سیکورٹی سسٹم پر بھی کروڑوں ڈالرز خرچ ہوئے ہیں۔ یہاں سائنسی لیبارٹریاں بنائی گئی ہیں۔ ان پر اور ان کے سامان پر بھی کروڑوں ڈالرز خرچ ہوئے ہیں۔ ہم زیرو لینڈ سے زمین پر آتے ہیں اور زمین سے واپس زیرو لینڈ جاتے ہیں تو لاکھوں ڈالرز خرچ ہو جاتے ہیں۔ اب اتنے لوگوں کو یہاں لا کر آباد بھی کیا گیا ہے تو ان پر بھی کروڑوں ڈالرز خرچ ہوئے ہوں گے۔ یہ اربوں ڈالرز خرچ کرنے کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ہو گی''...... فنچ نے کہا۔

''صرف تمہی نہیں میں بھی جانتی ہوں کہ زیرو لینڈ کا کوئی کام بلا وجہ نہیں ہوتا۔ یہ شہر سلور سٹی تعمیر کر کے آباد کیا گیا ہے تو اس کی لازماً کوئی بڑی وجہ ہو گی اور میں وہی وجہ پوچھ رہی تھی کہ شاید تم دونوں میں سے کسی کو وہ وجہ بتائی گئی ہو لیکن میری طرح ابھی تمہیں بھی وجہ معلوم نہیں اور تم نے تقریر لمبی چوڑی کر دی''...... نانوتا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فنچ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''جب تم غصے ہوتی ہو تو بہت اچھی لگتی ہو''...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فنچ، نانوتا سے رومانٹک باتیں کرنا منع ہے''...... تھریسیا نے فنچ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جانتا ہوں میں اور میرا نانوتا سے رومانٹک رشتہ ہے بھی نہیں۔ ہم پریکٹیکل لوگ ہیں۔ ہماری زندگی میں رومانس، جذبات اور احساسات وغیرہ بے معنی ہیں۔ ہم نے تو ساری دنیا پر زیرو لینڈ کی

بالا دستی کے لئے کام کرنا ہے۔ کام اور صرف کام“...... فنچ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تم پر تو ایک دم ہی گہری سنجیدگی طاری ہوگئی“......تھریسیا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”جبکہ آج تم بہت ہی خوشگوار موڈ میں ہو“...... فنچ نے اس مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ سارا اس خوبصورت شہر کا اثر ہے۔ میں جب سے یہاں آئی ہوں خوشی محسوس کر رہی ہوں“......تھریسیا نے کہا۔

فنچ نے اس کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ کار میں مترنم سی بیل کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ چاروں چونکے پھر سنگ ہی نے ڈیش بورڈ پر لگے چند بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا۔

”ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ“...... بٹن دبتے ہی کار میں ایک مشینی آواز سنائی دی۔

”یس۔ سنگ ہی اٹینڈنگ ہیڈ کوارٹر“...... سنگ ہی نے بلند آواز میں کہا۔

”سنگ ہی۔ اپنا کوڈ بتاؤ“...... اس مشینی آواز نے سنگ ہی سے کہا۔

”ٹو، زیرو زیرو ٹو“...... سنگ ہی نے اپنا کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ تم کلیئر ہو۔ اب سپریم باس تم سے بات کریں گے“۔

مشینی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی ہوگئی۔

”سپریم باس فرام ہیڈ کوارٹر“...... چند لمحوں کی خاموشی کے سپریم باس کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ سپریم باس۔ سنگ ہی اٹینڈنگ یو“...... سنگ ہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سنگ ہی۔ تم چاروں نے سلور سٹی کی سیر کر لی“...... دوسری طرف سے سپریم باس نے پوچھا۔

”یس سپریم باس۔ ہم سلور سٹی کی سیر کر چکے ہیں“...... سنگ ہی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سنگ ہی۔ سپر باس تمہارے پاس پہنچنے والا ہے۔ وہ تمہیں بتائے گا کہ زیرو لینڈ نے کیوں اربوں ڈالرز اس شہر کو تعمیر کرنے اور اسے آباد کرنے پر لگا دیئے ہیں“...... سپریم باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس سپریم باس۔ ہم سپر باس کی آمد کے منتظر ہیں“...... سنگ ہی نے اب بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سنگ ہی۔ تم نے سلور سٹی کی سیکرٹریٹ بلڈنگ تو دیکھی ہوئی ہے“...... سپریم باس نے پوچھا۔

”یس سپریم باس۔ میں نے اور فنچ نے سیکرٹریٹ بلڈنگ دیکھی ہوئی ہے“...... سنگ ہی نے کہا۔

”سپر باس سے تمہاری ملاقات اس سیکرٹریٹ میں ہو گی“۔

سپریم باس کی آواز سنائی دی۔

''او کے سپریم باس۔ ہم کچھ دیر میں ہی سیکرٹریٹ میں پہنچ جاتے ہیں''...... سنگ ہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ ڈیٹس آل''...... دوسری طرف سے سپریم باس کی آواز سنائی دی اور پھر کار میں خاموشی چھا گئی۔

''تم نے ہمیں تو کبھی نہیں بتایا کہ زمین پر سلور سٹی بھی موجود ہے اور تم دونوں پہلے بھی یہاں آ چکے ہو''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔ اس کے لہجے میں شکایت موجود تھی۔

''تم جانتی تو ہو کہ ہر بات اس کے صحیح وقت پر بتائی جاتی ہے۔ تمہیں بتانے کا وقت اب آیا ہو گا تو تمہیں اب بتایا جا رہا ہے''۔ سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں تھریسیا سے کہا۔

''تم اس سے پہلے کب سلور سٹی آئے تھے''...... اس مرتبہ نانوتا نے سنگ ہی سے پوچھا۔

''جب یہاں کنسٹرکشن کا کام ہو رہا تھا اور ہم اس کام کا جائزہ لینے کے لئے آئے تھے''...... سنگ ہی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کار ایک بڑی بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ باقی بلڈنگز کی طرح یہ بھی سلور کلر کی بلڈنگ تھی البتہ اس پر گولڈن کلر میں سیکرٹریٹ کے الفاظ چمک رہے تھے۔ کار جیسے ہی بلڈنگ کے گیٹ پر رکی۔ کار پر بلیو کلر کی روشنی پڑی پھر پانچ سیکنڈ بعد بلڈنگ کا گیٹ خودبخود کھل گیا جیسے ہی گیٹ کھلا سنگ ہی نے کار کو آگے

بڑھایا پھر کار ایک وسیع کمپاؤنڈ میں پہنچ کر رک گئی۔ جیسے ہی کار کمپاؤنڈ میں رکی، سامنے بنے ہوئے کمروں میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک آدمی نہایت تیزی سے کار کی طرف آیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے پہلے کار کا ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھولا تو سنگ ہی نیچے اتر آیا۔ تھریسیا اور نانوتا نے اپنی اپنی سائیڈ کے دروازے کھولنے چاہے لیکن دونوں دروازے نہ کھلے۔

''سیکرٹریٹ میں آنے والی ہر گاڑی کا دروازہ صرف مسٹر ایٹ ہی کھول سکتا ہے''...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تھریسیا اور نانوتا نے اثبات میں سر ہلایا۔ کسی اور کے لئے تو یہ بات حیرت کا باعث ہو سکتی تھی لیکن وہ چاروں زیرو لینڈ کے افراد تھے اور جانتے تھے کہ سائنس ہی زیرو لینڈ کی طاقت ہے اور سائنس ہر ناممکن چیز کو ممکن بنا دیتی ہے لہذا انہیں کسی بھی بات پر حیرت نہیں ہوتی تھیں۔ سائنس کے بڑے سے بڑے کمال کو وہ معمولی سا شعبدہ سمجھتے تھے۔

سنگ ہی کار سے نیچے اتر چکا تو اس آدمی نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا پھر وہ دوسری طرف آیا اور اس نے دوسری طرف کے بھی دونوں دروازے کھول دیئے۔ جب وہ چاروں کار سے نیچے اتر چکے تو مسٹر ایٹ نے انہیں سیلوٹ کیا۔

''میں زیرو لینڈ کی گریٹ شخصیات کو سلور سٹی سیکرٹریٹ میں خوش آمدید کہتا ہوں''...... مسٹر ایٹ نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے کہا تو

ان چاروں نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تشریف لائیے''...... مسٹر ایٹ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک طرف بڑھا۔

وہ چاروں بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ مسٹر ایٹ انہیں لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ بھی اندر سے مکمل طور پر سلور کلر کا تھا البتہ فرنیچر گولڈن کلر کا تھا اور ایسے لگتا تھا جیسے خالص سونے سے بنا ہوا ہو۔

''آپ تشریف رکھیے اور فرمائیے کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے''۔ مسٹر ایٹ نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کمرے کے ایک حصے میں صوفے رکھے تھے اور صوفوں کے درمیان میں بھی ایک میز رکھی ہوئی تھی۔

''تم ایسا کرو کہ انار کا رس لے آؤ''...... فنچ نے مسٹر ایٹ سے کہا اور پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''او کے سر''...... مسٹر ایٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور وہ چاروں صوفوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ ہی دیر بعد مسٹر ایٹ کمرے میں واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی اور ٹرے میں چار بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ گلاسوں میں انار کا جوس موجود تھا۔ اس نے ان چاروں کے سامنے گلاس رکھ دیئے۔

''فنچ۔ تمہیں معلوم ہے کہ آج کی میٹنگ کیوں کال کی گئی

ہے''۔ تھریسیا نے گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ آج کی میٹنگ کا ایجنڈا مجھے اور سنگ ہی کو بھی نہیں بتایا گیا''...... فنچ نے کہا۔

''اگر ہمیں بتایا جاتا تو تمہیں بھی ضرور معلوم ہوتا''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے میں موسیقی کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی سرخ رنگ کی روشنی بھی ابھری۔ وہ چاروں ہی ایک دم مستعد ہو گئے پھر اس کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور پتلے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر سختی کے تاثرات تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی اور کشادہ پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ یہ زیرو لینڈ کا سپر باس تھا اور ان کی زیادہ تر میٹنگز سپر باس کے ساتھ ہی ہوتی تھیں۔ وہ باوقار انداز میں چلتا ہوا ان کے قریب آیا تو ان چاروں نے اسے سلام کیا جس کا جواب سپر باس نے سر ہلا کر دیا۔

''تشریف رکھیں''...... سپر باس نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ چاروں بھی بیٹھ گئے۔

''تھینک یو سپر باس''...... ان چاروں نے بیک آواز سپر باس کا شکریہ ادا کیا۔

''آپ نے سلورسٹی کی سیر کر لی''...... سپر باس نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سپر باس۔ سلورسٹی انتہائی خوبصورت شہر ہے''...... تھریسیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صرف خوبصورت ہی نہیں ہے بلکہ جدید ترین شہر بھی ہے۔ دنیا کا کوئی اور شہر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ایک سائنٹیفک شہر بھی ہے اور اس سائنسی شہر کو آباد کرنے کا ایک خاص مقصد ہے''...... سپر باس نے باوقار لہجے میں کہا تو ان چاروں نے ہی اثبات میں سر ہلائے۔

''سپر باس۔ وہ خاص مقصد کیا ہے''...... اس مرتبہ نانوتا نے پوچھا۔ لہجہ اس کا بھی مؤدبانہ ہی تھا۔

''جب زیرو لینڈ دنیا کے تمام ممالک پر کنٹرول حاصل کر لے گا تو پھر پوری دنیا کو ایک ہی ملک بنا دے گا اور سلورسٹی اس ملک کا دارالحکومت ہو گا''...... سپر باس نے اس مرتبہ متکبرانہ لہجے میں کہا اور سپر باس کی بات سن کر وہ چاروں اس طرح خوش ہو گئے جیسے زیرو لینڈ نے پوری دنیا پر کنٹرول حاصل کر بھی لیا ہو۔ ان کے دلوں میں پیدا ہونے والی خوشی نے ان کے چہروں کو بھی چمکا دیا تھا۔

''آپ چاروں زیرو لینڈ کا قیمتی اثاثہ ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری بات نے آپ کو بے حد خوشی دی ہے۔ میں آپ کو بتانا

چاہتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب ہم اس پوری دنیا پر کنٹرول حاصل کر لیں گے اور آپ چاروں یقیناً اس دنیا کے حکمرانوں میں سے ہوں گے کیونکہ آپ کی ذہانت اور آپ کی صلاحیتیں بے مثال ہیں۔ زیرو لینڈ کی ترقی میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے اور آپ زیرو لینڈ کا قیمتی اثاثہ ہیں''...... سپر باس نے ان چاروں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ سپر باس کی اس تعریف نے ان چاروں کو اور زیادہ خوش کر دیا۔

''سپر باس۔ زیرو لینڈ کی ترقی اور اس کے عظیم مقصد کے حصول کی خاطر ہم اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیں گے''...... سنگ ہی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے نہایت ہی جذباتی لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''زیرو لینڈ کو آپ کے لہو کی نہیں بلکہ آپ کی بے مثال ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کی ضرورت ہے۔ لہو کی قربانی دینے کے لئے زیرو لینڈ کے پاس بہت زیادہ افرادی قوت موجود ہیں''...... سپر باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہمارا ریکارڈ گواہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے''...... فنچ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بے شک۔ اور اسی لئے تو میں نے آپ کو زیرو لینڈ کا قیمتی اثاثہ قرار دیا ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ یہ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں کے

مطابق کارکردگی کا مظاہرہ کریں''...... تھریسیا نے کہا۔

''ہاں۔ زیرو لینڈ کی ترقی اور خوشی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے جتنے بھی لوگ ملے ہیں وہ اس سے مخلص ہیں۔ بہرحال یہ تو تھیں ہماری آپس کی باتیں۔ اب میں آج کی میٹنگ کے ایجنڈے کی طرف آتا ہوں''...... سپر باس نے کہا اور پھر خاموش ہو کر باری باری ان چاروں کو دیکھنے لگا۔

''آپ جانتے ہوں گے کہ انسان کا دماغ قدرت کی عظیم تخلیق ہے اور اس زمین پر اس جیسی تخلیق اور کوئی نہیں ہے''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سپر باس نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔

''اور آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ انسان اپنے دماغ کے تین سے چار فیصد حصے سے کام لیتا ہے اور اگر کوئی بہت زیادہ ذہین ہو گا تو وہ پانچ فیصد حصے سے کام لیتا ہو گا البتہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجے ایک محتاط رائے کے مطابق وہ پندرہ سے بیس فیصد دماغ استعمال کرتے تھے''...... سپر باس نے اتنا کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو کر ان چاروں کی طرف دیکھا۔ سپر باس کی باتیں سن کر وہ چاروں ہی اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔

''اگر دنیا میں کوئی ایک انسان ایسا پیدا ہو جائے جو پچیس سے تیس فیصد بھی اپنے دماغ کو استعمال میں لے آئے تو وہ اس ساری دنیا کو فتح کر سکتا ہے۔ اس ساری دنیا پر حکمرانی کر سکتا ہے اور اس کی یہ حکومت کسی بھی انداز کی ہو سکتی ہے''...... سپر باس نے کہا اور

پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے سامنے میز پر پانی کی بوتل رکھی ہوئی تھی اور بوتل کے ساتھ ایک گلاس بھی رکھا ہوا تھا۔ سپر باس نے بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور پانی گلاس میں ڈال کر بوتل بند کی اور گلاس منہ سے لگا لیا۔ وہ چاروں اس دوران خاموش ہی رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابھی سپر باس کی بات مکمل نہیں ہوئی اور بات مکمل ہونے سے پہلے وہ اس سے کسی قسم کا سوال نہیں پوچھنا چاہتے تھے۔ پانی پینے کے بعد سپر باس نے گلاس رکھ دیا۔

''زیرو لینڈ کے پاس بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو پانچ سے چھ فیصد اپنے دماغ کو استعمال کر سکتا ہو۔ تم چاروں بھی اپنے دماغ کے پانچ فیصد حصے سے کام لیتے ہو۔ میں، سپریم باس اور سپریم چیف وغیرہ بھی پانچ اعشاریہ کچھ پوائنٹ اپنے دماغ کو استعمال میں لاتے ہیں۔ یہی حال ہمارے معزز سائنس دانوں کا بھی ہے۔ وہ بھی چار سے پانچ فیصد دماغ کا استعمال کرتے ہیں۔ ہم لوگ بہت عرصے سے اس کوشش میں تھے کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ ایسے بھی آ ملیں جو اپنے دماغ کا چھ فیصد سے زیادہ حصہ استعمال کرتے ہوں اور اس پوری دنیا میں ہمیں صرف دو انسان ایسے نظر آئے جو ہمارے محتاط اندازے کے مطابق اپنے دماغ کا نو سے دس فیصد حصہ استعمال کرتے ہیں''...... سپر باس نے اتنا کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''تمہیں اندازہ ہے کہ یہ دو انسان کون ہو سکتے ہیں''...... چند

لمحے خاموش رہنے کے بعد سپر باس نے ان سے پوچھا۔

''یس سپر باس۔ آپ پاکیشیا کے علی عمران اور کافرستان کے کرنل فریدی کا ذکر کر رہے ہیں''...... تھریسیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سپر باس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہاں۔ تم نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے''...... سپر باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن سپر باس۔ یہ دونوں زیرو لینڈ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا چکے ہیں اور کسی طرح بھی زیرو لینڈ میں شامل ہونے کو تیار نہیں ہیں اور چونکہ زیرو لینڈ کے بگ ان کے بارے میں نرم پالیسی کا حکم دیتے ہیں اس لئے دنیا میں یہ دو ہی شخص ہیں جن سے ہم نے شکست کھائی ہے''...... فنچ نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''تمہاری بات جو کہ کسی حد تک شکوہ بھی ہے بالکل درست ہے اور آپ چاروں یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ زیرو لینڈ ذہین اور باصلاحیت لوگوں کی قدر کرتا ہے اور انہیں ضائع کرنے کی بجائے کوشش کرتا ہے کہ انہیں اپنے ساتھ ملا لے۔ پاکیشیائی علی عمران اور کافرستانی کرنل فریدی کے بارے میں، میں بتا چکا ہوں کہ اس پوری دنیا میں صرف یہ دو اشخاص ہیں جو اپنے دماغ کا نو سے دس فیصد حصہ استعمال کرتے ہیں اس لئے زیرو لینڈ کی یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ ملا لے''...... سپر

باس نے کہا۔

''لیکن سپر باس۔ آج تک ایسا نہیں ہو سکا اور شاید آئندہ بھی ایسا نہیں ہو سکے گا''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں۔ بہت پہلے ہی ہم لوگ ان دونوں کی طرف سے مایوس ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود ہم ان دونوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے طویل عرصے تک سوچ و بچار کرتے رہے اور پھر ہمارے سائنس دانوں کے دماغ میں ایک آئیڈیا آ گیا اور ہمارے دلوں میں امید کی ایک کرن پیدا ہو گئی''...... سپر باس نے کہا تو ان چاروں نے سوالیہ نظروں سے سپر باس کی طرف دیکھا۔

''ہمارے سائنس دان ایک مشین تیار کر رہے ہیں اس مشین کو انہوں نے مائنڈ مشین کا نام دیا ہے اور جسے ایم مشین کہا جائے گا۔ یہ مشین کسی بھی انسان کے دماغ کو اس کی صلاحیتوں اور خوبیوں کے ساتھ محفوظ کرے گی اور پھر ایک خاص عمل سے گزار کر اسے کیپسولوں میں منتقل کر دے گی۔ اس دوران دماغ کے خلیئے زندہ رہیں گے اور پھر ایک دوسرے انسان کو یہ کیپسول کھلائے جائیں گے اور اسے مخصوص عمل سے بھی گزارا جائے گا۔ اس عمل سے گزرنے کے بعد کیپسول کھانے والا انسان اس شخص کی دماغی صلاحیتوں کا مالک بن جائے گا۔ جس انسان کے دماغ کے کیپسول اس نے کھائے ہوں گے''...... سپر باس نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ ان چاروں نے حیرت بھری نظروں سے سپر باس کو

دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''شاید آپ لوگوں کو میری بات پر یقین نہیں آیا''...... سپر باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے سپر باس۔ زیرو لینڈ سائنس میں اس قدر آگے ہے کہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کوئی بھی چیز ایجاد کر سکتا ہے لہٰذا اس کی کسی بھی ایجاد اور کسی بھی کام پر حیران ہونا بے کار ہے۔ ہمیں تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ علی عمران اور کرنل فریدی کے دماغ لئے جائیں گے''...... نانوتا نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں بھی ان کے دماغوں کی ہی ضرورت ہے، ان کے جسموں کی نہیں''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ ان کے دماغ کن لوگوں میں منتقل کئے جائیں گے''...... تھریسیا نے سپر باس سے پوچھا۔

''اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ علی عمران کا دماغ سپریم باس اور کرنل فریدی کا دماغ سپریم چیف کو منتقل کر دیا جائے گا''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دماغ کی منتقلی کے بعد سپریم باس اور سپریم چیف علی عمران اور کرنل فریدی بن جائیں اور پھر کافرستان اور پاکیشیا کے وفادار بن کر ان دونوں ملکوں کے لئے خدمات سر انجام دیں''...... تھریسیا نے کہا۔

''سپریم باس اور سپریم چیف کے دماغوں میں علی عمران اور کرنل

فریدی کے دماغ منتقل کئے جائیں گے۔ تبدیل نہیں کئے جائیں کہ ان کی سوچ ہی بدل جائے۔ تجربات میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ کیا ایم مشین تیار ہو چکی ہے''...... سنگ ہی نے پوچھا۔

''نہیں۔ تیاری کے مراحل میں ہے اور اسے تیار ہونے میں ابھی چند دن لگ جائیں گے اور سپریم باس یہ چاہتے ہیں کہ ایم مشین تیار ہونے سے پہلے علی عمران اور کرنل فریدی کو سلور سٹی لایا جائے''...... سپر باس نے کہا۔

''یعنی ان دونوں کو اغوا کر کے سلور سٹی پہنچا دیا جائے''۔ نانوتا نے سپر باس سے کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہی بات کہی ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں میری بات نہیں آئی''...... سپر باس نے خشک لہجے میں کہا۔

''سپر باس۔ میں آپ کی بات اچھی طرح سمجھ چکی ہوں''۔ نانوتا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آج کی میٹنگ کا مقصد یہی ہے کہ علی عمران اور کرنل فریدی کے اغوا کا کام آپ کے سپرد کیا جائے''...... سپر باس نے کہا۔

''ہم تیار ہیں سپر باس۔ علی عمران اور کرنل فریدی بہت جلد سلور سٹی میں موجود ہوں گے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''چونکہ ایم مشین سلور سٹی میں ہی تیار ہو رہی ہے اس لئے ان

دونوں کو اسی جگہ اس مشینی عمل سے گزارا جائے گا''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ علی عمران کو کون سا گروپ اغوا کرے اور کرنل فریدی کو کون سا گروپ''...... فنچ نے پوچھا۔

''سنگ ہی اور تھریسیا علی عمران کو اغوا کریں گے جبکہ تم اور نانوتا کرنل فریدی کو''...... سپر باس نے فنچ سے کہا۔

''او کے سپر باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... چاروں نے بیک آواز کہا۔

''یہ زیرو لینڈ کے مستقبل کا سوال ہے لہذا مجھے یقین ہے کہ آپ سے معمولی سی کوتاہی بھی نہیں ہو گی''...... سپر باس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں سپر باس۔ اگر ہم ناکام ہوئے تو ہم خودکشی کر لیں گے''...... سنگ ہی نے سپر باس سے کہا۔

''او کے۔ آج کی میٹنگ برخاست کی جاتی ہے''...... سپر باس نے کہا اور ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ چاروں بھی اپنی اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے۔ سپر باس نے قدم بڑھائے اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

''جناب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں''...... شاران ہوٹل کے گیٹ پر کھڑے سیکورٹی گارڈ نے عمران کو روکتے ہوئے کہا۔

آج عمران نے بہت عرصے بعد اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا تھا اور اس کے سر پر عجیب وغریب ساخت کی ٹوپی بھی تھی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بھی بہہ رہی تھی۔

پچھلے کئی دنوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اور ان چند دنوں میں عمران نے درجنوں کتابیں پڑھ لی تھیں۔ پہلے تو وہ صرف سائنس کے موضوع پر شائع ہونے والی کتابیں اور رسالے پڑھا کرتا تھا اب اسے جو بھی کتاب نظر آتی تھی تو وہ خرید لیتا تھا اور اس کا مطالعہ کرتا تھا۔ شاعری، افسانہ، جاسوسی، طنز و مزاح، سفر نامے غرضیکہ تمام موضوعات اب اس کے

پسندیدہ تھے اور اس کی ذاتی لائبریری میں سینکڑوں کتابیں جمع ہو چکی تھیں۔

کافی دنوں کے مسلسل مطالعے کے بعد آج اس کا تفریح کا موڈ بن گیا تھا۔ وہ اخبار پڑھ رہا تھا کہ اس نے اخبار میں شاران ہوٹل کا اشتہار دیکھا جس میں بتایا گیا تھا کہ آج شاران ہوٹل میں فرنچ رقاصہ اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اشتہار دیکھ کر اس نے یہ شو دیکھنے کا فیصلہ کیا اور پھر ٹائیگر کو اس نے ٹکٹ لانے کے لئے کہا۔ ٹائیگر اس کے لئے سپیشل پاس لایا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ یہ سپیشل پاس صرف چند لوگوں کو ہی جاری کئے گئے ہیں۔

وہ پروگرام شروع ہونے سے بہت پہلے شاران ہوٹل پہنچ گیا تھا اور گیٹ پر سیکورٹی گارڈ نے اس کے لباس اور حلیئے کی وجہ سے اسے روک لیا گیا۔

''ہائیں۔ میں کہاں جا رہا ہوں۔ یہ تو مجھے خود بھی نہیں معلوم بھائی۔ میں تمہیں کیا بتاؤں''...... عمران نے احمقانہ انداز میں سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''تم ادھر کو جا رہے تھے۔ اُدھر جاؤ۔ اس طرف جانا منع ہے''۔ اس مرتبہ سیکورٹی گارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیوں بھائی۔ اس طرف جانا کیوں منع ہے''...... عمران نے ہال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ آج یہاں شو ہے اور شو میں صرف وہی جا سکتا

ہے جس کے پاس ٹکٹ یا خصوصی پاس ہو''...... سیکورٹی گارڈ نے اس مرتبہ سمجھانے والے انداز میں عمران سے کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

''پاس۔ کہیں تم اس کا ذکر تو نہیں کر رہے''...... عمران نے اسے سپیشل پاس دکھاتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ تو سپیشل پاس ہے۔ یہ تمہیں کہاں سے ملا''۔ سیکورٹی گارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''باہر فٹ پاتھ پر گرا ہوا تھا۔ میں نے اٹھا لیا''...... عمران نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''لاؤ۔ یہ مجھے دو اور تم جلدی سے بھاگ جاؤ''...... سیکورٹی گارڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کے ہاتھ میں موجود سپیشل کارڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''بچاؤ۔ بچاؤ۔ ڈاکو۔ ڈاکو''...... جیسے ہی سیکورٹی گارڈ نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا، عمران یکدم بوکھلا کر پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شور بھی مچا دیا۔ اس کے شور مچانے پر وہاں چند لوگ اکٹھے ہو گئے۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... لوگوں نے عمران کو دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ۔ یہ ڈاکو ہے۔ یہ مجھ سے میری دولت چھیننا چاہتا ہے''۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دولت۔ کیا تمہارے پاس دولت ہے''...... ایک نوجوان نے متجسس لہجے میں اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ یہ دیکھو۔ یہ دولت ہے''...... عمران نے سپیشل کارڈ دکھاتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ یہ پروگرام کے شو کا سپیشل پاس ہے۔ اس پاگل کو نجانے کہاں سے مل گیا ہے اور اب یہ ہال میں داخل ہونا چاہتا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے وہاں موجود لوگوں سے کہا۔

''بھئی۔ اگر اس کے پاس شو کا کارڈ موجود ہے پھر تو تم اسے نہیں روک سکتے''...... ایک آدمی نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''جناب۔ یہ کارڈ ہوٹل کے کسی معزز گاہک سے گر گیا ہے اور اس پاگل نے اٹھا لیا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے اس آدمی سے کہا۔

''آپ نے دیکھا۔ یہ مجھے پاگل کہہ رہا ہے''...... عمران نے آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی معصومیت سے کہا اور ساتھ ہی اس نے رونا بھی شروع کر دیا۔

''ارے ارے۔ اچھے بچے نہیں روتے منے''...... ایک نوجوان نے اسے چمکارتے ہوئے کہا تو کئی افراد کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی پھر اسی لمحے ہال کا گیٹ کھلا اور ایک آدمی باہر آ گیا۔ اس کے سینے پر ٹیگ لگا ہوا تھا جس پر اس کا نام رضوان اور نیچے سپر وائزر لکھا ہوا تھا۔

''عبیداللہ۔ یہاں کیا ہو رہا ہے''...... سپر وائزر نے سیکورٹی گارڈ

سے پوچھا۔

''باس۔ یہ پاگل آدمی ہے اور فٹ پاتھ پر گرا ہوا سپیشل کارڈ اس کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ اب یہ اندر جانے کی ضد کر رہا ہے''۔ سیکورٹی گارڈ نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سپر وائزر نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑا کیونکہ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ اندر تشریف لے آیئے''...... سپر وائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

سپر وائزر کو مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے دیکھ کر سیکورٹی گارڈ تو پریشان ہو گیا جبکہ دوسرے لوگ حیران ہو گئے۔ ان کے لئے یہ حیران ہونے والی بات تھی کیونکہ عمران تو اپنے لباس اور شکل سے احمق لگ رہا تھا اور حرکتوں سے تو پاگل دکھائی دے رہا تھا لیکن سپروائزر اس سے مؤدبانہ لہجے میں بات کر رہا تھا۔

''یہ مارتا ہے۔ اندر داخل ہونے نہیں دیتا''...... عمران نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ میں ابھی اس کی چھٹی کرا دیتا ہوں۔ چلو عبیداللہ۔ تم آج سے فارغ ہو۔ کل آ کر اپنا حساب کر لینا''...... سپر وائزر نے پہلے عمران اور پھر سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''نہیں۔ عبیداللہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم اسے کیوں پریشان کر

رہے ہو“...... عمران نے فوراً سیکورٹی گارڈ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ اس کا مقصد تو تفریح کرنا تھا۔ کسی کو بیروز گار کرنا ہرگز نہیں تھا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اسے فارغ نہیں کیا جائے گا۔ آپ اندر چلیں“۔ سپر وائزر نے عمران سے کہا۔ سپر وائزر کی بات سن کر سیکورٹی گارڈ نے اطمینان بھرا سانس لیا جبکہ عمران ہال میں داخل ہو گیا۔ جو لوگ لوگ کھڑے تھے وہ بھی ادھر ادھر ہو گئے۔

عمران نے ہال میں داخل ہو کر ہال کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظر سوپر فیاض پر پڑی۔ جو کہ ہال کے ایک کونے میں ایک خوبصورت سی لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ باتوں میں اتنا مگن تھا کہ اس نے عمران کو ہال میں داخل ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ سوپر فیاض کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ اس کی طرف بڑھا۔

”السلام علیکم“...... عمران نے سوپر فیاض کے قریب پہنچتے ہی بلند آواز میں کہا تو سوپر فیاض کو کرنٹ سا لگا اور وہ اپنی کرسی سے اچھل پڑا اور پھر اس کی نظر جونہی عمران پر پڑی۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران کو اس حلیئے میں دیکھ کر اس کا پارہ ہمیشہ ہی ہائی ہو جاتا تھا کیونکہ اس حلیئے میں عمران نہ صرف خود تماشا بنتا تھا بلکہ اسے بھی تماشا بنا دیتا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ عمران تم“...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں

عمران سے کہا۔

”جج۔ جی۔ سوپر پیارے۔ مم۔ میں“...... عمران نے اس کے انداز میں کہا اور پھر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ہال میں بیٹھے ہوئے کئی افراد اسے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ سوپر فیاض جھینپ رہا تھا۔

”تم اس لباس میں یہاں کیوں آئے ہو۔ تمہیں پتا نہیں ہے کہ یہاں ایک غیر ملکی فنکارہ کا شو ہو رہا ہے اور تم اس حلیئے میں یہاں آ گئے ہو تا کہ پاکیشیا کی بدنامی ہو“...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوپر پیارے۔ تم نے اتنی خوبصورت، حسین و جمیل اور کمسن لڑکی کا تعارف نہیں کرایا“...... عمران نے لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے سوپر فیاض کی بات کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا جبکہ اس کی بات سن کر لڑکی کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

”لباس سے تو آپ بہت احمق لگ رہے ہیں لیکن باتوں سے آپ انتہائی دانا اور سچے لگتے ہیں“...... لڑکی نے کہا۔

”نوازش ہے آپ کی مس“...... عمران نے سر کو خم دیتے ہوئے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

”سچ کہتے ہیں کہ لباس سے کسی کی دانائی اور حکمت کا پتا نہیں چلتا بلکہ گفتگو سے اس کی دانائی کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور آپ کا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر دانائی عطا کی

ہے''...... لڑکی نے بدستور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ لڑکی کو عمران کی تعریف کرتے دیکھ کر سوپر فیاض کا پارہ مزید ہائی ہو گیا۔

''دیکھا سوپر فیاض۔ اسے کہتے ہیں قدر شناسی۔ سویٹ گرل سے ابھی میرا تعارف بھی نہیں ہوا لیکن یہ میری دانائی اور حکمت کی معترف ہو گئی ہے۔ ایک تم ہو کہ برسوں سے میرے دوست ہو لیکن تمہیں کبھی میری کوئی خوبی نظر ہی نہیں آئی''...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا تو اس نے ایسے منہ بنا لیا جیسے کونین کی گولی چبا لی ہو۔

''ہونہہ۔ خوبیاں۔ تم میں خامیاں ہی خامیاں ہیں۔ آداب محفل تک سے تو تم واقف نہیں ہو''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں فیاض صاحب۔ ایسی بھی بات نہیں ہے۔ دیکھیں عمران صاحب کس طرح شائستہ انداز میں بات کر رہے ہیں''...... لڑکی نے عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا منہ مزید خراب ہو گیا۔

''سوپر نے تو تعارف کرانا نہیں ہے۔ آپ ہی اپنا دلنشیں نام بتا دیں''...... عمران نے لڑکی کو میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ تو میرا نام جانتے ہیں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تو آپ کو نہیں جانتا''...... عمران سمجھ تو گیا تھا کہ

لڑکی کا نام دلنشیں ہے لیکن اس نے معصومیت بھرے انداز میں انکار کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اپنی گفتگو میں میرا نام لیا تو ہے''...... لڑکی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے آپ کا سویٹ نیم دلنشیں ہے۔ واہ کیا دلنشیں نام ہے''۔ عمران نے چونکتے ہوئے انداز میں لیکن معصوم سے لہجے میں کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

دلنشیں کو عمران سے بے تکلف ہوتے دیکھ کر سوپر فیاض کا خون کھول رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عمران کو اٹھا کر ہال سے باہر پھینک دیتا۔

''عمران۔ تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں بتا دوں کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں''...... عمران نے سوالیہ انداز میں کہا۔

''ہاں ہاں بتا دو۔ وہی تو پوچھ رہا ہوں اور کیا میں جھک مار رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بتا دوں۔ مس دلنشیں کے سامنے بتا دوں''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب میں گیا۔ جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ رومال نکالنے کے بہانے اس نے موبائل فون کی رنگ ٹون آن کر دی تھی۔

''میں کہتا ہوں عمران۔ تم یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ''...... سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

''اچھا۔ کال سن لوں پھر چلا جاتا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سیل فون نکال کر کال او کے کا بٹن پریس کیا اور موبائل فون کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ سلمیٰ بھابی آپ۔ السلام علیکم''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سوپر فیاض کی طرف بھی دیکھا۔ عمران کی زبان سے سلمیٰ کا نام سن کر سوپر فیاض بھی بری طرح چونک پڑا۔

''بھابی۔ میں اس وقت فیاض کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ جی ہمارے ساتھ۔ نہیں ہمارے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔ جی ہم اس وقت شاران ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج یہاں ایک شو ہے۔ نہیں سلمیٰ بھابی۔ ٹکٹ کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ فیاض نے پوری ٹیبل بک کرائی ہوئی ہے۔ اچھا آپ آ رہی ہیں۔ آنا چاہیں تو آ جائیں۔ او کے۔ او کے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے وقفے وقفے سے سیل فون پر بولتے ہوئے کہا اور عمران جیسے جیسے فون پر بول رہا تھا ویسے ویسے سوپر فیاض کے چہرے کی رنگت بھی تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

بات مکمل کرنے کے بعد عمران نے سیل فون جیب میں واپس رکھا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

''میں نے کہا تھا کہ میں کال سن لوں پھر چلا جاؤں گا۔ لہٰذا اب میں جا رہا ہوں''...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ اب تم نہیں، ہم جائیں گے''...... سوپر فیاض نے کہا اور عمران کا کندھا پکڑ کر اسے کرسی پر بٹھا دیا۔

''او کے۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ سلمیٰ بھابی پوچھیں گی تو میں بتا دوں گا کہ تم کہیں چلے گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''دلنشیں۔ تم اس آدمی کی تعریف کر رہی تھیں۔ اب تم نے دیکھ لیا کہ یہ کتنا بلیک میلر ہے''...... سوپر فیاض نے اس مرتبہ دلنشیں سے کہا جو اب کافی پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

''میں نے کیا، کیا ہے۔ میں نے تو صرف سلمیٰ بھابی کی کال اٹینڈ کی ہے''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اب وہ تمہاری لاڈلی سلمیٰ بھابی یہاں آئے گی اور سب کے سامنے مجھے اور دلنشیں کو بے عزت کرے گی۔ میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہم اس وقت شاران ہوٹل میں ہیں''...... سوپر فیاض نے اتنے غصیلے لہجے میں کہا اس کی آواز کپکپانے لگی۔

''اوہ۔ سچ بول کر میں نے کوئی جرم کیا ہے''...... عمران نے معصوم لہجے میں کہا۔

''فیاض صاحب۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اب چلنا چاہئے۔ ہم پھر کبھی ڈنر کر لیں گے''...... دلنشیں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے اسے روکنے کی کوشش نہ کی اور وہ ہال سے باہر چلی گئی۔

''اب خوش ہو''...... دلنشیں کے چلے جانے کے بعد سوپر فیاض نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''لیکن مس دلنشیں اٹھ کر کیوں چلی گئی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے وہ بیٹھی رہتی اور سلمیٰ آ کر اسے بے عزت کر دیتی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اچھا۔ تو سلمیٰ بھابی بھی آ رہی ہیں یہاں''...... عمران نے اور زیادہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے فون کر کے اسے بلایا ہے اور اب معصوم بن رہے ہو''۔ سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

''فون پر سلمیٰ بھابی سے بات۔ نہیں تو۔ میں تو خالی فون پر کال سننے کا نشہ پورا کر رہا تھا۔ پچھلے دو دنوں سے کوئی کال ہی نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے بے چینی ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ جھوٹ موٹ کی کال رسیو کر کے دیکھی جائے شاید اس طرح بے چینی دور ہو جائے اور میرا یہ تجربہ سو فیصد کامیاب رہا''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ میں تمہیں قتل کر دوں گا''...... سوپر فیاض نے غصیلے

لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کی گردن بھی پکڑ لی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں نے انہیں حیرت اور غصے سے دیکھا۔

''بچاؤ۔ بچاؤ''...... عمران نے پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا تو کئی ویٹرز دوڑتے ہوئے وہاں آ گئے۔

عمران کو کنٹرول روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''السلام علیکم''...... عمران نے بلیک زیرو کو سلام کیا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''وعلیکم السلام۔ عمران صاحب۔ میں چائے بنا کر لے آؤں پھر باتیں کریں گے ورنہ آپ کی باتوں کے دوران چائے بھول جاتی ہے''...... بلیک زیرو نے سلام کا جواب دینے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کچن کی طرف بڑھ گیا پھر چند منٹ بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کل شاران ہوٹل گئے تھے شو دیکھنے۔ کیسا تھا شو''...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

محظوظ ہوئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ کیسے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔

''بے چارہ سوپر فیاض۔ وہاں تماشا بن گیا''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''اور اس بے چارے کو تماشا آپ نے ہی بنایا ہو گا''...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب میں کیا کرتا۔ وہ مجھ سے پہلے ہی ہال میں موجود تھا اور اس کے ساتھ ایک دلنشیں سی لڑکی بھی تھی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سارا واقعہ تفصیل سے بتا دیا۔ بلیک زیرو اس دوران مسکراتا ہی رہا۔

''عمران صاحب۔ جس دن سوپر فیاض کا داؤ چل گیا اس نے آپ کو جیل کی ہوا کھلا دینی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم غریبوں کا بھی اللہ بیلی''...... عمران نے اوپر دیکھتے ہوئے اور معصوم سے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے تو ایک خدشہ اور بھی ہے''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب تمہیں بھی کوئی خدشہ لاحق ہو گیا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی دن غصے میں خودکشی کر لے‘‘...... بلیک زیرو نے اس مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ جس مٹی کا وہ بنا ہوا ہے۔ وہ یہ کام کر ہی نہیں سکتا‘‘۔ عمران نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’آپ کا مطلب ہے کہ سوپر فیاض ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ ورنہ مجھ سے تو ایک دن کی دوستی بھی مہنگی پڑتی ہے‘‘۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ ان مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں کو کیا ہو گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

’’اس سوال کا جواب تو کوئی حکیم ہی دے سکتا ہے یا پھر کوئی پروفیسر یا ڈاکٹر‘‘...... عمران نے کہا۔

’’بہت دنوں سے ٹیم فارغ ہے اور پچھلے ہفتے تو ٹیم کو ریفریشر کورس بھی کرایا گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ جب گورنمنٹ کے خزانے میں فنڈز زیادہ آ جاتے ہیں تو ان فنڈز کو اسی طرح ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔ ریفریش کورس کے شرکاء کو معمولی سا ڈیلی الاؤنس دے کر افسران اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں اور رپورٹ دی جاتی ہے کہ ہم نے اس محکمے کا قبلہ درست کر دیا ہے‘‘۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’لیکن عمران صاحب۔ ہمارے ساتھ تو ایسا نہیں ہوتا‘‘۔ بلیک

زیرو نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

’’پیارے کالے صفر۔ میں نے تمہارے بارے میں یہ بات نہیں کی‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ ریفریش کورس کے انعقاد کا حکم تو آپ ہی دیتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ صرف اپنے ممبران کے لئے۔ باقی محکموں کے لئے نہیں‘‘...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ ہمارے ممبران اب اتنے تجربہ کار اور اپنی فیلڈ کے ایکسپرٹ ہو چکے ہیں کہ انہیں ریفریشر کورس کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی آپ ان کے لئے ایسے کورسز کا انعقاد کراتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ جب فراغت بڑھ جائے تو پھر ایسے کورس ضروری ہو جاتے ہیں ورنہ ممبران کی صلاحیتوں کو زنگ بھی لگ سکتا ہے اور تمہیں معلوم ہو گا کہ فراغت، بوریت کو جنم دیتی ہے اور بوریت انسان کو ناکارہ بھی کر دیتی ہے‘‘...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’عمران صاحب۔ سائنس میگزین کے پچھلے شمارے میں آپ کا جو مضمون شائع ہوا تھا اسے تو دنیا بھر میں خوب پذیرائی ملی ہے‘‘۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر باتوں کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

’’اچھا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

''اس مہینے سائنس میگزین میں شائع ہونے والے خطوط پڑھ کر''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یعنی دنیا بھر میں میرے مداح بڑھتے جا رہے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اب آپ سائنس میگزین انٹرنیشنل کی ضرورت بن چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سائنس میگزین کا خطوط کالم جولیا کو دیکھانا پڑے گا''۔ عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ کس لئے''...... بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''جولیا مجھے بے کار انسان سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے کوئی گھاس ڈالنے کو بھی تیار نہیں۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے خطوط پڑھ کر اسے اندازہ ہو گا کہ میں دنیا بھر میں کتنا پاپولر ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرانے لگا۔

''عمران صاحب۔ اس بے چاری کو تو آپ کی خوبیوں کا علم ہے لیکن آپ کو اس کے جذبات کی قدر نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھا۔ تمہیں بھی مجھ سے ہی شکوہ ہے یعنی جن پتوں پر تکیہ تھا وہیں پتے ہوا دینے لگے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ مجھے پتا سمجھتے ہیں''...... بلیک زیرو نے

ایک بار پھر شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے ہوا دو گے تو میں تمہیں پتہ ہی سمجھوں گا نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو جواب میں کچھ کہتا، ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس جولیا۔ کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ٹیم بہت دنوں سے فارغ ہے اور ان دنوں پاکیشیا کے بلند ترین پہاڑی مقام پر پولو میلہ لگا ہوا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہ میلہ دیکھ آئیں''...... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ٹیم کے تمام ممبران جانا چاہتے ہیں''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''یس چیف۔ اس وقت تمام ممبران سوائے عمران کے میرے فلیٹ پر موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''عمران کو ممبران میں شامل مت کیا کرو۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ

''یس چیف''..... ایکسٹو کی ڈانٹ سن کر جولیا کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اگر تمہیں فوری طور پر واپس آنا پڑے تو پھر تم لوگ کیسے واپس آؤ گے''..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ ہم صرف ایک دن کے لئے جانا چاہتے ہیں ہیلی کاپٹر سروس پر۔ صبح جائیں گے اور شام کو واپس آ جائیں گے اور ایمرجنسی میں آنا پڑا تو سپیشل ہیلی کاپٹر کرا لیں گے''..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اجازت ہے تمہیں''..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔

عمران جانتا تھا کہ ان دنوں پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں میلہ لگتا ہے اور اس میلے کی خاص بات پولو کھیل ہے اور اسے دنیا کے بلند ترین مقام پر کھیلے جانے والے پولو ٹورنامنٹ کا اعزاز حاصل ہے اور دنیا بھر کے سیاح اس میلے کو دیکھنے آتے ہیں۔ دارالحکومت اور ان پہاڑی علاقوں کے درمیان گورنمنٹ آف پاکیشیا نے ہیلی کاپٹر سروس دی ہوئی تھی۔ جس کا کرایہ تقریباً روڈ ٹرانسپورٹ کے برابر ہی تھا اور میلے کے دنوں میں اس ہیلی کاپٹر سروس کو بڑھا دیا جاتا تھا اور بکنگ پر بھی ہیلی کاپٹر فوراً مہیا کر دیئے جاتے تھے۔ اس لئے عمران نے جولیا کو اجازت دے دی تھی کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں وہ لوگ فوراً واپس آ سکتے تھے۔

''عمران صاحب۔ یہ مندور میلہ ہوتا تو بہت زبردست ہے''۔ بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''تم نے دیکھا ہوا ہے''..... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ صرف تعریف سنی ہے یا پھر وڈیو دیکھا ہے۔ سیکرٹ لائف میں آنے کے بعد کبھی وقت ہی نہیں ملا کہ میں یہ میلہ دیکھنے جاتا''..... بلیک زیرو نے کہا تو اس کے لہجے سے عمران کو محسوس ہوا کہ وہ بھی جانا چاہتا ہے۔

''کمال ہے۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور تم نے اپنے ہی ملک میں ہونے والا ایک اہم ایونٹ نہیں دیکھا ہوا''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس عمران صاحب۔ یا تو کبھی خیال نہیں آیا یا پھر ایسے موقع پر ٹیم مصروف ہوتی ہے''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''آج کل فراغت بھی ہے اور تمہیں خیال بھی آ گیا ہے لہٰذا تم جا سکتے ہو''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور عمران صاحب آپ''..... بلیک زیرو نے سوالیہ انداز میں عمران سے کہا۔

''میں نے یہ میلہ کئی بار دیکھا ہوا ہے اس لئے میں دانش منزل میں رہوں گا''..... عمران نے کہا۔

''تھینک یو عمران صاحب۔ میں آج ہی چلا جاتا ہوں۔ کل شام تک واپس آ جاؤں گا''۔ بلیک زیرو نے خوش ہو کر کہا۔ عمران نے

اثبات میں سر ہلایا تو بلیک زیرو اپنی کرسی سے اٹھا تاکہ ڈریسنگ روم میں جا کر لباس بدلے اور میک اپ بھی کر لے۔

''میں جوزف کو بلاتا ہوں۔ وہ تمہیں ہیلی پیڈ تک چھوڑ آئے گا''۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ اسپیکنگ''...... جلد ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''شب دیجور کی اولاد۔ دارالحکومت کی کنڈل جھیل کے قریب درختوں پر چیلوں نے انڈے دینے شروع کر دیئے ہیں اور بدروحیں کنڈل جھیل کے سرکنڈوں میں آ گئی ہیں تاکہ انڈے کھا کر پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ کو اپنا لقمہ بنا سکیں''...... عمران نے تیز لہجے میں جوزف سے کہا۔

''اوہ مائی گاڈ۔ ہولی فادر۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو باس۔ اب تو ہر طرف تباہی ہی تباہی پھیل جائے گی''...... دوسری طرف سے جوزف کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تباہی تو ہے بیٹے لیکن یہ صرف تجھ پر ہی آئے گی''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ باس۔ تم میرے مائی باپ ہو۔ تم مجھے بچا لو۔ صرف تمہی مجھے بچا سکتے ہو باس کیونکہ تمہارے سر پر وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے اور روحیں تمہارا نام سن کر ہی بھاگ جاتی ہیں''...... جوزف کی

بدستور کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ پھر تو جلدی سے دانش منزل آ جاؤ۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے لئے کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی دانش منزل پہنچ رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا تو اس نے ماسک میک اپ کیا ہوا تھا۔ اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا تھا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چائے کا فلاسک بھی تھا۔ وہ فلاسک اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ میں نے سوچا کہ آپ کو چائے بنانے کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس نے چائے سے کپ سے بھر لیا۔

اسی لمحے دانش منزل میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ عمران نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ گیٹ کے قریب جوزف کھڑا ہوا تھا اور اس کے عقب میں اس کی کار نظر آ رہی تھی۔

''او کے طاہر۔ جوزف آیا ہوا ہے۔ یہ تمہیں ہیلی پیڈ پر ڈراپ کر دے گا۔ ہیلی پیڈ پر پہنچ کر تم اسے واپس رانا ہاؤس بھیج دینا''۔

عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"او کے عمران صاحب۔ اللہ حافظ"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ مین گیٹ تک پہنچا۔ اس نے جوزف سے بات کی پھر دونوں کار میں بیٹھے اور کار ریورس ہونے لگی۔ عمران نے بٹن دبا کر منظر آف کر دیا۔ جیسے ہی اس نے مین گیٹ کا منظر آف کیا۔ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس کا سیل فون سیٹ میز پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے سیٹ اٹھا کر دیکھا۔ اس پر جولیا کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

"یس علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا ہے۔ کہاں ہو تم"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ہم ہیں وہاں جہاں کی ہمیں خبر نہیں"...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ فضول باتیں مت کرو اور فوراً میرے فلیٹ پر آ جاؤ"۔ جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"زہے نصیب۔ جولیا۔ آج تمہارا لہجہ بیویوں جیسا ہو گیا ہے"۔ عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ کل صبح ہم میلہ مندور دیکھنے جا رہے ہیں۔ تمام ساتھی میرے فلیٹ پر موجود ہیں۔ تم بھی آ جاؤ تاکہ پروگرام

فائنل کیا جا سکے"...... دوسری طرف سے جولیا نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ یہ میلہ دیکھنے کی تو میری کب سے آرزو ہے"۔ عمران نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"بس۔ پھر آجاؤ تاکہ پروگرام ڈسکس کیا جا سکے"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"پروگرام تو تم بنا رہے ہو لیکن تمہارے نقاب پوش چیف نے منع کر دیا تو پھر"...... عمران نے کہا۔

"میں چیف سے اجازت لینے کے بعد ہی تم سے بات کر رہی ہوں"...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے جولیا۔ آج کل تمہارا چیف تمہاری ہر بات مان لیتا ہے۔ کہیں تنویر کے بعد اس کا ارادہ بھی تو میرا رقیب روسیاہ بننے کا نہیں ہو گیا"...... عمران نے خدشہ بھرے لہجے میں جولیا سے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ چیف تم جیسی گھٹیا سوچ کا مالک نہیں ہے"۔ جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ کسی سے محبت کرنا تمہاری نظر میں گھٹیا پن ہے"۔ عمران نے ناراض لہجے میں کہا۔

"اب تم نے جو بھی بات کرنی ہو میرے فلیٹ پر آ کر کرنا۔ او کے اللہ حافظ"...... جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ عمران نے سیل فون میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا

رسیور اٹھا کر اپنے فلیٹ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس آغا سلیمان پاشا۔ دی پریذیڈنٹ آل ورلڈ لکس ایسوسی ایشن''۔ تیسری بیل کے بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد سلیمان کی بارعب آواز سنائی دی۔

''یہ ایسوسی ایشن رجسٹرڈ ہے یا غیر رجسٹرڈ''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''اوہ صاحب۔ آپ''...... دوسری طرف سے سلیمان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جو بات میں نے پوچھی ہے اس کا جواب دو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''صاحب۔ میں آپ کا باورچی ہوں اور آپ جیسی اعلیٰ شخصیت کا باورچی بھلا غیر رجسٹرڈ عہدہ کیسے قبول کر سکتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ میں تو آج تک بھولا ہوا تھا کہ تم میرے باورچی ہو''۔ عمران نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''صاحب۔ پھر آپ میرے بارے میں کیا سمجھتے رہے''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''میں یہ سمجھتا رہا کہ میں تمہارا باورچی ہوں''...... عمران نے سلیمان سے کہا۔

''صاحب۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو یہ آپ کا اعلیٰ ظرف ہے''۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''مہربانی جناب آغا سلیمان پاشا۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ میں آج رات فلیٹ نہیں آؤں گا۔ میں دانش منزل میں سوؤں گا''...... عمران نے سلیمان سے کہا۔

''صاحب۔ طاہر صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ وہ آج میلہ مندور دیکھنے گیا ہے''...... عمران نے سلیمان کو بتایا۔

''صاحب۔ اس میلے کی شہرت میں نے بھی بہت سنی ہے لیکن میں نے بھی آج تک یہ میلہ نہیں دیکھا''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو تم بھی چلے جاؤ۔ فلیٹ کو سپیشل لاک لگا دینا۔ تمہاری واپسی تک میں دانش منزل میں ہی رہ لوں گا''۔ عمران نے سلیمان کو بھی اجازت دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ صاحب۔ صاحب ہو تو آپ جیسا''...... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کچھ رقم کی ضرورت تو نہیں ہے وہاں خرچہ بہت ہو جاتا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''صاحب۔ اللہ آپ کے جیبیں سلامت رکھے۔ مجھے رقم کی کبھی کمی محسوس نہیں ہوئی''...... سلیمان نے کہا۔

''او کے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کریڈل پر انگلی رکھ کر کال کاٹ دی پھر اس نے انگلی ہٹائی اور دوبارہ ٹون آنے پر جولیا کے فلیٹ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی، عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ جولیا اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا۔ عمران نے بھی تمہارے ساتھ جانے کی اجازت مانگی ہے لیکن میں نے انکار کر دیا ہے کیونکہ ایسے موقعوں پر عمران ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ اس کے ساتھ والے تماشا بن جاتے ہیں لہٰذا عمران تمہارے ساتھ نہیں جائے گا''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس نے جولیا کی بات سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور دانش منزل کی لائبریری میں آ گیا۔ اس نے دو کتابیں منتخب کیں اور واپس کنٹرول روم میں آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور کتابیں پڑھنے لگا۔ رات کے کھانے کا وقت ہوا تو اس نے دانش منزل کا خودکار سسٹم آن کیا اور ہوٹل سے کھانا کھا آیا۔ اس کے بعد وہ دانش منزل میں آیا تو اس نے نماز ادا کی اور دوبارہ کتاب پڑھنے لگا۔ رات بارہ بجے تک اس نے دونوں کتابیں پڑھ لیں۔ دانش منزل کا خودکار سسٹم چونکہ آن تھا اس لئے اسے دوبارہ آن کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کرسی سے اٹھ

کر تھری سیٹر صوفے پر آ گیا۔ بلیک زیرو اسی صوفے پر سوتا تھا۔ وہ بھی اسی صوفے پر آ کر لیٹ گیا۔ اگلی صبح وہ اپنی عادت کے مطابق اذان کے وقت بیدار ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد اس نے اپنی مخصوص ورزشیں کیں پھر کچن میں جا کر ہلکا سا ناشتا تیار کیا۔ ناشتے کے بعد اس نے دانش منزل کے تمام کمروں کا جائزہ لیا اور پھر واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے سائنس میگزین کے لئے مضمون لکھنا تھا۔ وہ مضمون لکھنے بیٹھ گیا۔ اسے مضمون لکھتے ہوئے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ الارم کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا تو لنچ کا وقت ہو رہا تھا۔ مضمون ابھی آدھا ہی لکھا گیا تھا۔ اس نے کاغذ میز کی دراز میں رکھے اور لباس تبدیل کر کے کار میں آ بیٹھا۔ دانش منزل کا خودکار سسٹم ابھی تک آن تھا اس لئے عمران کار میں بیٹھ کر باہر آ گیا۔ آج بہت عرصے بعد اسے ٹپ ٹاپ ہوٹل کی یاد آئی تھی۔ کسی زمانے میں وہ اس ہوٹل میں بہت زیادہ جاتا تھا اور آج اس ہوٹل کی یاد آنے پر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اسی ہوٹل میں لنچ کرے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ ٹپ ٹاپ ہوٹل پہنچ گیا۔ ہال میں پہنچتے ہی وہ ایک خالی میز کی طرف بڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''صاحب۔ آج تو آپ طویل عرصے بعد یہاں آئے ہیں''۔ ایک ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے ویٹر کی طرف دیکھا۔ یہ اس ہوٹل کا پرانا ویٹر تھا اور عمران کے آنے پر خوش

دکھائی دے رہا تھا۔

''ہاں۔ آج کل ہوٹلنگ کچھ کم ہو گئی ہے''...... جواب میں عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے شادی کر لی ہے''۔ ویٹر نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ارے نہیں بھئی۔ ابھی تک تو اس جھنجھٹ میں نہیں پڑے۔ بہرحال تم مینیو کارڈ دکھاؤ''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو ویٹر نے مینیو کارڈ عمران کے حوالے کر دیا۔ مینیو کارڈ دیکھ کر عمران نے اپنا آرڈر نوٹ کرا دیا۔

''صاحب۔ میں آپ کے آرڈر کی تعمیل بھی کرتا ہوں اور منیجر صاحب کو بھی آپ کے آنے کی خوشخبری سناتا ہوں''...... ویٹر نے عمران سے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا پھر کچھ ہی دیر میں اسے کھانا سرو کر دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ چائے پی رہا تھا کہ ہوٹل کا منیجر اس کے قریب آ گیا۔

''السلام علیکم عمران صاحب''...... منیجر نے عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ منیجر بھی پرانا ہی تھا۔

''وعلیکم السلام۔ تشریف رکھیئے منیجر صاحب''...... عمران نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے یہاں آنا چھوڑ دیا ہے۔ کیا ہمارے کھانوں کا معیار گر گیا ہے''...... منیجر نے عمران سے کہا۔

''نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ بس ہوٹلنگ کم ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ آتے ہیں تو ہمارے ہوٹل کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ لوگ خوش ہو جاتے ہیں''...... منیجر نے کہا۔

''پھر تو آپ مجھے تنخواہ دیا کریں''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنخواہ''...... منیجر نے وضاحت طلب انداز میں کہا۔

''ہاں۔ میں جوکر کا کام کرتا ہوں''...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ نو عمران صاحب۔ میرے کہنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا اور نہ ہی میری یہ جرأت ہے کہ میں آپ کو جوکر کہوں''...... منیجر نے فوراً ہی شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ آ گئی۔

''منیجر صاحب۔ اگر آج کل بیروزگاری میں جوکر کی نوکری بھی مل جائے تو بڑی غنیمت کی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ شاید ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ لیکن ہم نہ تو آپ کو جوکر کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں البتہ آپ کی پرلطف باتوں کو انجوائے ضرور کرتے ہیں''...... منیجر نے عمران سے کہا۔ ان باتوں کے دوران عمران چائے سے بھی فارغ ہو چکا تھا اس لئے اس نے ویٹر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''یس سر''...... ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بل لے آؤ''...... عمران نے ویٹر سے کہا تو وہ مڑنے لگا۔

''بل رہنے دو۔ عمران صاحب آج طویل عرصے بعد ہمارے ہوٹل آئے ہیں ان کے آج کے کھانے کا بل میں دے دوں گا''۔ منیجر نے ویٹر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور چلا گیا۔

''منیجر صاحب۔ آپ نے تنخواہ میں سے ایڈوانس لیا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے منیجر سے کہا۔

''میری ایسی کہاں مجال عمران صاحب۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کئی ہوٹل خرید سکتے ہیں''...... منیجر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران کرسی سے اٹھنے لگا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ آئے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ آپ آنے کا سلسلہ جاری رکھیں گے''...... منیجر نے کاروباری انداز میں کہا اور عمران کے ساتھ وہ بھی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''بس آپ دعا کرتے رہیں میرے لئے۔ میں آتا رہوں گا''۔ عمران نے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

''عمران صاحب۔ آپ جیسے معزز گاہکوں کے لئے تو ہم دن رات دعا کرتے ہیں''...... منیجر نے کہا۔

''تھینک یو۔ اللہ حافظ''...... عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہال سے باہر آ گیا۔ ہال سے باہر آ کر اس نے اپنی جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور اس کی آڈیو ریکارڈنگ کا آپشن

آن کر کے گانا گاتے ہوئے پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا۔

پارکنگ میں اس کی سرخ سپورٹس کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنی کار میں بیٹھا اور جیسے ہی اس نے کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی یکدم ہی اس کا سر چکرایا اور پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ اس نے سر جھٹک کر خود کو بے ہوش ہونے سے بچانے کی کوشش بھی کی لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا اور اس کا سر ڈھلک کر اسٹیئرنگ پر جا گرا۔

''فنچ۔ تم نے کرنل فریدی کو اغوا کرنے کا کیا پلان بنایا ہے''۔ نانوتا نے فنچ سے کہا۔

اس وقت وہ دونوں کافرستان کے دارالحکومت کی ایک کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں کافرستان آئے ہوئے دو گھنٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک کوٹھی اور کار حاصل کر لی تھی۔ اس سے قبل انہوں نے مقامی میک اپ بھی کئے تھے اور ان کے پاس کافرستان کے شناختی کارڈ بھی موجود تھے اسی لئے انہیں اسٹیٹ آفس سے بآسانی کوٹھی مل گئی تھی اور انہوں نے کار بھی خرید لی تھی۔

''پلاننگ کیا کرنی ہے۔ کرنل فریدی نصف رات تک تو اپنے آفس میں کام کرتا ہے اس کے بعد وہ گھر آ کر سوتا ہے۔ ہم رات کے آخری پہر اس کی کوٹھی پر جائیں گے اور اسے اغوا کر کے لے آئیں گے''...... فنچ نے کہا۔

''تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے کرنل فریدی کو اغوا نہیں کرنا بلکہ کسی بکری کو چوری کرنا ہے''...... نانوتا نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا۔ تم بتاؤ کہ اگر کرنل فریدی کو اغوا کرنے کے لئے صرف تم ہوتیں تو کیا کرتیں''...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کرنل فریدی کا معاملہ ہے۔ میں تو لمبی چوڑی پلاننگ کرتی''۔ نانوتا نے فنچ سے کہا۔

''وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا پلاننگ کرتیں''...... فنچ نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ایس گیس اپنے ساتھ لائے ہو''...... نانوتا نے فنچ کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ ایس گیس کا پسٹل میرے بیگ میں موجود ہے''...... فنچ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بس۔ پھر میں یہی پلاننگ کرتی جو تم نے کی ہے''...... نانوتا نے کہا۔

''میں نے کیا پلاننگ کی ہے''...... فنچ نے کہا۔

''ایس گیس بے رنگ، بے بو اور سریع الاثر گیس ہے۔ جب اس کے کیپسولوں کو پسٹل سے فائر کیا جاتا ہے تو اس فائر کی معمولی سی آواز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ یہ گیس جب پھیلتی ہے تو تقریباً سو میٹر کے ایریئے میں موجود تمام جانداروں کو پلک جھپکنے میں بے ہوش کر دیتی ہے۔ تم یہ گیس کرنل فریدی کی کوٹھی میں پھیلا کر اسے بے

ہوش کرنا چاہتے ہو اس طرح اس کے اغوا میں آسانی ہو جائے گی''...... نانوتا نے کہا۔

''کرنل فریدی زیرو فورس کا چیف ہے۔ اس کی کوٹھی پر سائنسی حفاظتی سسٹم بھی ہوگا''...... فنچ نے کہا۔

اس کے لئے تم ایم مشین ساتھ لائے ہو گے۔ اس کی موجودگی میں تمام حفاظتی سسٹم جامد ہو جاتا ہے''...... نانوتا نے کہا تو فنچ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور ساتھ ہی اس نے اثبات میں سر بھی ہلا دیا۔

''تم خود اتنی عقلمند ہو نانوتا پھر بھی تم مجھ سے سوال پوچھتی ہو''۔ فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دراصل اس مشن کی پلاننگ تم نے کرنی تھی اس لئے میں نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔ اب تم نے مجھ سے پوچھا تو میں نے تمہیں تمہاری پلاننگ بتا دی''...... نانوتا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم اتنے عرصے سے ایک ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا اتنا مزاج آشنا تو ہونا ہی چاہئے''...... فنچ نے کہا۔

''صرف مزاج آشنائی تک ہی محدود رہنا فنچ۔ اس سے آگے نہ بڑھنا''...... نانوتا نے شوخ سے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں تمہارے دل میں کرنل فریدی بسا ہوا ہے۔ کسی اور کی جگہ بن ہی نہیں سکتی''...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے غلط بات کی ہے۔ اگر میرے دل میں کرنل فریدی کے لئے کوئی جگہ ہوتی تو میں اس کے خلاف کام کیسے کرتی''۔ نانوتا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا تو فنچ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''اس لئے کہ تم زیرو لینڈ کی فرض شناس ایجنٹ ہو اور فرض شناس ایجنٹ اپنے جذبات کو نہیں بلکہ اپنے فرض کو ترجیح دیتا ہے''...... فنچ نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''فنچ۔ جذبات بھی تو کسی لمحے انسان پر غالب آ سکتے ہیں''۔ نانوتا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن عام انسانوں پر۔ خاص انسانوں پر نہیں''...... فنچ نے نانوتا سے کہا۔

''عام انسانوں پر تو جذبات ہر وقت غالب رہتے ہیں۔ خاص انسانوں پر کبھی کبھی غالب آ سکتے ہیں''...... نانوتا نے کہا۔

''پھر یوں سمجھ لو کہ انسانوں کی ایک سٹیج خاص سے بھی آگے ہے اور کچھ انسان اس سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں''...... فنچ نے نانوتا سے کہا۔

''مثلاً۔ ایسے کون سے لوگ ہیں''...... نانوتا نے فنچ سے پوچھا۔

''کرنل فریدی۔ یہ ایسے ہی انسانوں میں سے ہے جس پر جذبات کبھی غالب نہیں آ سکتے۔ پھر علی عمران ہو گیا۔ وہ ہمیشہ اپنا فرض نبھائے گا جذبات میں نہیں آئے گا۔ میں بذات خود ہو گیا،

سنگ ہی ہو گیا اور کئی لوگ ایسے مل جائیں گے“...... فنچ نے مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

”میں اور تھریسیا ایسے افراد کی لسٹ میں نہیں آتیں“...... نانوتا نے فنچ سے پوچھا۔

”تم دونوں پر ایک دو بار جذبات غالب آئے ہیں جن کا فائدہ کرنل فریدی اور عمران نے اٹھایا ہے“...... فنچ نے کہا تو نانوتا کا منہ بن گیا کیونکہ فنچ نے براہ راست اس پر الزام لگا دیا تھا۔

”وہ تو ہمارے بڑوں کی ہدایت تھی کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے کیونکہ ہمارے بڑوں کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ وہ ان دونوں کو زیرو لینڈ کا حصہ بنا لیں ورنہ یہ کرنل فریدی اور عمران ہمارے سامنے حیثیت ہی کیا رکھتے ہیں۔ ہم تو انہیں ایک چٹکی میں مسل دیں“۔ نانوتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بے شک۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تم اور تھریسیا دو سو شیرنیوں پر بھاری ہو“...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی کوشش تھی کہ نانوتا کا خراب موڈ بحال کیا جائے اور فنچ کی اس بات سے نانوتا کا موڈ بحال ہو بھی گیا۔

”فنچ۔ بے شک ہم نے کارروائی کے لئے رات کا آخری پہر منتخب کیا ہے لیکن اس کے باوجود کرنل فریدی کی کوٹھی میں مین گیٹ سے جانا مناسب نہیں ہو گا“...... نانوتا نے فنچ سے کہا۔

”ہاں۔ ہم کوٹھی کے مین گیٹ کی بجائے پچھلی سائیڈ سے کوٹھی

میں داخل ہوں گے“...... فنچ نے کہا۔

”ایک بار ہم کرنل فریدی کو اس کی کوٹھی سے باہر لے آئیں پھر اسے سلور سٹی لے جانا مشکل نہیں ہو گا“...... نانوتا نے جوشیلے لہجے میں کہا تو فنچ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے بعد فنچ نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ رات کے نو بج چکے تھے اور ابھی ان کی کارروائی میں بہت وقت باقی تھا۔

”فنچ۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کھانا کھا لینا چاہئے“...... نانوتا نے وال کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے بھی بھوک لگی ہوئی ہے“...... فنچ نے کہا اور پھر وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔

رات کے تقریباً تین بجنے والے تھے جب فنچ اور نانوتا کار میں سوار ہو کر سیتا کالونی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس کالونی میں کرنل فریدی کی کوٹھی تھی۔ کوٹھی میں کرنل فریدی کے علاوہ چار ملازم رہتے تھے۔ دو چوکیدار تھے، ایک مالی اور ایک باورچی۔ کرنل فریدی نے اپنی کوٹھی پر سائنسی حفاظتی سسٹم بھی کیا ہوا تھا لیکن فنچ اور نانوتا مطمئن تھے کیونکہ ان کے پاس ایم مشین موجود تھی جو ایسے ہر سسٹم کو جامد کر دیتی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فنچ تھا اور جو مناسب رفتار سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس وقت سڑکوں پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ کبھی کبھی کوئی اکا دکا گاڑی ان کے قریب سے گزر جاتی تھی۔

جو کوٹھی انہوں نے کرائے پر حاصل کی تھی۔ اس سے سیتا کالونی کا فاصلہ بیس منٹ کی ڈرائیو پر تھا لیکن فنچ نے چونکہ کار مناسب رفتار سے ڈرائیو کی تھی اس لئے وہ بیس منٹ کی بجائے ستائیس منٹ میں سیتا کالونی میں پہنچے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ اس علاقے کا ایک چکر لگا گئے تھے۔ کرنل فریدی کی کوٹھی بی سٹریٹ میں تھی جس کا نمبر ایک سو بیس تھا۔ اس کی بیک پر ایک تنگ سی گلی تھی جس میں کار داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس گلی میں سیوریج کے ڈھکن تھے اور کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔

سیتا کالونی میں پہنچنے کے بعد وہ جلد ہی اس تنگ گلی کے پاس پہنچ گئے۔ فنچ نے کار گلی کی نکڑ پر روک دی اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر کر گلی میں داخل ہوئے۔ گلی میں ایک زرد رنگ کا بلب روشن تھا جس کی بیمار سی روشنی نے اندھیرے کو گلی سے دور کیا ہوا تھا۔ فنچ نے جیب سے ریوالور نکالا۔ اس ریوالور پر سائیلنسر فٹ تھا۔ اس نے ریوالور کا رخ بلب کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی ٹرچ کی آواز ابھری اور ساتھ ہی بلب ٹوٹنے کی آواز بھی سنائی دی اور پھر گلی میں اندھیرا چھا گیا۔ وہ دونوں کچھ دیر تک دم سادھے گلی میں کھڑے رہے پھر انہیں اندھیرے میں ہلکا ہلکا نظر آنے لگا۔ انہوں نے دو ڈرموں کو اوپر نیچے رکھا۔ اب فنچ ان ڈرموں پر چڑھ کر دیوار کے سرے تک پہنچ سکتا تھا۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے ایم مشین نکال کر اسے آن کر دیا۔ آن کرنے کے

بعد اس نے ایم مشین واپس جیب میں رکھ لی۔ اس کے بعد وہ ڈرموں پر چڑھا اور اگلے ہی لمحے دیوار تک پہنچ گیا۔ دیوار پر چڑھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں گیس پسٹل موجود تھا۔ اس نے گیس پسٹل کا رخ کوٹھی کی اندرونی طرف کر کے چار پانچ فائر کر دیئے۔ فائر کرتے وقت اس نے اور نانوتا نے اپنا سانس نہیں روکا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سانس روک لینے کے باوجود بھی یہ گیس اثر کر جاتی تھی۔ اس گیس کے اثر سے بچنے کے لئے اس کا اینٹی کیپسول کھانا ضروری تھا اور چلتے وقت دونوں نے ایک ایک کیپسول کھا لیا تھا اس لئے گیس فائر کرنے کے بعد وہ دونوں مطمئن رہے۔

پھر تقریباً ایک منٹ بعد نانوتا بھی ڈرموں پر چڑھ کر دیوار پر پہنچ گئی جبکہ فنچ اس دوران دوسری طرف چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس کے پاؤں زمین سے لگے تو ہلکا سا دھماکا ہوا اور وہ ایک پودے کی پیچھے دبک گیا۔ چند سیکنڈ بعد نانوتا نے بھی چھلانگ لگا دی اور وہ بھی فنچ کے قریب پہنچ گئی۔

گو کہ انہوں نے گیس کیپسول فائر کر دیئے تھے اور انہیں سو فیصد یقین تھا کہ صرف اس کوٹھی کے افراد نہیں بلکہ اردگرد کی کوٹھیوں کے افراد بھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے لیکن اس کے باوجود وہ چوکنا تھے اور ان کی نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھوم

رہی تھیں۔ وہ دونوں تقریباً ایک منٹ تک پودے کے پیچھے دبکے رہے پھر احتیاط سے اٹھے اور اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ اب ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور وہ کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے بالکل تیار تھے۔

وہ بہت ہی محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ ایک جگہ انہیں خطرناک نسل کے دو کتے بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ کتوں کو بے ہوش دیکھ کر فنچ اور نانوتا کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی اور وہ ان کتوں کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔ اصل عمارت کے قریب پہنچ کر وہ راہداری تک آ گئے۔ راہداری تک پہنچنے کے بعد وہ کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ تیسرے کمرے میں داخل ہوئے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑے۔ اس کمرے میں نائٹ بلب روشن تھا اور دھیمی روشنی میں کرنل فریدی بیڈ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''تم اپنی کار لے آؤ''...... فنچ نے کرنل فریدی کا جائزہ لینے کے بعد نانوتا سے کہا۔

''چھوڑو اس کار کو۔ کمپاؤنڈ میں کرنل فریدی کی کار موجود ہے۔ اسے اسی کار میں لئے چلتے ہیں''...... نانوتا نے کہا تو فنچ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے کرنل فریدی کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔ اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آئے۔ باہر کار کمپاؤنڈ میں کرنل فریدی کی کار موجود تھی۔ نانوتا نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ کار

لاک نہیں تھی اور اگنیشن میں چابی بھی موجود تھی۔ اگر کار لاک بھی ہوتی تو لاک کھولنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

فنچ نے کرنل فریدی کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا اس کے بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ نانوتا بھی اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔ نانوتا کے کار میں بیٹھنے کے بعد فنچ نے کار اسٹارٹ کی اور پھر کار آگے بڑھی۔ گیٹ پر پہنچ کر فنچ نے کار روکی تو نانوتا نیچے اتری۔ گیٹ کے قریب ہی کیبن تھا اور اس کیبن میں دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ نانوتا نے انہیں نظر انداز کرتے ہوئے گیٹ کھول دیا پھر جب کار کوٹھی سے باہر آ گئی تو نانوتا نے گیٹ بند کیا اور کار میں آ بیٹھی۔ فنچ نے جیکٹ کی جیب میں سے ایم مشین نکال کر آف کی اور آف کرنے کے بعد اس نے ایم مشین واپس جیب میں رکھ لی اور اس کے بعد وہ نہایت ہی اطمینان سے کار ڈرائیو کرنے لگا۔

’’صاحب۔ آپ کہاں جائیں گے‘‘...... سنگ ہی اور تھریسیا ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آ کر ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچے تو نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی کے ڈرائیور نے سنگ ہی سے پوچھا۔ سنگ ہی اور تھریسیا چونکہ کئی بار پاکیشیا آ چکے تھے اس لئے وہ پاکیشیا کے اکثر شہروں کے نام جانتے تھے اور کئی شہر انہوں نے دیکھے بھی ہوئے تھے۔

’’ہم نے نادر آباد جانا ہے‘‘...... سنگ ہی نے ڈرائیور کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور اس کے قد و قامت کا تھا اور اسے دیکھ کر سنگ ہی کے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا۔ نادر آباد دارالحکومت سے دو سو کلو میٹر دور تھا اور راستے میں ایک جنگل بھی پڑتا تھا۔

’’ٹھیک ہے صاحب۔ آپ تشریف رکھیں‘‘...... ڈرائیور نے اپنی ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

پچھلی سیٹ پر تھریسیا بیٹھ گئی جبکہ سنگ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور ٹیکسی آگے بڑھی۔

’’ٹیکسی ڈرائیور۔ تمہارا کیا نام ہے‘‘...... سنگ ہی نے ڈرائیور سے مقامی زبان میں پوچھا۔ ایک غیر ملکی کو مقامی زبان میں بات کرتے دیکھ کر ڈرائیور خوش ہو گیا۔

’’جناب۔ میرا نام قادر بخش ہے۔ آپ تو ہماری زبان بہت اچھی طرح بول رہے ہو‘‘...... ڈرائیور نے کہا۔

’’ہاں۔ ہم پچھلے بیس سال سے پاکیشیا میں رہ رہے ہیں اور بیس سال میں تو انسان کو اس علاقے کی زبان سیکھ لینی چاہئے جس علاقے میں وہ رہ رہا ہو‘‘...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب۔ آپ بیس سال سے نادر آباد میں رہ رہے ہیں‘‘...... ڈرائیور نے کہا۔

’’ہاں۔ ہم نادر آباد کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں‘‘...... سنگ ہی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

’’سر۔ آپ پروفیسر ہیں پھر تو ہمارے لئے قابل احترام ہیں‘‘۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

’’قادر بخش۔ تمہارے پاس تمہارا شناختی کارڈ ہے‘‘...... اس مرتبہ تھریسیا نے اس سے پوچھا۔

’’یس میڈم۔ آج کل پاکیشیا کے حالات اچھے نہیں ہیں اس لئے شناختی کارڈ جیب میں رکھنا لازمی ہے‘‘...... ٹیکسی ڈرائیور نے

آئینے میں تھریسیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

واقعی۔ آج کل پاکیشیا کے حالات اچھے نہیں ہیں۔ ہم آج کل بہت ڈرے ڈرے رہتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''غیر ملکیوں کو تو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے''...... تھریسیا نے کہا۔

''میڈم۔ یہ ساری کارروائیاں پاکیشیا کے دشمن کر رہے ہیں''۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''پاکیشیا کے دشمن یہ کارروائیاں کیوں کر رہے ہیں''...... تھریسیا نے ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھا۔

''پاکیشیا کو بدنام کرنے کی خاطر تاکہ پاکیشیا دنیا بھر میں تنہا رہ جائے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... تھریسیا نے قادر بخش کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کا تعلق تو شاید شوگران سے ہے''...... قادر بخش نے سنگ ہی سے پوچھا۔

''ہاں۔ ہمارا تعلق شوگران سے ہے اور ہم نادر آباد کی یونیورسٹی میں شوگرانی زبان پڑھاتے ہیں''...... سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ شوگران اور پاکیشیا کی دوستی تو مثالی دوستی ہے اور ہمارا سب سے بڑا دشمن کافرستان اس دوستی کو پسند نہیں کرتا۔ اس کی یہ

کوشش ہے کہ ہماری یہ دوستی قائم نہ رہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے سنگ ہی سے کہا۔

''کافرستان کے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہماری دوستی انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی''...... سنگ ہی نے کہا۔

''سر۔ آپ مسلمان بھی ہیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہمارے ساتھی پروفیسر چونکہ یہ لفظ انشاء اللہ بہت زیادہ بولتے ہیں اس لئے یہ لفظ ہماری زبان پر بھی آ جاتا ہے''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا تو قادر بخش نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموش ہو گیا۔

''سر۔ آپ میوزک سنیں گے۔ میں ٹیپ چلاؤں''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے سنگ ہی سے پوچھا۔

''ہاں۔ چلا دو''...... سنگ ہی نے کہا تو قادر بخش نے میوزک پلیئر آن کر دیا۔

ٹیکسی تیز رفتاری سے چل رہی تھی۔ وہ دارالحکومت سے تقریباً ستر کلو میٹر دور آ چکے تھے۔ اب پہاڑی علاقہ شروع ہو چکا تھا اور ان کی کار کے آگے پیچھے دور دور تک کوئی اور گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ سنگ ہی نے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

''قادر بخش۔ کار سائیڈ پر کر کے دو تین منٹ کے لئے روک دو''۔ سنگ ہی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

"او کے سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور پھر اس نے ٹیکسی کی رفتار کم کر کے ایک جگہ ٹیکسی روک دی۔ جیسے ہی ٹیکسی رکی۔ ٹیکسی ڈرائیور کے سر پر ایک دھماکا ہوا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

"تھریسیا۔ میک اپ باکس دو مجھے"...... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا تو اس نے بیگ میں سے میک اپ باکس نکال کر سنگ ہی کو دے دیا۔ تقریباً دس منٹ میں ہی سنگ ہی قادر بخش کا میک اپ کر چکا تھا اور ان دس منٹوں میں ان کے قریب سے کوئی گاڑی بھی نہیں گزری تھی۔

"اب تم بھی مقامی عورت کا میک اپ کر لو"...... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

تھریسیا نے اثبات میں سر ہلایا اور سنگ ہی سے میک اپ باکس لے لیا جبکہ سنگ ہی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کار ایک کھائی کے قریب روکی تھی۔ سنگ ہی نے قادر بخش کی تلاشی لی اور اس کی جیب سے اس کا شناختی کارڈ برآمد کر لیا۔ شناختی کارڈ کے ساتھ اس کا ڈرائیونگ لائسنس بھی جیب میں تھا۔ اس نے وہ لائسنس بھی نکال لیا۔ ان دو چیزوں کے علاوہ قادر بخش کی جیب میں مقامی کرنسی بھی تھی۔ سنگ ہی نے ان چیزوں کو اپنی جیب میں منتقل کیا اور پھر اس نے قادر بخش کو کار سے باہر کھینچ لیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے قادر بخش کو کھائی میں گرا دیا۔ اسے یقین

تھا کہ سینکڑوں فٹ گہری کھائی میں گرنے کے بعد کسی کو بھی قادر بخش کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کہاں گیا۔ قادر بخش کو کھائی میں گرانے کے بعد سنگ ہی تھریسیا کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی تک میک اپ کرنے میں مصروف تھی۔ سنگ ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند منٹوں میں تھریسیا بھی میک اپ سے فارغ ہو گئی۔ اس نے میک اپ باکس بند کیا تو سنگ ہی نے اس کی طرف دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ اس کے بعد اس نے ٹیکسی اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ ایک کشادہ جگہ پہنچ کر اس نے ٹیکسی واپس موڑی اور پھر وہ واپس دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگے۔ تقریباً پون گھنٹے بعد وہ دارالحکومت میں پہنچ گئے۔

"میرے خیال میں ہمیں اس ٹیکسی سے جان چھڑانی چاہئے"۔ تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔ سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک فٹ پاتھ کے قریب ہی ٹیکسی روک لی۔ وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اتر کر آگے بڑھنے لگے۔ وہاں کئی لوگ آ جا رہے تھے لیکن کسی نے ان پر توجہ نہیں دی تھی۔ سبھی اپنے اپنے خیالوں میں مگن تھے۔ سنگ ہی نے قادر بخش کا شناختی کارڈ دیکھا۔ شناختی کارڈ پر قادر بخش کا ایڈریس نور پور لکھا ہوا تھا اور سنگ ہی جانتا تھا کہ نور پور دارالحکومت سے تقریباً پچاس کلو میٹر دور ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس شناختی کارڈ سے وہ مطمئن تھے۔ اس کے ذریعے وہ ایک کوٹھی کرائے پر حاصل کر سکتے تھے اور کار بھی خرید سکتے تھے۔ اب

انہیں پراپرٹی ڈیلر کی تلاش تھی۔ تقریباً آدھا گھنٹہ پیدل چلنے کے بعد دارالحکومت کے ایچ بلاک میں پہنچ گئے اور یہاں انہیں ایک پراپرٹی ڈیلر کا آفس بھی نظر آ گیا۔ وہ مطمئن انداز میں چلتے ہوئے پراپرٹی ڈیلر کے آفس میں داخل ہو گئے۔

پراپرٹی ڈیلر ایک ادھیر عمر شخص تھا جس نے اپنی کرسی سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور انہیں صوفے پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ صوفے پر بیٹھ چکے تو اس نے ان کی آمد کا مقصد پوچھا۔

''میرا نام قادر بخش ہے اور یہ میری بیگم ہے۔ ہم نور پور سے آئے ہیں۔ نور پور میں ہمارا اچھا خاصا رقبہ ہے''...... سنگ ہی نے اپنا اور تھریسیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ماشاء اللہ۔ ملک صاحب میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ پراپرٹی ڈیلر نے کہا۔

''بابا۔ ہم نے یہاں ایک کالج میں اپنے بیٹے کو داخل کرانا ہے لیکن ہم اسے کالج کے ہوسٹل میں نہیں رکھنا چاہتے۔ ہوسٹل میں بچے خراب ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم یہاں کوئی کوٹھی لے کر اسے ملازمین کے ساتھ اس کوٹھی میں ٹھہرائیں تاکہ ہم خود بھی ہفتے، ڈیڑھ ہفتے میں یہاں چکر لگا لیا کریں''...... سنگ ہی نے مقامی لب و لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ملک صاحب۔ کوٹھیاں بہت ہیں۔ آپ نے کوٹھی خریدنی ہے یا کرائے پر حاصل کرنی ہے''...... پراپرٹی ڈیلر نے سنگ ہی سے کہا

اور پھر اس نے ایک ملازم کو دو بوتلیں لانے کے لئے کہا۔

''بابا۔ دو سال کے لئے ہمارے بیٹے کا کالج میں داخلہ ہوا ہے اور یہ دو سال وہ کرائے کی کوٹھی میں رہ لے گا۔ یہاں کوٹھی میں سہولتیں ساری ہونی چاہئیں''...... سنگ ہی نے پراپرٹی ڈیلر سے کہا۔

''ملک صاحب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے پاس بہترین کوٹھیاں موجود ہیں۔ میں آپ کو چار پانچ کوٹھیاں دکھائے دیتا ہوں جو آپ کو پسند آ جائے وہ آپ لے لیں''...... پراپرٹی ڈیلر نے کہا۔

''ٹھیک ہے بابا۔ آپ ہمیں کوٹھیاں دکھا دو لیکن کرایہ بھی مناسب ہونا چاہئے۔ ہمیں دیہاتی سمجھ کر لوٹ نہ لینا۔ ہمارا دارالحکومت میں آنا جانا لگا رہتا ہے''...... سنگ ہی نے پراپرٹی ڈیلر کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں ملک صاحب۔ کوٹھی اے ون ہو گی اور کرایہ جو آپ کہیں گے وہی ہو گا۔ ہم تو آپ لوگوں کی خدمت کے لئے بیٹھے ہیں''...... پراپرٹی ڈیلر نے کاروباری لہجے میں کہا۔

اس دوران پراپرٹی ڈیلر کا ملازم ان کے لئے بوتلیں لے آیا۔ بوتلیں پینے کے بعد وہ پراپرٹی ڈیلر کے ساتھ اس کی کار میں بیٹھے اور پراپرٹی ڈیلر نے انہیں تین کوٹھیاں دکھائیں۔ انہیں ایک کوٹھی پسند آ گئی اور انہوں نے پراپرٹی ڈیلر کو اپنی پسند سے آگاہ بھی کر دیا۔ اس کے بعد وہ واپس پراپرٹی ڈیلر کے آفس میں آ گئے۔

''ملک صاحب۔ اس کوٹھی کا کرایہ بیس ہزار روپے ماہانہ ہو گا اور تین مہینے کا کرایہ ایڈوانس دینا ہو گا''...... پراپرٹی ڈیلر نے سنگ ہی سے کہا۔ کرایہ سنگ ہی کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ پراپرٹی ڈیلر اس سے ایک لاکھ روپے ماہانہ بھی مانگتا تو وہ دے سکتا تھا لیکن وہ مقامی افراد کی طرح بحث کرنا چاہتا تھا تاکہ ان کے بارے میں کسی قسم کا شک نہ کیا جا سکے۔ اس لئے اس نے پراپرٹی ڈیلر سے بحث کر کے کرایہ اٹھارہ ہزار روپے کرا لیا اور تین مہینے کا کرایہ ایڈوانس بھی دے دیا۔ پراپرٹی ڈیلر نے اس سے شناختی کارڈ بھی طلب کیا۔ لڑکے کو بھیج کر اس کی کاپی کرائی پھر ایک ایگریمنٹ پر دستخط کرائے اور کوٹھی کی چابی سنگ ہی کے حوالے کر دی۔

یہ ایک چھوٹی سی لیکن خوبصورت کوٹھی تھی جس میں دو بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم تھا۔ اپنا سامان کوٹھی میں رکھنے کے بعد وہ اپنے لئے کار خریدنے چلے گئے۔ سنگ ہی نے سفید رنگ کی کرولا کار خریدی۔ وہاں بھی قادر بخش کا شناختی کارڈ کام آیا۔ کار خریدنے کے بعد اب وہ واپس کوٹھی میں آ گئے۔ یہ کوٹھی شادمان کالونی میں تھی جس کا نمبر فور ون تھا۔

''اب یہ سب کچھ تو ہم نے کر لیا۔ اب ہے اصل مسئلہ عمران کو اغوا کرنا''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔

''ہاں۔ عمران کا اغوا اصل مسئلہ ہے اور اس کے لئے ہمیں باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہمارے سامان میں ایس گیس تو موجود ہے نا''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے پوچھا۔

''ہاں۔ عمران جیسے شخص کو بے ہوش کرنے کے لئے ایس گیس ہی کام دے سکتی ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''اب ہمیں اس کے معمولات دیکھنے پڑیں گے اور اس کے بعد ہی ہم کوئی پلاننگ کر سکیں گے''...... تھریسیا نے کہا۔

''تھریسیا۔ یہاں ایک ٹپ ٹاپ کلب اور ہوٹل ہے۔ عمران اس کلب میں آتا جاتا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں۔ گراؤنڈ فلور پر ہوٹل کا ہال ہے اور بیس منٹ میں کلب ہے جبکہ چار منزلیں رہائشی کمروں کی ہیں اور یہ کلب عمران کا پسندیدہ ہے''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس کلب میں ہی کارروائی کرنی چاہئے۔ اس کے فلیٹ میں اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا مشکل ہو گا''۔ سنگ ہی نے کہا۔

''سب سے پہلے تو ہمیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ عمران ان دنوں پاکیشیا میں ہے یا نہیں''...... تھریسیا نے کہا۔

''یہ کون سا مشکل کام ہے۔ تمہیں اس کے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے۔ فون کر کے پوچھ لو''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ابھی معلوم ہو سکتا ہے''...... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھ کر ٹیلی فون اسٹینڈ کی طرف

بڑھی جو ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا تو فون میں ٹون موجود تھی۔ عمران کے فلیٹ کا ٹیلی فون نمبر اسے یاد تھا اس لئے اس نے نمبرز پریس کئے تو چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس۔ آغا سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو تھریسیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ سنگ ہی بھی ان کی گفتگو سن سکے۔

''ہائے سلیمان۔ تمہاری آواز کتنی خوبصورت ہے''...... تھریسیا نے مقامی لب و لہجے میں کہا۔

''میری آواز کی تعریف کرنے والی سریلی کوئل۔ تم کون ہو اور کہاں سے بات کر رہی ہو''...... دوسری طرف سے سلیمان نے رومانٹک لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے بہت قریب ہوں۔ اتنے قریب کہ تم مجھے اپنے دل کی دھڑکنوں میں محسوس کر سکتے ہو''...... تھریسیا نے کہا۔

''صرف محسوس کرنے سے دل کی بے چینی دور نہیں ہو گی۔ تم میری آنکھوں کے سامنے آؤ تا کہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون محسوس ہو''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''مجھے تمہارے قریب آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو

تمہارے مالک سے ڈر لگتا ہے جس کی رگوں میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ چنگیزی خون جوش میں آ کر میرا مرڈر کر دے''...... تھریسیا نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''صاحب کی فکر مت کرو۔ صاحب آج فلیٹ پر نہیں آئے گا''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''آج صاحب کہاں چلا گیا ہے جو فلیٹ پر نہیں آئے گا''۔ تھریسیا نے سلیمان سے پوچھا۔

''میرا صاحب ایک آوارہ اور بے کار انسان ہے۔ اس وقت نجانے کہاں آوارہ گردی کر رہا ہو گا۔ کچھ دیر پہلے صاحب کا فون آیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ آج فلیٹ پر نہیں آ سکے گا''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''پھر تو نکاح کرنے کا بہت ہی اچھا موقع ہے سلیمان پیارے۔ تم فوراً ہی کسی مولوی اور دو تین گواہوں کو بلا لو۔ میں ابھی آتی ہوں۔ ہم ابھی نکاح کر کے آج ہی نئی زندگی شروع کر دیں گے''...... تھریسیا نے کہا۔

''تمہارا شکریہ میرے سپنوں کی رانی۔ نکاح کے لئے چھوہارے لیتی آنا''...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

''جو تمہارا حکم میرے سرتاج۔ میں چھوہاروں کی بوری لیتی آؤں گی۔ او کے گڈ بائی''...... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی کریڈل پر رکھ دیا۔

''باتیں کرنے میں یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں''۔ تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک نہلا تو دوسرا دہلا''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ معلوم تو ہو گیا کہ عمران دارالحکومت میں ہے۔ اب اسے کہاں تلاش کیا جائے''...... تھریسیا نے کہا۔

''اس کی تلاش کا کام ٹپ ٹاپ کلب سے ہی کرتے ہیں۔ کیا خبر قسمت ہمارا ساتھ دے اور عمران ہمیں آج ہی نظر آ جائے''۔ سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہاں۔ دو تین دن اسے ہوٹلوں اور کلبوں میں ہی تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان دو تین دنوں میں وہ ہمیں نہ ملا تو پھر اس کے فلیٹ کا رخ کریں گے''...... تھریسیا نے کہا۔

''تھریسیا۔ عمران بہت ہی ہوشیار آدمی ہے۔ تمہارے اس فون کی وجہ سے وہ لازماً چونکے گا''...... سنگ ہی نے کہا۔

''چونکتا رہے۔ اس کے چونکنے پر ہم اپنا مشن تو ادھورا نہیں چھوڑ سکتے۔ ہیڈ کوارٹر کا حکم ہے کہ ہم نے علی عمران کو اغوا کرنا ہے سو ہم نے ہر حال میں ہیڈ کوارٹر کے اس حکم پر عمل کرنا ہے''۔ تھریسیا نے کہا۔

''او کے۔ اب ڈنر کا وقت ہو رہا ہے۔ ہم ٹپ ٹاپ میں کھانا کھائیں گے اور عمران کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کریں گے''۔

سنگ ہی نے اٹھتے ہوئے کہا تو تھریسیا بھی کھڑی ہو گئی۔

''تم نے گیس پسٹل اٹھا لیا ہے''...... تھریسیا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے سنگ ہی سے پوچھا۔

''ہاں۔ ضرورت کا تمام سامان میری جیبوں میں پہنچ چکا ہے''۔ سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

پھر چند ہی منٹوں کے بعد ان کی کار ٹپ ٹاپ کلب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ٹپ ٹاپ ہوٹل اینڈ کلب انٹرنیشنل دارالحکومت کا مشہور کلب تھا اور سنگ ہی اور تھریسیا جانتے تھے کہ یہ کلب عمران کے پسندیدہ کلبوں میں سے ہے۔

سنگ ہی اور تھریسیا کئی مرتبہ پاکیشیا آ چکے تھے اس لئے دارالحکومت کے راستوں سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔ سنگ ہی کو کار ڈرائیو کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی تھی۔ مناسب رفتار سے کار چلاتے ہوئے وہ بیس منٹ میں ہی ٹپ ٹاپ کلب پہنچ گئے۔ کلب کی پرانی عمارت کا اب نام و نشان نہیں تھا۔ پرانی عمارت کی جگہ اب نئی اور جدید عمارت نظر آ رہی تھی۔ کلب کے داخلی دروازے کے اوپر کلب کا بہت بڑا سائن بورڈ لگا ہوا تھا جو بہت ہی خوبصورت تھا اور اس وقت روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

کلب میں داخل ہونے کے بعد ان کی کار پارکنگ کی طرف بڑھی۔ پارکنگ بھی اب بہت کشادہ ہو چکی تھی۔ سنگ ہی کار کو پارک کر ہی رہا تھا کہ اس کی نظر پارکنگ کی دوسری طرف پڑی اور

وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے چونکتے دیکھ کر تھریسیا نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا تو وہ بھی چونک پڑی اور پھر اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے کیونکہ اس ۔نے سرخ رنگ کی اسپورٹس کار سے عمران کو نیچے اترتے دیکھ لیا تھا۔ عمران میں معمولی سی تبدیلی بھی نہیں آئی تھی۔ وہی چمکتی ہوئی آنکھیں اور معصوم سا چہرہ۔ عمران کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تھریسیا کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پا لیا۔ وہ ایک مشن پر پاکیشیا آئی تھی اور اس مشن کے لئے وہ اپنی جان بھی قربان کر سکتی تھی۔ اس کے ہیڈ کوارٹر نے اس پر اعتماد کر کے اسے اس مشن پر بھیجا تھا اور وہ اس اعتماد پر پورا اترنا چاہتی تھی۔ پہلے وہ ایک دو بار عمران سے نرمی اختیار کر چکی تھی جس کا عمران نے فائدہ اٹھایا تھا اور زیرو لینڈ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا تھا جس کی وجہ سے تھریسیا اپنے دل میں شرمندگی محسوس کرتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو زیرو لینڈ کے بڑوں کا عتاب اس پر نازل ہو چکا ہوتا لیکن وہ سزا سے بچ گئی تھی۔ سنگ ہی، تھریسیا، فنچ اور نانوتا زیرو لینڈ کے لئے لازم و ملزوم تھے اس لئے زیرو لینڈ کے بڑے ان سے نرمی برتتے تھے اور انہیں ہدایت بھی ملی ہوئی تھی کہ اگر وہ کہیں ناکامی سے دو چار ہو جائیں اور ان کی جان خطرے میں پڑ جائے تو وہ اپنی جان بچانے کی کوشش کریں کیونکہ ان کی زندگیاں زیرو لینڈ کے لئے زیادہ اہم ہیں۔ ان چاروں نے کبھی کہیں بھی شکست نہیں

کھائی تھی سوائے کرنل فریدی اور عمران کے ہاتھوں سے۔ ان دونوں نے انہیں کئی بار ناکامی سے دو چار کیا تھا اور انہیں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے مخصوص دھوئیں والے بم فائر کر کے فرار ہونا پڑا تھا۔

''عمران یہاں کھانا کھانے آیا ہے اور ہمیں اب اندر جانے کا رسک نہیں لینا چاہئے''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ عمران ہمیں اتنی جلدی مل گیا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''اس پر رونق جگہ سے عمران کو کیسے اغوا کیا جائے''...... تھریسیا نے سنگ ہی سے پوچھا۔

''عمران کو اس کی گاڑی میں بے ہوش کر کے اس کی گاڑی میں یہاں سے نکالا جا سکتا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو پھر اپنی کار عمران کی کار کے قریب ہی پارک کرو''...... تھریسیا نے کہا۔

سنگ ہی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا پھر اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ پارکنگ میں کوئی پارکنگ بوائے نظر نہیں آ رہا تھا اور یہ ان کے لئے ایک اچھی بات تھی۔ سنگ ہی اپنی کار عمران کی اسپورٹس کار کے قریب لے آیا۔

''میں عمران کی کار کا دروازہ کھول کر اس میں ایس گیس پھیلا دیتا ہوں۔ کار کی کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں لہٰذا ایس گیس باہر

نہیں نکل سکے گی اور جب عمران کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھے گا تو کار میں پھیلی ہوئی ایس گیس فوراً اس پر اثر انداز ہو گی اور عمران بے ہوش ہو جائے گا''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہونہہ۔ فی الحال تو یہی کچھ کیا جا سکتا ہے''...... تھریسیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سنگ ہی اپنی کار سے نیچے اترا۔ اس نے ایک بار پھر اردگرد دیکھا۔ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ کلب میں آنے جانے والے افراد اپنی ہی دنیا میں مگن تھے۔ سنگ ہی کے ساتھ تھریسیا بھی اردگرد کا جائزہ لینے لگی پھر سنگ ہی نے عمران کی کار کے دروازے پر ہاتھ رکھا۔ کسی قسم کا لاک کھولنا اور بند کرنا ان کے لئے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا لہٰذا عمران کی کار کا دروازہ کھولنے میں سنگ ہی کو چند سیکنڈ لگے۔ اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر پلک جھپکنے میں دو کیپسول کار کے اندر فائر کئے اور بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے اتنی تیزی دکھائی تھی کہ گیس کو کار سے باہر نکلنے ہی نہیں دیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ کار کا دروازہ لاک کر چکا تھا۔

اس کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد اس نے تھریسیا کو کار سے باہر آنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی اپنی کار سے نیچے اتر آئی پھر وہ دونوں اطمینان سے آگے بڑھنے لگے۔ عمران کی کار میں وہ گیس پھیلا چکے تھے اور کار چونکہ ائیرٹائٹ تھی اس لئے انہیں یقین تھا کہ

جب عمران کار میں بیٹھے گا تو لازماً اس پر گیس کا اثر ہو گا لیکن اس یقین کے باوجود بھی ان کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔ عمران کئی موقعوں پر انہیں شکست سے دو چار کر چکا تھا اور اب بھی وہ انہیں شکست دے سکتا تھا۔ عمران ایک ایسے انسان کا نام تھا جس سے کچھ بھی توقع کی جا سکتی تھی۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ عمران نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں کبھی فائنل شکست نہیں کھائی تھی۔ اس کے مخالف جو یہ سمجھتے تھے کہ وہ عمران کو شکست دے چکے ہیں جلد ہی انہیں احساس ہو جاتا تھا کہ وہ عمران کو شکست نہیں دے سکے بلکہ عمران انہیں شکست دے گیا تھا۔

وہ دونوں ہی عمران کی صلاحیتوں کے معترف تھے اور صرف وہ دونوں ہی نہیں بلکہ زیرو لینڈ کے بڑے بھی عمران کی صلاحیتوں کو مانتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ عمران ان کا ساتھی بن جائے اور اب نجانے کیسے زیرو لینڈ کے بڑے عمران اور کرنل فریدی کے آپریشن پر تیار ہو گئے تھے۔ شاید وہ کرنل فریدی اور عمران سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے اب وہ ان دونوں کا دماغ حاصل کر کے ان کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ٹپ ٹاپ کے ہال میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے عمران کو ایک میز پر دیکھا جو کہ ویٹر سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ دونوں اس پر توجہ دیئے بغیر ایک میز کی طرف بڑھ گئے۔ وہ ابھی کرسیوں پر بیٹھ ہی رہے تھے کہ عمران کی میز پر کھانا سرو کر دیا گیا۔ جلد ہی ایک ویٹر ان کے

بھی قریب آ گیا۔

''دو کپ کافی لے آؤ''...... سنگ ہی نے ویٹر کو آرڈر دیتے ہوئے کہا تو ویٹر واپس چلا گیا۔

گو کہ انہیں بھوک لگی ہوئی تھی لیکن اس وقت انہوں نے کھانے سے پرہیز کیا۔ عمران کسی بھی وقت کھانے کی میز سے اٹھ سکتا تھا اس لئے فی الحال ان کے پاس کھانے کا وقت نہیں تھا۔ کچھ ہی دیر میں انہیں کافی سرو کر دی گئی۔ سنگ ہی اور تھریسیا نے ایک نظر عمران کی طرف دیکھا جو کہ اس وقت کھانے میں مصروف تھا۔ وہ کافی پینے لگے۔ کسی کسی وقت ان کی نظر عمران کی طرف اٹھ جاتی اور پھر وہ فوراً ہی نظریں ہٹا لیتے۔ وہ جان بوجھ کر پشت پر بیٹھے تھے لیکن اس کے باوجود وہ گہری نظروں سے عمران کو نہیں دیکھ رہے تھے۔

جب عمران کھانے سے فارغ ہو چکا تو انہوں نے ایک شخص کو عمران کی میز کے قریب پہنچتے دیکھا۔ وہ شخص عمران کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ عمران اور وہ شخص اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ برسوں سے آشنا تھے۔ پھر کچھ دیر بعد انہوں نے عمران کو اٹھتے دیکھا۔ جب عمران ہال کے گیٹ سے باہر نکلا تو وہ دونوں بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ سنگ ہی نے ایک بڑا نوٹ میز پر ایک کپ کے نیچے رکھا اور وہ تھریسیا کے ساتھ ہال سے باہر آ گیا۔ ہال سے باہر آ کر ان دونوں نے پارکنگ کا جائزہ لیا۔ عمران اپنی سپورٹس کار

میں بیٹھ رہا تھا۔ وہ دونوں نارمل انداز میں چلتے ہوئے عمران کی کار کی طرف بڑھنے لگے۔ جلد ہی وہ کار کے قریب پہنچ گئے اور پھر انہوں نے سرخ اسپورٹس کار میں جھانک کر دیکھا۔ عمران کا سر اسٹیئرنگ پر ٹکا ہوا تھا۔ ان دونوں نے اردگرد نظر دوڑائی اور کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر وہ عمران کی کار میں سوار ہو گئے۔ تھریسیا پچھلی سیٹ پر بیٹھی جبکہ سنگ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد سنگ ہی نے عمران کو ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے کھینچ لیا اور پھر اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کی اور کار آگے بڑھنے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ مین روڈ پر آ گئے۔ وہ بہت ہی خوش تھے۔ انہوں نے نہایت ہی کامیابی سے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔

سنگ ہی نے تھوڑی دیر ڈرائیونگ کی ہو گی کہ اچانک وہ چونک پڑا اور چونکتے ہی اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بھی بڑھا دیا۔ کار یکدم ہی تیز ہو گئی اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں نمودار ہو گئیں۔

آج کل دارالحکومت میں ایک خاص قسم کا مچھر پھیلا ہوا تھا اور اس وقت جولیا کے فلیٹ میں وہ مچھر بڑی تعداد میں موجود تھے۔ نجانے کس طرح یہ مچھر جولیا کے فلیٹ میں گھس آئے تھے۔ مندور میلہ دیکھ کر وہ دس پندرہ منٹ پہلے ہی واپس پہنچے تھے۔ تمام ممبرز کو یہ میلہ پسند آیا تھا البتہ جولیا کو عمران کی غیر موجودگی بہت زیادہ محسوس ہوئی تھی لیکن ایکسٹو کے حکم کے آگے وہ بول ہی نہیں سکتی تھی اس لئے وہ باقی ساتھیوں کے ساتھ چلی گئی تھی اور اب وہ لوگ واپس آ کر اپنے اپنے فلیٹس میں پہنچ گئے تھے۔ فلیٹ پر پہنچ کر جولیا نے دانش منزل کا نمبر ملایا تاکہ ایکسٹو کو اپنی واپسی کی اطلاع دے دے۔ ایکسٹو کو اطلاع دینے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا تھا اور اب دس منٹوں سے اس کا ہاتھ بار بار اپنے منہ پر جا رہا تھا کیونکہ مچھر اسے بہت تنگ کر رہے تھے۔ تنگ آ کر اس نے الماری چیک کی لیکن الماری میں مچھر، مکھی کلر اسپرے موجود نہیں تھا۔

''بازار سے اسپرے لانا ہی پڑے گا ورنہ تو یہ مچھر رات بھر سونے نہیں دیں گے''...... جولیا نے اپنے آپ سے کہا پھر اس نے کار کی چابی اٹھائی اور فلیٹ لاک کر کے نیچے آ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر آ گئی۔ وہ ہمیشہ سپر مارکیٹ سے شاپنگ کرتی تھی۔ اس وقت بھی وہ سپر مارکیٹ ہی جا رہی تھی کہ چونک پڑی۔ اس کے قریب سے عمران کی کار گزری تھی لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر عمران کی بجائے کوئی اور تھا اور پچھلی سیٹ پر اسے ایک مقامی لڑکی دکھائی دی تھی۔

''عمران کی کار میں یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے سوچا پھر اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکال کر عمران کا نمبر پریس کیا۔ لیکن کمپیوٹر نے اسے بتایا کہ اس کا مطلوبہ نمبر آف ہے۔ عمران کی کار میں اجنبی افراد کو دیکھ کر چونک تو وہ پہلے ہی گئی تھی۔ اب اس کے ماتھے پر شکنیں بھی نمودار ہو گئیں۔ لیکن فی الحال وہ کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کئے۔

''یس۔ آغا علی سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن اسپیکنگ''...... کال ریسیو ہونے کے بعد سلیمان کی بارعب آواز سنائی دی۔

''سلیمان۔ میں جولیا بول رہی ہوں۔ عمران کہاں ہے''۔ جولیا نے اس کے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

''اوہ۔ مس جولیا آپ۔ صاحب کا تو کوئی پتا نہیں ہے''۔ جولیا کی آواز سن کر سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ سلیمان مزید کوئی بات کہتا، جولیا نے کال کاٹ کر سیل فون سیٹ ڈلیش بورڈ پر رکھ دیا اور یکدم رفتار تیز کر دی۔ عمران کی کار میں موجود افراد کو چیک کرنا اب ضروری ہو گیا تھا۔ عمران کی کار بہت آگے جا چکی تھی لیکن سڑک سیدھی تھی اس لئے تھوڑی ہی دیر میں جولیا کی کار عمران کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ عمران کی کار کے ڈرائیور کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ ایک کار اس کا تعاقب کر رہی ہے اس لئے اس کار کی رفتار بھی بڑھ گئی تھی۔

''ہونہہ۔ معاملہ واقعی مشکوک ہے''...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کی کار سے آگے نکلنے کی کوشش کی لیکن اس ڈرائیور نے جولیا کو آگے نہ نکلنے دیا۔ دونوں کاروں کی رفتار بہت تیز تھی اور اسی تیز رفتاری کی وجہ سے وہ بہت جلد آبادی سے دور ہو گئے۔

رات کے مہیب سناٹے اور گہری تاریکی میں اس سڑک پر صرف یہی دو کاریں تھیں۔ ان دو کاروں کے علاوہ دور دور تک کسی اور گاڑی کا نام و نشان نہیں تھا پھر اچانک ہی جولیا کو مہارت سے دونوں بریکیں لگانا پڑیں کیونکہ عمران کی کار یکدم ہی رک گئی تھی۔ اس کے ڈرائیور نے بڑی مہارت سے بریک لگائے تھے اور اگر جولیا بھی مہارت کا مظاہرہ نہ کرتی تو اس کی کار عمران کی کار سے

ٹکرا جاتی۔ وہ جانتی تھی کہ عمران کی کار خصوصی ساخت کی تھی اس لئے حادثے کی صورت میں اس کار کو کم نقصان ہونا تھا جبکہ جولیا کی کار مکمل طور پر تباہ ہو سکتی تھی اور یہ بات شاید عمران کی کار کا ڈرائیور بھی جانتا تھا اس لئے اس نے رسک لیا تھا۔

دونوں کاریں رک گئیں تو عمران کی کار سے ڈرائیور اور مقامی لڑکی نیچے اتر آئے۔ کاروں کی ہیڈ لائٹس نے اردگرد کے علاقے کو روشن کیا ہوا تھا اس لئے وہ دونوں جولیا کو صاف نظر آ رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ چونکہ وہ دونوں کار سے نیچے اتر چکے تھے اس لئے جولیا بھی کار سے نیچے اتر آئی اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ وہ دونوں اس کے لئے قطعی اجنبی تھے۔

''کون ہو تم دونوں اور عمران کی کار تمہارے پاس کیوں ہے اور عمران خود کہاں ہے''...... جولیا نے ایک ہی سانس میں ان سے تین سوال پوچھے۔ انہوں نے جولیا کے کسی سوال کا جواب نہ دیا البتہ مرد نے کار کی فرنٹ سیٹ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔ جولیا مستعد تو پہلے ہی ہو چکی تھی پھر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ بھی ڈال لیا۔

جیکٹ کی جیب میں اس کا مشین پسٹل موجود تھا۔ وہ ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوئی عمران کی کار کے قریب پہنچ گئی اور پھر جیسے ہی اس کی نظر فرنٹ سیٹ کے نیچے خالی جگہ پر پڑی وہ یکدم اچھل پڑی کیونکہ عمران خالی جگہ پر بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

"تمہیں اپنے ایک سوال کا جواب تو مل گیا ہو گا کہ عمران کہاں ہے"...... مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... جولیا نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"جولیا۔ تم سے ہماری دوستی تو بہت پرانی ہے"...... اس مرتبہ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی کی آواز سن کر جولیا ایک بار پھر اچھل پڑی۔ وہ ہزاروں آوازوں میں بھی اس آواز کو پہچان سکتی تھی۔ یہ آواز تھریسیا کی تھی اور جولیا تھریسیا کو اپنی سب سے بڑی دشمن سمجھتی تھی۔

"اوہ۔ تم تھریسیا ہو۔ تو یہ لازماً سنگ ہی ہو گا"...... جولیا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مس جولیا۔ تم نے ہمیں یاد رکھا اور پہچان بھی لیا"۔ سنگ ہی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم عمران کو کہاں لئے جا رہے ہو"...... جولیا نے سنگ ہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔ تم تو جانتی ہو کہ عمران میرا محبوب ہے۔ میں اپنے محبوب کو اپنی دنیا میں لے جا رہی ہوں"...... جولیا کے سوال کا جواب سنگ ہی کی بجائے تھریسیا نے دیا۔ اس کے لہجے میں شوخی عیاں ہو رہی تھی۔

"تھریسیا۔ تم نجانے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے شکست کھا کر کتنی

بار فرار ہوئی ہو لیکن آج میں تمہیں فرار نہیں ہونے دوں گی۔ تمہارا تو آج خاتمہ ہو جائے گا"...... تھریسیا کی بات سن کر جولیا کو غصہ آ گیا تھا اور اس نے غصے میں غراتے ہوئے تھریسیا سے کہا۔

"مس۔ تھریسیا کا تو تم خاتمہ کر دو گی۔ میرے ساتھ تم کیا سلوک کرو گی"...... سنگ ہی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم شوگران کے ایک قومی مجرم ہو۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہارا خاتمہ نہ ہو بلکہ تمہیں گرفتار کر کے شوگران کے حوالے کر دیا جائے تا کہ شوگرانی قوم تمہیں کسی چوک میں پھانسی پر لٹکا دے"...... جولیا نے سنگ ہی سے کہا۔

"ہاہاہا۔ بہت خوب مس جولیا۔ بہت خوب"...... سنگ ہی نے طویل قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"سنگ ہی۔ تم گرفتاری دے دو۔ بے چاری بچی کی خواہش پوری ہو جائے گی"...... تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔ انداز ایسے تھا جیسے جولیا کو چمکار رہی ہو۔ اس کے انداز پر جولیا کا غصہ مزید بڑھ گیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور پلک جھپکنے سے بھی قبل سارا علاقہ فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔

یہ جولیا نے فائرنگ کی تھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کی فائرنگ سے بچنا آسان نہیں تھا لیکن جولیا کے سامنے بھی سنگ ہی اور تھریسیا تھے جو خود بجلی سے زیادہ تیز تھے اس لئے جیسے ہی

جولیا کا ہاتھ اپنی جیب سے باہر آیا تھا تھریسیا سپرنگ کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ جولیا کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیاں اس کے نیچے سے گزر گئی تھیں۔

تھریسیا کو اوپر اچھلتے دیکھ کر جولیا نے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اپنے مشین پسٹل کا رخ بھی بدل دیا لیکن تھریسیا نے بھی فضا میں ہی غوطہ لگایا اور دور جا گری۔ ابھی وہ گر ہی رہی تھی کہ جولیا نے دوبارہ اس پر فائرنگ کر دی لیکن اب بھی جولیا کی چلائی ہوئی گولیاں اسے چھو نہ سکیں۔ جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح تھریسیا زمین سے ٹکرا کر دوبارہ فضا میں اچھل گئی تھی۔

اس مرتبہ اچھلنے کے ساتھ ہی تھریسیا نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا اور ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا خنجر آ گیا تھا۔ فضا میں بلند ہوتے ہوئے تھریسیا نے وہ خنجر جولیا کی طرف اچھال دیا۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ زون کی آواز بھی ابھری اور خنجر جولیا کی طرف آیا۔ جولیا بھی اس سے غافل نہیں تھی لہٰذا وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اس نے نہایت ہی معمولی سا اپنے جسم کو ترچھا کیا اور خنجر اس کے جسم کے قریب سے گزر گیا۔ ترچھا ہونے کے بعد وہ ابھی سیدھی ہو ہی رہی تھی کہ تھریسیا اس سے آ ٹکرائی۔ تھریسیا نے اس پر خنجر پھینکا بھی اس لئے تھا کہ اس کی فائرنگ میں تسلسل برقرار نہ رہے اور جیسے ہی ایک لمحے کے لئے فائرنگ رکی تھی اس ایک لمحے کا فائدہ تھریسیا

نے اٹھایا اور جولیا سے آ ٹکرائی۔ اس کی ٹکر سے جولیا اچھل کر کار سے جا ٹکرائی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل گر گیا۔ کار سے ٹکرانے کے بعد جولیا سڑک پر گری تو تھریسیا نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگائی۔ جولیا چکنی مچھلی کی طرح پھسل گئی اور تھریسیا اس جگہ آ گری جہاں ایک ساعت پہلے جولیا تھی۔ جیسے ہی تھریسیا زمین پر گری۔ اس کے ہاتھ پر جولیا کی لات لگی۔ اگر جولیا کی یہ لات کسی اور عورت کو لگی ہوتی تو لازماً اس کی چیخ بلند ہو جاتی تھی لیکن تھریسیا نے زور دار ضرب کی اس تکلیف کو برداشت کیا اور ساتھ ہی اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑ لیا کیونکہ جولیا نے اسے مکا مارنے کے لئے ہاتھ بلند کر لیا تھا۔

جولیا کا ہاتھ پکڑتے ہی تھریسیا نے اسے جھٹکا دینا چاہا، وہ جولیا کی کلائی توڑ دینا چاہتی تھی لیکن جولیا کسی بھی طرح اس سے کم نہیں تھی۔ جولیا کا پورا بازو ایک دم پتھر کی طرح سخت ہو گیا اور اس کا دوسرا ہاتھ تھریسیا کی کنپٹی پر لگا۔ جولیا کا دوسرا ہاتھ بھی پتھر کی طرح سخت ہو چکا تھا۔ تھریسیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کنپٹی پر پتھر آ لگا ہو۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا سر چکرا گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال بھی لیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ کمزور پڑ گئی تو جولیا اپنا کہا پورا کر دے گی اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا لہٰذا وہ نیچے گرتے گرتے ہی ایک بار پھر سپرنگ کی طرح اچھلی اور فضا میں بلند ہوتی گئی۔ اسے اچھلتے دیکھ کر جولیا نے بھی فضا میں

چھلانگ لگائی۔ فضا میں بلند ہونے کے بعد تھریسیا سڑک پر آ گری۔ جہاں وہ گری تھی وہیں جولیا کا مشین پسٹل پڑا ہوا تھا اور ایک لمحے سے بھی کم وقت میں وہ مشین پسٹل تھریسیا کے ہاتھ میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی فضا دوبارہ فائرنگ کی خوفناک آواز سے گونجنے لگی۔ تھریسیا میں اگر بجلی بھری ہوئی تھی تو جولیا بھی اس سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ جولیا نے فضا میں ہی عقاب کی طرح غوطے لگائے اور خود کو تھریسیا کی فائرنگ سے بچایا۔ پھر اسی لمحے فائرنگ رک گئی کیونکہ مشین پسٹل کا میگزین خالی ہو گیا تھا۔ جب فائرنگ تھمی تو جولیا فضا میں ہی تھی۔ فائرنگ کے رکتے ہی اس نے فضا میں اپنا رخ بدلا اور تھریسیا کی طرف آئی۔ تھریسیا نے اپنی دونوں ٹانگیں بلند کیں پھر اس کی ٹانگوں نے معمولی سی حرکت کی۔ جولیا اس کی ٹانگوں سے ٹکرائی اور اچھل کر دور جا گری۔ پھر دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں اور ایک دوسرے کو گھور رہی تھیں پھر دونوں ہی بیک وقت فضا میں اچھلیں اور اڑتی ہوئی ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ آپس میں ٹکرانے کے بعد وہ دونوں سڑک پر گریں۔ سڑک پر گرتے ہی جولیا کا بازو گھوما اور اس کا مکا تھریسیا کے ماتھے پر لگا۔ تھریسیا کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے۔ جولیا دوسرا وار اس کے ماتھے پر کرنا چاہتی تھی لیکن تھریسیا نے کروٹ بدلی او کروٹ بدلتے بدلتے اس کا پیر بھی حرکت میں آیا

جو جولیا کے پیٹ میں لگا تو بے اختیار جولیا کے منہ سے اوغ کی آواز نکل گئی۔ تھریسیا نے دوسرے پیر کی ٹھوکر بھی جولیا کو مارنا چاہی لیکن جولیا نے دونوں ہاتھوں سے اس کا پیر پکڑ کر گھما دیا۔ پیر گھومنے کے ساتھ ہی اس کا پورا جسم گھوم گیا۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور پھر تھریسیا پر آ پڑی۔ تھریسیا اس دوران سڑک سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جولیا اس کے اوپر آ گری تو وہ دوبارہ سڑک سے ٹکرائی۔ تھریسیا کا سر سڑک سے ٹکرایا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا تھا۔ اس نے فوراً ہی سر کو جھٹکا دیا اور پھر اسی لمحے جولیا کے بال اس کے ہاتھ میں آ گئے۔ اس نے جولیا کے بالوں کو کھینچا تو جولیا کی گردن کو زور دار جھٹکا لگا۔ جولیا نے اس جھٹکے کو برداشت کیا اور ساتھ ہی اس نے تھریسیا کے منہ پر اپنا ہاتھ مارا۔ جولیا کے ہاتھ کی ضرب سے تھریسیا کی ناک اور دونوں آنکھیں متاثر ہوئیں۔ جولیا نے اب اسے مزید موقع نہ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا لہٰذا اس نے تھریسیا کے سر پر ٹکر مار دی۔ تھریسیا الٹ کر سڑک پر جا گری اور اس کا سر ایک بار پھر سڑک سے ٹکرایا تو بے اختیار اس کے منہ سے سسکی نکل گئی۔

سنگ ہی اس دوران عمران کی کار سے ٹیک لگائے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔ وہ جولیا اور تھریسیا کی لڑائی میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جولیا عمران کی ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہے اور اس پر قابو پانا آسان کام نہیں ہے لیکن دوسری

طرف تھریسیا تھی اور وہ تھریسیا کی صلاحیتوں سے بھی واقف تھا۔ تھریسیا وہ ناگن تھی جو بیک وقت کئی خطرناک شیروں کو ڈس سکتی تھی اس لئے سنگ ہی ان دونوں لیڈی ایجنٹوں کی دلچسپ لڑائی کو دیکھ رہا تھا اور محظوظ ہو رہا تھا لیکن جب اس نے تھریسیا کو کمزور پڑتے ہوئے دیکھا تو اس نے مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا۔ عورتوں کی لڑائی میں مداخلت کرنا گو کہ اچھی بات نہیں تھی لیکن سنگ ہی کو اخلاقیات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ تو مجرم تھا اور مجرمانہ ذہنیت کا مالک تھا۔

جب تھریسیا کا سر سڑک سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے سسکی نکلی تو سنگ ہی سمجھ گیا کہ اب جولیا، تھریسیا پر غالب آ جائے گی لہٰذا اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی گیند تھی۔ جیب سے گیند نکالنے کے بعد اس نے جولیا اور تھریسیا کی طرف دیکھا۔ تھریسیا نے اب جولیا کی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی جبکہ جولیا نے دوسری ٹانگ تھریسیا کے پیٹ پر رکھ دی تھی۔ تھریسیا نے کروٹ بدلی تو جولیا اس کے قریب ہی سڑک پر گر پڑی۔ اسی لمحے سنگ ہی نے وہ سرخ گیند انُ دونوں کی طرف اچھال دی۔ گیند جولیا اور تھریسیا کے قریب گری تو ایک دھماکا ہوا اور وہاں دھواں پھیل گیا۔ دھوئیں کے پھیلتے ہی سنگ ہی نے جولیا کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے دیکھ لئے۔

بلیک زیرو دانش منزل پہنچا تو دانش منزل کا آٹو میٹک سسٹم آن تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ عمران کہیں گیا ہوا ہے۔ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا اس لئے بلیک زیرو نے سوچا کہ عمران کھانا کھانے گیا ہو گا۔

بلیک زیرو کھانا کھا کر آیا تھا اب اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی اس لئے وہ کچن میں گیا اور اس نے اپنے لئے چائے بنائی اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ چائے سپ کر ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے سی ایل آئی پر نظر دوڑائی ۔ کال جولیا کے فلیٹ سے آ رہی تھی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس جولیا'' ...... بلیک زیرو نے مختصراً کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جولیا اسے واپسی کی اطلاع دینا چاہتی ہے۔

''چیف۔ ہم سب واپس آ چکے ہیں'' ...... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے'' ...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور دوبارہ چائے پینے لگا۔

چائے پینے کے بعد وہ کافی دیر تک عمران کی واپسی کا انتظار کرتا رہا لیکن کافی دیر گزرنے کے بعد بھی عمران واپس نہ آیا تو اس نے سوچا کہ عمران کو اطلاع دے دینی چاہئے کہ وہ واپس آ چکا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے سیل فون کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی نمبر پریس ہوئے کمپیوٹر کی آواز سنائی دی جس کے مطابق اس کا مطلوبہ نمبر آف تھا۔ بلیک زیرو نے کریڈل پر انگلی رکھی۔ انگلی ہٹانے کے بعد جب رسیور میں ٹون آئی تو اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبرز پریس کئے۔

''یس۔ آغا علی سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف ورلڈ کک ایسوسی ایشن'' ...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔ عمران نام کے ساتھ ڈگریاں بتاتا تھا اور سلیمان عہدہ بتانے لگا تھا۔

''سلیمان۔ میں طاہر بول رہا ہوں'' ...... بلیک زیرو نے سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

''اوہ طاہر صاحب آپ۔ آپ اکیلے ہی میلہ دیکھ آئے''۔ سلیمان نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم نے میلہ دیکھنا تھا پہلے بتایا ہوتا میں تمہیں ساتھ لے جاتا'' ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے موقع ہی کب دیا۔ بغیر بتائے چلے گئے''۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''اچھا بھئی۔ اس دفعہ ناراضگی ختم کر دو۔ اگر آئندہ کسی ایسی جگہ گیا تو تمہیں بتا کر جاؤں گا'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''شکریہ طاہر صاحب۔ آپ بہت ہی اچھے ہیں'' ...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''اچھا سلیمان۔ یہ بتاؤ کہ عمران صاحب کہاں ہیں'' ...... بلیک زیرو نے سلیمان سے پوچھا۔

''کل صاحب نے بتایا تھا کہ وہ دانش منزل میں رہیں گے۔ اس کے بعد تو میری ان سے بات نہیں ہوئی'' ...... سلیمان نے کہا۔

''پھر اس وقت وہ کھانا کھانے ہی گئے ہوں گے۔ او کے۔ میں انہیں ٹریس کرتا ہوں'' ...... بلیک زیرو نے سلیمان سے کہا۔

''طاہر صاحب۔ مس جولیا کا فون بھی آیا تھا۔ وہ بھی صاحب کا پوچھ رہی تھیں'' ...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ عمران صاحب ان کے ساتھ نہیں جا سکے اس لئے جولیا

واپسی پر عمران صاحب کو فون کر رہی ہو گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”شاید یہی وجہ ہو طاہر صاحب۔ لیکن مجھے مس جولیا کی آواز پریشان لگ رہی تھی“...... سلیمان نے کہا۔

”سلیمان۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے ساتھی پریشان ہوا ہی نہیں کرتے اور ان دنوں تو ویسے بھی کوئی کیس نہیں ہے لہٰذا پریشانی کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جی طاہر صاحب۔ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں“...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”او کے۔ اللہ حافظ“...... بلیک زیرو نے سلیمان سے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر وہ ایک بار پھر عمران کے سیل فون نمبرز پریس کرنے لگا۔ اس مرتبہ بھی وہی نتیجہ برآمد ہوا۔ کمپیوٹر نے بتایا کہ اس کا مطلوبہ نمبر بند ہے۔ بلیک زیرو نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ اسے آئے ہوئے بہت دیر ہو گئی تھی۔ اگر عمران کھانا کھانے گیا تھا تو اسے اس دوران واپس آ جانا چاہئے تھا۔ سیل فون کا آف ہونا بھی اچھی علامت نہیں تھی۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے فلیٹ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ اگلے ہی لمحے دوسری طرف بیل جانے لگی۔ چار پانچ بار بیل گئی اور فون نہ اٹھایا گیا تو بلیک زیرو نے کریڈل دبا دیا۔ اس نے کریڈل پر سے انگلی ہٹائی تو اگلے لمحے پھر

ٹون آ گئی۔ اب بلیک زیرو نے جولیا کے سیل فون کے نمبر پریس کئے۔ جیسے ہی مکمل نمبرز پریس ہوئے کمپیوٹر نے اس نمبر کے بھی بند ہونے کا بتایا۔

اب بلیک زیرو کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں اور اس کی انگلیاں دوبارہ نمبرز پریس کرنے لگیں۔ اس دفعہ اس نے صفدر کے فلیٹ کے نمبرز پریس کئے۔

”یس۔ صفدر اسپیکنگ“...... چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“...... صفدر کی آواز سن کر بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ حکم“...... ایکسٹو کی آواز سنتے ہی صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”صفدر۔ جولیا فون اٹینڈ نہیں کر رہی۔ تم جولیا کے فلیٹ چلے جاؤ اور جائزہ لے کر رپورٹ کرو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”او کے چیف“...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

وہ سوچنے لگا کہ جولیا کا سیل فون کیوں آف ہے اور جولیا فلیٹ کے فون پر کال اٹینڈ کیوں نہیں کر رہی۔ کچھ دیر پہلے ہی تو جولیا نے اسے فلیٹ سے خود فون کیا تھا اور اپنے واپس آنے کی اطلاع دی تھی۔ اب وہ بغیر اطلاع دیئے کہاں چلی گئی تھی لیکن فی الحال اس

کے پاس اپنے اس سوال کا جواب نہیں تھا اور اس سوال کے جواب کے لئے اسے صفدر کی کال کا انتظار کرنا تھا۔ اس کا انتظار زیادہ طویل ثابت نہ ہوا۔ فون کی بیل بجی تو اس نے سی ایل آئی پر نظر دوڑائی۔ سی ایل آئی پر جولیا کے فلیٹ کا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس صفدر۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں صفدر سے پوچھا۔

''چیف۔ مس جولیا کا فلیٹ لاک تھا۔ میں نے اپنی مخصوص چابی سے لاک کھولا ہے۔ فلیٹ کے اندر کے حالات بالکل نارمل ہیں اور فلیٹ کی حالت بتا رہی ہے کہ مس جولیا اسے لاک کر کے کہیں باہر گئی ہیں''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا کی کار پارکنگ میں موجود ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نو چیف۔ میں نے اوپر آتے ہوئے خاص طور پر پارکنگ میں نظر دوڑائی تھی۔ مس جولیا کی گاڑی مجھے پارکنگ میں نظر نہیں آئی''۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

''بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے کہ جولیا اپنی مرضی سے کہیں گئی ہے

لیکن اس کے سیل فون کا آف ہونا معاملے کو مشکوک بنا رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چیف۔ مس جولیا ہمیشہ سپر مارکیٹ سے شاپنگ کرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں سپر مارکیٹ کا ایک چکر لگا لوں۔ ہو سکتا ہے کہ مس جولیا اس وقت سپر مارکیٹ گئی ہوں''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ تم سپر مارکیٹ چیک کر کے مجھے رپورٹ دو''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''رائٹ چیف''...... صفدر کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران اور جولیا کا رابطہ سے آؤٹ ہو جانا بتا رہا تھا کہ وہ دونوں کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے پاس جو سیل فون تھے ان کا تمام سسٹم عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر خود بنایا تھا اور اس کے لئے انہوں نے پاکیشیا کے خصوصی سیٹلائٹ میں سپیس حاصل کی تھی اور اس سسٹم میں استعمال ہونے والی تمام مشینری دانش منزل میں ہی تھی اس لئے اب ان کی موبائل فون سروس انتہائی محفوظ ترین تھی۔ اور دنیا کے کسی بھی کونے میں وہ اپنا سیل فون استعمال کر سکتے تھے اور اگر ان میں سے کوئی ممبر بے ہوش ہو جاتا یا اپنے سیل فون سے دور ہو جاتا تو سیل فون آف ہو جاتا تھا کیونکہ عمران نے سیٹوں میں میموری کارڈ کی جگہ

ایک چیپ فٹ کر دی تھی جو کنکشن ہولڈر کی دماغی لہروں کے مطابق کام کرتی تھی اور یہ سسٹم عمران نے اس لئے تیار کیا تھا تاکہ ان کی فون میموری کوئی بھی نوٹ نہ کر سکے۔ عمران کی محنت کی وجہ سے اب ان کے سیل فون بالکل محفوظ تھے اور اس وقت عمران اور جولیا کے سیل فون کا آف ہونا بتا رہا تھا کہ وہ دونوں یا تو بے ہوش تھے یا پھر اپنے سیل فون سے دور تھے۔ سیل فون کے آف ہونے کی صرف یہی دو وجوہات تھیں۔ بلیک زیرو، عمران اور جولیا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس صفدر۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''چیف۔ مس جولیا سپر مارکیٹ میں جن مخصوص دکانوں سے شاپنگ کرتی ہیں میں نے وہاں سے مس جولیا کے بارے میں پوچھا ہے۔ مس جولیا یہاں نہیں آئیں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ تم اپنے فلیٹ جاؤ۔ میں جولیا کو ٹریس کرتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور میز کی

دراز سے ایک ڈائری نکالی لی۔ اس ڈائری میں تمام ممبران کے زیر استعمال گاڑیوں کی معلومات درج تھیں۔ رجسٹریشن نمبر، انجن نمبر، کمپیوٹر نمبر، تمام گاڑیاں ایک ٹریکر کمپنی سے بھی رجسٹرڈ تھیں اور یہ رجسٹریشن عمران نے رانا تہور علی صندوقی کے نام سے کرائی ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو نے ٹریکر کمپنی کا نمبر اور جولیا کی کار کا رجسٹریشن نمبر دیکھا اور پھر فون اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ الشیخ سروسز''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں رانا تہور علی صندوقی بول رہا ہوں۔ میری کئی گاڑیاں آپ کی کمپنی سے رجسٹرڈ ہیں۔ میری ایک گاڑی چوری ہو گئی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میری یہ گاڑی اس وقت کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس سر۔ آپ ہمیں کسٹمر نمبر، چوری ہونے والی گاڑی کا نمبر، کمپیوٹر نمبر اور ہماری کمپنی کا رجسٹریشن نمبر بتا دیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو بلیک زیرو نے یہ تمام نمبرز بتا دیئے۔

''او کے سر۔ صرف چند لمحے ہولڈ کریں۔ میں ابھی آپ کو گاڑی کی لوکیشن بتاتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے بعد لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر لائن پر خاموشی رہی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں''...... کچھ دیر بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''جی ہاں۔ بلیک زیرو نے مختصراً کہا۔

''سر۔ آپ کی چوری ہونے والی گاڑی اس وقت دارالحکومت سے پچاس کلو میٹر دور راباہ جنگل سے ایک کلو میٹر پہلے سڑک پر کھڑی ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے بتایا گیا۔

''اوہ۔ تھینک یو''۔ بلیک زیرو نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ جب تک آپ اپنی گاڑی تک نہیں پہنچ جاتے میں آپ کی گاڑی پر نظر رکھوں گا۔ گاڑی ملنے پر آپ مجھے بتائیں گے اور اگر گاڑی آپ کے پہنچنے سے پہلے موو ہوتی ہے تو پھر میں آپ کو اس کی لوکیشن بتاتا رہوں گا۔ آپ مجھے اپنا سیل فون نمبر بتا دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ میں آپ کے نمبر پر خود آپ سے رابطہ رکھوں گا''...... بلیک زیرو نے ٹریکر کمپنی کے نمائندے سے کہا۔

''او کے۔ آپ کی خدمت ہمارا اولین فرض ہے اور آپ کا اطمینان ہمارا نصب العین ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر کال منقطع کر دی۔ اس کے بعد دوبارہ ٹون آنے پر اس نے صفدر کے نمبرز پریس کیے۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ صفدر اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا کی کار راباہ جنگل سے ایک کلو میٹر پہلے کھڑی ہوئی ہے۔ تم تنویر کو ساتھ لے کر فوراً وہاں پہنچو''...... بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں صفدر سے کہا۔

''او کے چیف''...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

جولیا کی کار تو اس نے ٹریکر کمپنی کے ذریعے ٹریس کر لی تھی لیکن عمران کی کار کو تو وہ اس طرح ٹریس نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عمران کی کار ٹریکر کمپنی سے رجسٹرڈ نہیں تھی۔ جولیا کی کار ٹریس تو ہو گئی تھی لیکن ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ جولیا بھی کار میں موجود ہے یا نہیں۔ جولیا کے بارے میں صفدر کی کال آنے پر ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اب بلیک زیرو کو صفدر کی کال کا انتظار تھا۔ تقریباً چالیس منٹ بعد ٹیلی فون کی بیل بجی تو بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس صفدر۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے صفدر سے پوچھا۔

''چیف۔ مس جولیا اور عمران صاحب کی کاریں یہاں موجود

ہیں لیکن وہ خود موجود نہیں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کاروں کی کیا پوزیشن ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''باس۔ کاروں کے انداز سے لگتا ہے کہ مس جولیا، عمران صاحب کی کار کا تعاقب کرتی ہوئی آئی ہیں اور مس جولیا کی کار جس انداز میں کھڑی ہوئی ہے اس سے تو یہ بھی محسوس ہوتا ہے جیسے مس جولیا نے اچانک بریک لگائے ہوں اور کار کو بڑی مہارت سے روکا ہو''...... صفدر نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''معاملہ اب بالکل واضح ہو چکا ہے۔ کچھ لوگ عمران کو عمران ہی کی کار میں اغوا کر کے لے جا رہے تھے کہ جولیا کی نظر ان پر پڑ گئی اور ایسا یقیناً عمران کی کار کی وجہ سے ہوا ہو گا۔ جولیا نے عمران کی کار کا تعاقب کیا اور عمران کو اغوا کرنے والوں نے جولیا کو بھی روک کر اغوا کر لیا''...... بلیک زیرو نے سچوئیشن کے مطابق اندازہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کا اندازہ سو فیصد درست تھا۔

''یس چیف۔ ایسا ہی ہوا ہے لیکن عمران صاحب اور مس جولیا کسی کے لئے بھی تر نوالہ ثابت نہیں ہو سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ دونوں بھی عام انسان ہیں اس لئے ناقابل شکست تو نہیں ہو سکتے۔ بہرحال تم جوزف کو کال کر دو۔ وہ عمران کی کار لے جائے گا جبکہ تم جولیا کی کار کو دانش منزل پہنچا دو۔ اس کے بعد ان دونوں کی تلاش کا کام کیا جائے گا''...... بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں صفدر سے کہا۔

''او کے باس۔ تنویر میرے ساتھ ہے۔ ہم مس جولیا کی کار دانش منزل لا رہے ہیں''...... صفدر کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران کھانا کھانے گیا تھا اور پھر اغوا ہو گیا۔ اب یہ معلوم کرنا تھا کہ عمران کس ہوٹل میں گیا تھا۔ یہ معلوم ہونے پر ہی کارروائی کو آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔ صفدر کی بات ٹھیک تھی کہ عمران اور جولیا کسی کے لئے بھی تر نوالہ نہیں تھے۔ انہیں جن لوگوں نے بھی اغوا کیا تھا وہ نہایت ہی ہوشیار، چالاک اور تیز طرار ہو سکتے تھے۔ عمران نے لازماً بے خبری کی وجہ سے مار کھائی ہو گی لیکن جولیا بے خبر نہیں تھی۔ اس نے تو باقاعدہ عمران کی کار کا تعاقب کیا تھا۔ اس کے باوجود بھی جولیا اغوا ہو گئی تھی تو اس کا واضح مطلب یہی تھا کہ انہیں اغوا کرنے والے بہت ہی خطرناک لوگ تھے اور یہ خطرناک لوگ کون ہو سکتے تھے۔ بلیک زیرو ان کے متعلق سوچنے لگا لیکن فی الحال وہ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔

وہ انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسے بیل کی آواز سنائی دی تو وہ چونکا اور پھر اس نے کمپیوٹر کے ''کی بورڈ'' پر انگلیاں چلائیں۔ اگلے ہی لمحے کمپیوٹر کی سکرین پر دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ گیٹ کے قریب جولیا اور صفدر کی کار کھڑی ہوئی تھیں۔ جولیا کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا جبکہ صفدر گیٹ کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ انہیں دیکھنے کے بعد بلیک زیرو نے

ایک اور بٹن پریس کیا تو مین گیٹ کھل گیا۔ مین گیٹ کے کھلتے ہی صفدر اپنی کار میں بیٹھا اور پھر دونوں کاریں دانش منزل میں داخل ہو گئیں۔ ایک جگہ پہنچ کر کاریں رکیں اور صفدر، تنویر کاروں سے نیچے اتر آئے۔ بلیک زیرو نے مائیک اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے مائیک آن کر دیا۔

''صفدر۔ سلیمان نے مجھے بتایا ہے کہ عمران کھانا کھانے کسی ہوٹل گیا تھا اور عمران کے اغوا کا واقعہ ہوٹل کے باہر یا ہوٹل سے پہلے کا ہے۔ تم تمام ممبران کو ہدایت کر دو کہ وہ معلوم کریں کہ عمران کھانا کھانے کے لئے کس ہوٹل گیا تھا۔ وہاں سے تم اپنی انویسٹی گیشن کا آغاز کر سکتے ہو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ چار پانچ ہوٹل عمران صاحب کے پسندیدہ ہیں۔ ہم وہاں سے معلومات حاصل کرتے ہیں''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم لوگ جا سکتے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے مائیک آف کر کے رکھا اور کمپیوٹر سکرین کو دیکھنے لگا۔ صفدر اور تنویر کار میں بیٹھے اور کار مڑنے کے بعد مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے ہی کار مین گیٹ کے قریب پہنچی، بلیک زیرو نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دانش منزل کا مین گیٹ کھل گیا۔ صفدر کی کار باہر نکلی تو گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔

رات گہری ہو چکی تھی لیکن دارالحکومت کی سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ خاص طور پر ہوٹلوں اور کلبوں میں رش ابھی تک ختم نہیں ہوا تھا۔ سینما گھروں اور ڈرامہ تھیٹروں کے ہال بھی بھرے ہوئے تھے۔ سڑکوں پر اتنی روشنی تھی کہ دن کا گمان ہوتا تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت عمران کو تلاش کر رہے تھے۔ صفدر اور تنویر ایک کار میں تھے۔ نعمانی اور چوہان دوسری کار میں۔ صدیقی اور خاور تیسری کار میں تھے۔ انہوں نے عمران کے پسندیدہ کلب اور ہوٹل بھی آپس میں بانٹ لئے تھے۔ صفدر اور تنویر دو ہوٹلوں سے معلومات حاصل کر چکے تھے۔ وہاں سے انہیں عمران کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ ان کے حصے میں یہی دو ہوٹل آئے تھے اور اب وہ سوچ رہے تھے کہ اب وہ کس ہوٹل میں جائیں۔ ہوٹلوں کا وقت ختم ہونے تک انہوں نے ہوٹلوں سے

معلومات حاصل کرنی تھیں۔

''تنویر۔ ایک اہم کلب تو ہم سب نے فراموش کر دیا ہے''۔ صفدر نے تنویر سے کہا تو وہ چونک پڑا۔

''کون سا کلب''..... تنویر نے پوچھا۔

''ٹپ ٹاپ کلب۔ جو کہ کلب کے ساتھ ساتھ اب شاندار ہوٹل بھی ہے''..... صفدر نے کہا۔

''لیکن عمران تو اب اس کلب میں نہیں جاتا''..... تنویر نے صفدر سے کہا۔

''کسی زمانے میں یہ عمران صاحب کا پسندیدہ کلب ہوا کرتا تھا۔ ممکن ہے آج انہیں اس کلب کی یاد آ گئی ہو''..... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ممکن ہو تو سکتا ہے''..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہاں سے بھی پوچھ گچھ کر لی جائے''..... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اگلے چوک سے کار ٹپ ٹاپ کلب جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ تقریباً دس منٹ بعد ان کی کار ٹپ ٹاپ کلب کی پارکنگ میں داخل ہوئی۔ انہیں پارکنگ میں کوئی پارکنگ بوائے دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے کار ایک سائیڈ میں پارک کی اور پھر کار سے نیچے اتر کر ہال کی طرف بڑھے۔ ہال کے گیٹ کے قریب ہی ایک بڑے بورڈ پر نقشہ بنا ہوا تھا۔ نقشے میں ہوٹل ہال،

فیملی ہال، کلب ہال، رہائشی کمرے، منیجر آفس، سپروائزر آفس وغیرہ دکھائے گئے تھے۔

صفدر اور تنویر نے چند سیکنڈ رک کر نقشہ دیکھا اور پھر وہ ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں اس وقت زیادہ تر میزوں پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ چند میزیں خالی بھی تھیں۔ وہ دونوں ایک خالی میز کی طرف بڑھے اور پھر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے کرسیوں پر بیٹھتے ہی ایک ویٹر ان کے قریب آ گیا۔

''یس سر''..... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے کہا۔

''بھئی۔ ہم بہت عرصے بعد یہاں آئے ہیں۔ ہمیں یہاں کی رونق تو دیکھنے دو۔ ہمیں تو یہاں پہلے سے زیادہ رونق نظر آ رہی ہے''۔ تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو ویٹر اخلاقاً مسکرانے لگا۔

''مجھے یاد آ رہا ہے تم بھی یہاں کے پرانے ویٹر ہو''..... صفدر نے ویٹر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ پندرہ سال کا تھا جب میں یہاں ویٹر بھرتی ہوا تھا اور آج میں چالیس سال کا ہو چکا ہوں''..... ویٹر نے کہا۔

''ویری گڈ۔ تمہاری مستقل مزاجی تو مثالی ہے''..... تنویر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''کسی زمانے میں یہاں ایک صاحب آیا کرتے تھے جن کا نام علی عمران تھا۔ وہ بہت ہی شوخ طبیعت کے انسان تھے۔ کافی

مزاحیہ حرکتیں کرتے تھے۔ کیا اب بھی وہ یہاں آتے ہیں"...... صفدر نے ویٹر سے پوچھا۔

"علی عمران صاحب۔ جو کہ بہت بڑے پولیس افسر کے دوست بھی ہیں"...... ویٹر نے صفدر سے کہا۔

"ہاں ہاں۔ بالکل وہی علی عمران صاحب"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آج وہ بہت عرصے بعد آئے تھے اور منیجر صاحب نے ان سے ملاقات بھی کی"...... ویٹر نے کہا۔

ویٹر کی بات سن کر صفدر اور تنویر خوش ہو گئے۔ وہ جس مقصد کے لئے یہاں آئے تھے ان کا وہ مقصد پورا ہو گیا تھا۔

"کیا منیجر صاحب اب بھی موجود ہیں"...... تنویر نے ویٹر سے پوچھا۔

"یس سر۔ منیجر صاحب رات گئے تک اپنے آفس میں ہوتے ہیں"...... ویٹر نے کہا۔

"پھر ہم پہلے منیجر صاحب سے مل لیں۔ کھانا پینا بعد میں کریں گے"...... صفدر نے ویٹر سے کہا۔

"او کے سر۔ جیسے آپ کی مرضی"...... ویٹر نے کہا اور ان کی میز سے دور ہو گیا۔

وہ دونوں کھڑے ہو گئے اور پھر منیجر کے آفس کی طرف بڑھے۔ چند لمحوں بعد وہ منیجر کے آفس کے سامنے پہنچ گئے۔ آفس

کے دروازے کے باہر ایک سٹول پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی نے صفدر اور تنویر کو دیکھا تو سٹول سے کھڑا ہو گیا۔

"ہم منیجر صاحب سے ملنا چاہتے ہیں"...... تنویر نے بارعب لہجے میں اس سے کہا۔

"او کے سر"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ صفدر اور تنویر منیجر کے آفس میں داخل ہو گئے۔ منیجر اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی میز پر کمپیوٹر رکھا ہوا تھا اور اس وقت کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کنیکٹ تھا۔ صفدر اور تنویر کو اپنے آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر منیجر کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

"السلام علیکم"...... صفدر اور تنویر نے بیک وقت منیجر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام"...... منیجر نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ان سے مصافحہ بھی کیا۔

"تشریف رکھیئے"...... مصافحے کے بعد منیجر نے اپنے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... صفدر نے منیجر سے کہا اور پھر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہم ٹپ ٹاپ کلب میں پہلے بہت آتے تھے۔ آج بہت عرصے بعد آئے ہیں اور آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کیونکہ پہلے بھی آپ ہی یہاں منیجر تھے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا

''شکریہ سر۔ آپ کو دیکھ کر مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ آپ میرے شناسا ہیں''...... منیجر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمارا ایک دوست ہے علی عمران۔ ہم اس کی وجہ سے یہاں آیا کرتے تھے''...... تنویر نے منیجر سے کہا۔

''علی عمران صاحب۔ جو کہ بہت شوخ طبیعت کے مالک ہیں''...... منیجر نے تنویر سے کہا۔

''جی ہاں۔ میں اسی علی عمران کی بات کر رہا ہوں''...... تنویر نے منیجر سے کہا۔ تنویر کی بات سن کر منیجر نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا۔

''میرے کمرے میں چائے بھجوا دیں''...... منیجر نے انٹرکام پر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

''علی عمران صاحب ہمارے بہت ہی معزز گاہک ہیں۔ ان کی وجہ سے ٹپ ٹاپ کلب میں خوب رونق رہتی تھی پھر معلوم نہیں کیا ہوا کہ انہوں نے یہاں آنا کم کر دیا''...... منیجر نے تنویر سے کہا۔

''اچھا۔ اب عمران یہاں بالکل نہیں آتا''...... تنویر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

منیجر جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ویٹر چائے لے کر آ گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک کپ صفدر اور تنویر کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

''سر۔ آج ہمارے لئے خوش قسمت دن ہے۔ پہلے عمران

صاحب یہاں تشریف لائے اور اب آپ تشریف لے آئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب آپ کا اور عمران صاحب کا آنا جانا رہے گا''...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے عمران صاحب سے ملاقات کی''...... صفدر نے منیجر سے پوچھا تو وہ چونک پڑا۔

''جی ہاں۔ ویٹر نے مجھے عمران صاحب کے بارے میں بتایا تو مجھے خوشی ہوئی اور میں ہال میں جا کر ان سے ملا۔ خیریت ہے جناب۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ انویسٹی گیشن کر رہے ہیں''...... منیجر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم عمران سے ملنا چاہتے ہیں اور چند دنوں سے عمران ہمیں کہیں مل نہیں رہا۔ اس کا سیل فون آف ہے اور گھر کا فون وہ رسیو نہیں کر رہا۔ ہمیں پتا چلا کہ آج وہ یہاں آیا ہے تو ہم اسے تلاش کرتے ہوئے یہاں آ گئے''...... تنویر نے منیجر سے کہا۔

''کیا عمران صاحب نے آپ کا قرض دینا ہے''...... منیجر نے پوچھا۔

''نہیں۔ عمران صاحب ایسے آدمی نہیں ہیں۔ وہ تو بہت ہی سخی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ دوستوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ہمیں ایک کام کے سلسلے میں ان سے ملنا ہے لیکن وہ ٹریس نہیں ہو رہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے آپ کی بات پر حیرت ہوئی تھی کیونکہ مجھے یاد ہے کہ عمران صاحب تو بعض اوقات ہال میں موجود تمام افراد کا بل بھی ادا کر دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ پرنس بن کر آیا کرتے تھے''...... مینجر نے کہا۔

''وہ واقعی پرنس ہے لیکن اب نجانے وہ کہاں ہے۔ اگر وہ ہم سے نہ ملا تو ہمیں بہت نقصان ہو جائے گا''...... تنویر نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ آپ کے ذاتی معاملات ہیں اور میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ عمران صاحب یہاں آئے تھے۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پھر چلے گئے''...... مینجر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''واقعی۔ آپ اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ بہرحال آپ کا شکریہ۔ آپ نے ہمیں اتنا وقت دیا اور اتنی محبت سے پیش آئے''...... صفدر نے مینجر سے کہا اور ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔

''سر۔ پرانے اور مستقل گاہکوں کی آمد ہمارے لئے باعث مسرت ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ آتے رہیں گے''۔ مینجر نے بااخلاق لہجے میں کہا اور پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ صفدر اور تنویر نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ گئے۔

''اس کلب کی پارکنگ میں تو پارکنگ بوائز بھی نہیں ہیں۔ اب کس سے معلومات حاصل کریں''...... تنویر نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تو واقعی سوچنے کی بات ہے''...... صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی سوچتے ہیں فی الحال تو باقی ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ ہوٹل گردی روک دیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ عمران آوارہ گردی کرتا ہے اور ہم اس کی تلاش میں ہوٹل گردی کر رہے ہیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی پھر اس نے نعمانی کے سیل فون کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس نعمانی اسپیکنگ''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''نعمانی۔ تم فی الحال عمران صاحب کی تلاش کا کام روک دو''۔ صفدر نے نعمانی سے کہا۔

''کیا عمران صاحب مل گئے ہیں لیکن تم تو فی الحال کہہ رہے ہو۔ فی الحال سے تمہاری کیا مراد ہے''...... دوسری طرف سے پہلے تو نعمانی کی نارمل لیکن پھر حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب تو فی الحال نہیں ملے لیکن اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ انہیں لاسٹ ٹائم ٹپ ٹاپ کلب میں دیکھا گیا ہے''...... صفدر نے نعمانی سے کہا۔

''ٹپ ٹاپ کلب۔ اوہ یس۔ یہ تو عمران صاحب کا پسندیدہ کلب ہے''۔۔۔۔ نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ تم فی الحال اپنے اپنے فلیٹ پر چلے جاؤ۔ میں چیف سے ہدایات لینے کے بعد تم سے بات کرتا ہوں''۔۔۔۔ صفدر نے نعمانی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو صفدر نے کال کاٹ دی پھر اس نے صدیقی کا نمبر پریس کیا اور اسے بھی واپس جانے کو کہا۔ ان دونوں کو فون کرنے کے بعد اس نے کار اسٹارٹ کی اور پھر ان کی کار سڑک پر آ گئی۔ سڑک پر آتے ہی صفدر نے دانش منزل کے نمبرز پریس کئے۔

''ایکسٹو''۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں''۔۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس صفدر۔ کیا رپورٹ ہے''۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

''چیف۔ عمران صاحب نے آج ٹپ ٹاپ ہوٹل اینڈ کلب میں ڈنر کیا ہے۔ ڈنر کرنے کے دوران ان کی ملاقات کلب کے مینجر سے بھی ہوئی ہے۔ اس ڈنر کے بعد ہوٹل سے واپسی پر عمران

''تم ائیر پوٹ اور بس اڈوں پر چیکنگ کرو۔ جن لوگوں نے عمران اور جولیا کو اغوا کیا ہے وہ انہیں شہر سے یا ملک سے باہر لے جانے کی کوشش کریں گے۔ میں سرسلطان کو حکم دیتا ہوں کہ وہ دارالحکومت کی مکمل ناکہ بندی کرا دیں۔ کوئی بھی گاڑی بغیر چیکنگ کے شہر سے باہر نہ جائے''۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

''او کے چیف۔ ہم ابھی ائیر پورٹ اور بس اڈوں پر پھیل جاتے ہیں''۔۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ صفدر کی بات مکمل ہوتے ہی دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔

''تم نے ان چاروں کو خواہ مخواہ ان کے فلیٹوں پر بھیج دیا''۔ تنویر نے صفدر سے کہا۔

''وہ ابھی راستے میں ہی ہوں گے۔ میں انہیں فون کر کے نئی ہدایات دے دیتا ہوں''۔۔۔۔ صفدر نے تنویر سے کہا اور پھر وہ نعمانی کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

فنچ، نانوتا، سنگ ہی اور تھریسیا میٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ایٹ نے انہیں سلور سٹی میں تیار ہونے والی شراب پیش کر دی تھی۔ وہ گھونٹ گھونٹ شراب پی رہے تھے اور سپر باس کا انتظار کر رہے تھے۔ سپر باس نے ان کے ذمے جو مشن لگایا تھا وہ اس مشن میں کامیاب ہوئے تھے اور آج ان کی سپر باس کے ساتھ میٹنگ تھی۔ انہیں شراب نوشی کرتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ میٹنگ روم میں خوبصورت بیل کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ چاروں چوکس ہو گئے اور پھر چندلمحوں بعد میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور سپر باس میٹنگ روم میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ سپر باس کے ساتھ مسٹر ایٹ بھی تھا۔ سپر باس کو دیکھ کر وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ سپر باس باوقار انداز میں چلتا ہوا اپنی مخصوص کرسی تک پہنچا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تشریف رکھیئے''...... سپر باس نے ان چاروں سے کہا تو وہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے جبکہ مسٹر ایٹ میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

''سب سے پہلے تو میں آپ چاروں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ کرنل فریدی اور عمران جیسی شخصیات کے خلاف مشن میں کامیاب ہوئے اور انہیں یہاں لے آئے''...... سپر باس نے ان چاروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

سپر باس کی بات سن کو وہ چاروں خاموش ہی رہے۔ سپر باس چندلمحوں تک انہیں غور سے دیکھتا رہا۔

''سنگ ہی اور تھریسیا۔ تم دونوں نے بہت اچھا کیا کہ عمران کے ساتھ ساتھ جولیا کو بھی لے آئے۔ اب جولیا کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے''...... سپر باس نے اس مرتبہ سنگ ہی اور تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سپر باس۔ جولیا ہمارے راستے میں آ گئی تھی اور ہم نے اسے وہاں ضائع کرنے کی بجائے ساتھ لانا زیادہ بہتر سمجھا''...... تھریسیا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھے امید ہے کہ ہمیں جولیا کی ضرورت محسوس ہو گی''...... سپر باس نے تھریسیا سے کہا اور ساتھ ہی اس نے تھریسیا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تھینک یو باس''...... تھریسیا نے کہا اور پھر وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"چونکہ عمران کی ساتھی لڑکی جولیا سلور سٹی پہنچ چکی ہے اس لئے اب کرنل فریدی کی بھی ایک ساتھی لڑکی کو سلور سٹی میں ہونا چاہئے"۔۔۔ سپر باس نے اس مرتبہ فنچ اور نانوتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے سپر باس۔ ہم کرنل فریدی کی ساتھی لڑکی کو بھی لے آتے ہیں"۔۔۔ نانوتا نے سپر باس سے کہا۔

"کرنل فریدی کے قریب دو لڑکیاں ہیں۔ ایک روزا اور دوسری لیڈی انسپکٹر ریکھا۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کو یہاں لایا جا سکتا ہے"۔۔۔ سپر باس نے کہا۔

"سپر باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔ اس مرتبہ فنچ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا ہو گا کہ کرنل فریدی اور عمران کے ساتھ ساتھ اب ان کی ساتھی لڑکیاں زیرو لینڈ کے لئے کیوں ضروری ہو گئی ہیں"۔۔۔ سپر باس نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سپر باس۔ زیرو لینڈ کے بڑے بغیر مصلحت کے کوئی کام نہیں کرتے"۔۔۔ سنگ ہی نے سپر باس سے کہا۔

"زیرو لینڈ کے سائنس دان جو مائنڈ مشین بنا رہے ہیں اس میں فی الحال کچھ رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ رکاوٹیں کب تک دور ہوں گی اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا اس لئے زیرو لینڈ

کے بڑوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ کرنل فریدی اور عمران پر دباؤ ڈالیں گے کہ وہ زیرو لینڈ کے وفادار بن جائیں۔ ان کی ساتھی لڑکیوں کی وجہ سے انہیں بلیک میل کیا جائے گا اور اگر وہ نہ مانے تو پھر ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی ساتھی لڑکیوں کو ذبح کر دیا جائے گا اور مائنڈ مشین مکمل ہونے تک ان دونوں کو ہر قسم کی اذیت دی جائے گی اور انہیں احساس دلایا جائے گا کہ بے شک وہ دنیا کی نظروں میں عظیم ایجنٹ ہیں لیکن زیرو لینڈ کے لئے وہ حقیر کیچوے ہیں اور زیرو لینڈ کے گریٹ ایجنٹوں نے انہیں کیچوؤں کی طرح ہی پکڑا ہے"۔۔۔ سپر باس نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"سپر باس۔ زیرو لینڈ گریٹ ہے اور زیرو لینڈ کے وفادار بھی گریٹ ہیں۔ آنے والے وقتوں میں پوری دنیا پر زیرو لینڈ کی حکمرانی ہو گی۔ ساری دنیا زیرو لینڈ کی غلام ہو گی"۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا وقت اب آنے والا ہے"۔۔۔ سپر باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فنچ اور نانوتا آج ہی دوبارہ کافرستان چلے جائیں اور روزا یا ریکھا کو یہاں لے آئیں اور اس سے پہلے اگر تم لوگ کرنل فریدی اور عمران سے ملنا چاہو تو مل سکتے ہو۔ اس وقت یہ دونوں ہوش میں آ چکے ہیں اور مسٹر ایٹ کی کسٹڈی میں ہیں"۔۔۔ سپر باس نے کہا۔

"سپر باس۔ کیا یہ دونوں مستقل مسٹر ایٹ کی کسٹڈی میں رہیں

گے''...... تھریسیا نے سپر باس سے کہا۔

''نہیں۔ صرف چند دن یہ مسٹر ایٹ کی کسٹڈی میں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں سلور سٹی میں آزادانہ گھومنے پھرنے کی آزادی ہو گی اور انہیں یہ تاثر دیا جائے گا کہ وہ زیرو لینڈ میں موجود ہیں۔ ان چند دنوں میں ایسے انتظامات کر دیئے جائیں گے جس سے کرنل فریدی اور عمران یہ سمجھیں گے کہ وہ زیرو لینڈ میں موجود ہیں''۔ سپر باس نے تھریسیا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سپر باس۔ اگر ان دونوں کو سلور سٹی میں آزاد چھوڑ دیا گیا تو یہ فرار ہونے کی کوشش کریں گے''...... نانوتا نے کہا۔

''فرار۔ ہاہاہا''...... سپر باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جبکہ فنچ نے نانوتا کو غصے سے دیکھا اور نانوتا کو بھی احساس ہو گیا کہ اس نے بے خیالی میں ایک غلط بات کہہ دی ہے۔

''سوری۔ میں نے ایک غلط بات کہہ دی''...... نانوتا نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سلور سٹی کے ایک طرف خونی ریگستان ہے۔ کئی سو مربع کلومیٹر تک پھیلا ہوا یہ ریگستان کوئی عبور نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ریگستان میں داخل ہو بھی جائے گا تو ہم نے اس میں سائنسی انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ جو بھی ریگستان میں داخل ہو گا اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ سلور سٹی کی دوسری طرف سمندر ہے اور سمندر میں ہم نے سینکڑوں کلومیٹر تک ریز پھیلائی

ہوئی ہیں۔ جو بھی ان ریز کی زد میں آئے گا پانی میں ہونے کے باوجود جل مرے گا۔ سلور سٹی کی تیسری طرف سینکڑوں مربع کلومیٹر تک انتہائی خوفناک جنگلات ہیں۔ ان جنگلات میں دلدلیں ہیں، آدم خور درخت ہیں، خطرناک درندے ہیں، تہذیب سے ناآشنا وحشی قبیلے ہیں۔ جو اجنبی افراد کو دعوت سمجھ کر اڑا جاتے ہیں۔ اڑنے والے خطرناک سانپ اور دیگر حشرات ہیں جو انسان کو ڈس لیں تو انسان لمحوں میں پانی بن جاتا ہے۔ موت کے ان تمام خوفناک اور بے رحم نمائندوں کے ساتھ ساتھ جنگلات میں ہمارے سائنسی انتظامات بھی موجود ہیں اور سلور سٹی کے چوتھی طرف سیدھے پہاڑ ہیں اور ان پہاڑوں کو سر کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں ہے لیکن یہاں بھی ہمارے انتظامات موجود ہیں۔ ان سب باتوں کی بدولت سلور سٹی سے اب روح تو نکل کر کہیں جا سکتی ہے وجود رکھنے والا انسان کسی بھی صورت یہاں سے نکل نہیں سکتا''۔ سپر باس نے فخریہ لہجے میں سلور سٹی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''سپر باس۔ زیرو لینڈ تو گریٹ ہے اور اس کے کام بھی گریٹ ہی ہوتے ہیں''...... فنچ نے سپر باس سے کہا۔

''او کے۔ ہماری آج کی میٹنگ اختتام پذیر ہوتی ہے۔ ہم پھر ملیں گے۔ تم لوگ کرنل فریدی اور عمران سے ملنا چاہو تو مل سکتے ہو۔ مسٹر ایٹ تمہاری ان سے ملاقات کرا دے گا''...... سپر باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا بھی ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر

وہ چاروں بھی کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔ سپر باس پروقار انداز میں چلتا ہوا میٹنگ روم کے دروازے تک گیا اور پھر دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے میٹنگ روم سے چلے جانے کے تھوڑی دیر بعد مسٹر ایٹ کمرے میں داخل ہوا۔

''سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... مسٹر ایٹ نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے کہا۔

''مسٹر ایٹ۔ میں نے اور تھریسیا نے علی عمران سے ملنا ہے''۔ سنگ ہی نے مسٹر ایٹ سے کہا۔

''او کے سر۔ میں آپ کی ملاقات مسٹر عمران سے کرا دیتا ہوں''...... مسٹر ایٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم بھی کرنل فریدی سے ملو گے''...... تھریسیا نے فنچ اور نانوتا سے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم روزا یا ریکھا کو لے آئیں پھر کرنل فریدی سے ملیں گے''...... فنچ نے تھریسیا سے کہا۔

''او کے۔ جیسے تمہاری مرضی''...... تھریسیا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''مسٹر ایٹ''...... سنگ ہی نے مسٹر ایٹ سے کہا۔

''یس سر''...... مسٹر ایٹ نے سنگ ہی سے کہا۔

''ہمیں عمران کے پاس لے چلو''...... سنگ ہی نے مسٹر ایٹ سے کہا۔

''او کے سر۔ تشریف لائیے''...... مسٹر ایٹ نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

سنگ ہی اور تھریسیا اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ میٹنگ روم سے باہر آ کر وہ کمپاؤنڈ تک پہنچے۔ کار کمپاؤنڈ میں کئی کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ مسٹر ایٹ نے ایک کار کا دروازہ کھولا۔

''سر اینڈ مس۔ تشریف رکھیئے''...... مسٹر ایٹ نے سنگ ہی اور تھریسیا سے کہا۔ سنگ ہی کار کی فرنٹ سیٹ پر جبکہ تھریسیا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ مسٹر ایٹ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر کار بلڈنگ سے باہر نکل آئی۔

تقریباً پانچ ہی منٹ بعد ان کی کار ایک اور عمارت کے سامنے رک رہی تھی۔ مسٹر ایٹ نے کار اس عمارت کے گیٹ کے قریب روکی اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا بٹن پریس کیا تو اس عمارت کا گیٹ کھل گیا اور مسٹر ایٹ کار اندر لے آیا۔ اس نے کار ایک جگہ پارک کی اور پھر وہ کار سے نیچے اترا۔ مسٹر ایٹ کے بعد وہ دونوں بھی کار سے نیچے اتر آئے۔

''آئیے سر''...... مسٹر ایٹ نے مؤدبانہ لہجے میں سنگ ہی اور تھریسیا سے کہا اور اس کے بعد وہ کمروں کی طرف بڑھا۔ ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ کر وہ رکا اور اس نے ایک بار پھر ریموٹ کنٹرول سیدھا کر کے ایک بٹن پریس کیا تو اس کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ وہ تینوں ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ

بہت ہی کشادہ تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں بیڈ بچھا ہوا تھا جبکہ دوسرے کونے میں میز اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔ کرسی پر عمران بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے کتاب کھلی پڑی تھی۔

’’سر۔ آپ اس سے باتیں کریں۔ میں باہر موجود ہوں‘‘۔ مسٹر ایٹ نے سنگ ہی سے کہا۔ سنگ ہی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا تو مسٹر ایٹ کمرے سے باہر چلا گیا۔

’’ارے چچا تم۔ بہت عرصے بعد دیدار کرا رہے ہو‘‘...... عمران نے سنگ ہی کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

’’عمران۔ میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ جس دن تم ہمارے شکنجے میں پھنسو گے پھر نکل نہیں پاؤ گے۔ دیکھو۔ آج تم ہمارے جال میں آ پھنسے ہو‘‘...... سنگ ہی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اور عمران۔ تم ایسے پھنسے ہو کہ اب تم زندہ یہاں سے واپس جا نہیں سکو گے‘‘...... تھریسیا نے کہا۔

’’تم کیا سمجھتی ہو میں زندہ ہوں‘‘...... عمران نے غمگین لہجے میں تھریسیا سے کہا۔

’’ابھی تک تو تم زندہ ہی ہو۔ کچھ دیر بعد کا پتا نہیں‘‘...... تھریسیا نے اس سے کہا۔

’’تھریسیا۔ تم کتنی ظالم اور سنگدل ہو۔ میں تم پر مر چکا ہوں اور تم مجھے زندوں میں شمار کر رہی ہو‘‘...... عمران نے لہجے کو اور زیادہ

غمگین بناتے ہوئے کہا تو تھریسیا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

’’عمران۔ تم جانتے ہو کہ تم اس وقت کہاں ہو‘‘...... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’مجھے یہ جاننے کی ضرورت ہی کیا ہے ظالم حسینہ۔ میں تمہارا عاشق ہوں جہاں تم ہو گی وہیں میں ہوں گا‘‘...... عمران نے سچے عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

’’عمران۔ تمہیں یہ جان کر یقیناً خوشی محسوس ہو گی کہ تم اس وقت زیرو لینڈ میں موجود ہو‘‘...... تھریسیا نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی بات کا نتیجہ دیکھنا چاہتی تھی لیکن اس کے سامنے بھی عمران تھا جو اپنے جذبات و احساسات کو قابو میں رکھنا جانتا تھا اس لئے تھریسیا کی بات سن کر وہ معمولی سا بھی نہ چونکا اور نہ ہی اس کی آنکھوں میں حیرت کا کوئی تاثر ابھرا۔

’’زیرو لینڈ۔ جس جگہ کا نام ہی زیرو ہو وہ زمین بھی بھلا کوئی زمین ہوئی‘‘...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’شاید تم میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو۔ خیر کوئی بات نہیں۔ بہت جلد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ تم واقعی زیرو لینڈ میں ہو‘‘۔ تھریسیا نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’تھریسیا ڈیئر۔ تم جہاں چاہو مجھے لے چلو۔ پربت کے اس پار، دنیا کے آخری سرے پر، ستاروں کی کہکشاؤں میں، چاند کی کرنوں میں، جھرنوں کی موسیقی میں، میں تو تمہاری خاطر آگ کے

دریا میں بھی کودنے کو تیار ہوں''...... عمران نے رومانٹک لہجے میں تھریسیا سے کہا۔

''اگر جولیا نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو وہ مجھے گولی مار دے گی''...... تھریسیا نے اس مرتبہ طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

''جولیا کا یہاں کیا ذکر۔ کیا جولیا اس وقت تمہارے پاس ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ جولیا کسی بھی حال میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ہم تمہیں زیرو لینڈ لانے لگے تو وہ بھی آ گئی۔ اب اگر میں تمہارے ساتھ پیار کی پینگیں بڑھاؤں گی تو وہ مجھے گولی مار دے گی''۔ تھریسیا نے بدستور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ مجھے تو یہاں لانے کا تمہارا کوئی مقصد ہو گا لیکن جولیا کو لانے کا کیا مقصد ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ جب ہم تمہیں لانے لگے تو اس نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ وہ تمہیں تنہا کہیں بھی بھیجنے کو تیار نہیں تھی اس لئے ہم اسے بھی ساتھ لے آئے''...... تھریسیا نے اس مرتبہ شوخ لہجے میں کہا۔

''تم ہمیں یہاں کیوں لائے ہو''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ جاننے کی اتنی جلدی بھی کیا ہے بھتیجے۔ اب تو تم نے یہاں

ساری عمر رہنا ہے۔ کچھ دن اسی عمارت میں ریسٹ کرو پھر زیرو لینڈ کی دنیا دیکھنا۔ اس کے بعد کام کی باتیں بھی کریں گے''...... سنگ ہی نے عمران سے کہا۔

''کام کی باتیں۔ یعنی میری اور تھریسیا کی شادی کی باتیں۔ بعد میں کیوں چچا۔ یہ باتیں ابھی بھی تو ہوسکتی ہیں''...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی سنجیدگی نے چند ہی لمحوں میں دم توڑ دیا تھا۔

''ابھی تو تمہارے دودھ کے دانت نہیں ٹوٹے بھتیجے۔ کچھ بڑے تو ہو جاؤ پھر تمہاری شادی کی باتیں بھی ہو جائیں گی''۔ سنگ ہی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سنگ ہی۔ عمران ایسی باتیں کر کے مجھے جولیا کے ہاتھوں مروانا چاہتا ہے''...... تھریسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''وہ بے چاری تو خود چند دنوں کی مہمان ہے۔ زیرو لینڈ کے بڑوں کا حکم ہے کہ اسے زیرو لینڈ کی سیر کرا کے ختم کر دیا جائے''۔ سنگ ہی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے بڑوں کے اس فیصلے پر افسوس ہو رہا ہو۔

''اوہ۔ بے چاری جولیا اس خوبصورت دنیا میں چند دنوں کی مہمان ہے''...... تھریسیا نے بھی افسوس کرتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا جائے۔ یہ تو بڑوں کا فیصلہ ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا ورنہ عمران تو میرا بھتیجا ہے اور میں عمران کو دکھی دیکھنا ہی نہیں

چاہتا''...... سنگ ہی نے عمران سے ہمدردی جتاتے ہوئے کہا۔

''چچا۔ مجھے جولیا کی جان بچانے کے لئے کیا کرنا ہو گا''۔ عمران نے ایک مرتبہ پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''بھتیجے۔ تمہیں کوئی قربانی نہیں دینی۔ تمہیں صرف زیرو لینڈ کی شہریت اختیار کرنی ہے اور تم جانتے ہو کہ اگر تم یہ کام کر لو تو تمہیں دنیا بھر کی آسائشیں، وسائل، مال و دولت، عزت و توقیر، سب کچھ حاصل ہو جائے گا''...... سنگ ہی نے کہا تو عمران نے خلاف عادت قہقہہ لگایا اور اس کا یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا۔

''چچا۔ وہی برسوں پرانا مطالبہ۔ کوئی نئی بات کرو پیارے''۔ قہقہے لگانے کے بعد عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

''جب تم زیرو لینڈ جوائن کر لو گے تو پھر نئی باتیں ہوں گی۔ نیو ایجادات ہوں گی۔ قدم قدم پر نئے ہنگامے ہوں گے اور دنیا سکڑ کر تمہارے قدموں میں آ جائے گی''...... سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو چچا۔ تم مجھ سے یہ بات نہیں منوا سکتے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ اب ایسا نہیں ہے۔ پہلے تم زیرو لینڈ سے دور تھے اب تمہیں زیرو لینڈ لایا گیا ہے۔ تم زیرو لینڈ کی شان و شوکت، طاقت، سائنسی ترقی دیکھ کر تو خودبخود زیرو لینڈ کی شہریت اختیار کرنے کی خواہش کرو گے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''تم جانتے ہو سنگ ہی۔ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے''...... اس مرتبہ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

سنگ ہی اور تھریسیا نے چونک کر عمران کو دیکھا۔ سنگ ہی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن تھریسیا نے اسے اشارے سے منع کر دیا۔

''عمران۔ اگر تم زیرو لینڈ کی شہریت حاصل کر لیتے ہو تو تمہیں ہم سے زیادہ اہمیت دی جائے گی۔ زیرو لینڈ میں تمہارا رتبہ سپریم چیف کے برابر ہو گا''...... تھریسیا نے عمران کو ترغیب دیتے ہوئے کہا۔

''شاید تم نہیں جانتیں تھریسیا کہ میں تمہارے سپریم چیف کو اپنے جوتے کے برابر بھی نہیں سمجھتا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو سنگ ہی کو یکدم غصہ آ گیا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتا، کمرے میں ایک تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ سنگ ہی اور تھریسیا سیٹی کی آواز سن کر چونکے لیکن عمران لاتعلق سا کھڑا رہا۔

''سنگ ہی۔ تمہیں ہدایت کی گئی تھی کہ عمران سے بات کرتے ہوئے تم نے کبھی جذبات میں نہیں آنا۔ کیا تم ہماری ان پرانی ہدایات کو فراموش کر چکے ہو''...... کمرے میں ایک بارعب آواز سنائی دی۔

''سپر باس۔ عمران نے سپریم چیف کے بارے میں غلط

ریمارکس دیئے تو مجھے غصہ آ گیا۔ سوری۔ ویری سوری‘‘...... سنگ ہی نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کو معلوم ہوا کہ بولنے والا زیرو لینڈ کا سپر باس ہے اور وہ کہیں دور بیٹھا نہ صرف انہیں دیکھ رہا ہے بلکہ ان کی آواز بھی سن رہا ہے۔

’’تم عمران کو اچھی طرح جانتے ہو۔ عمران دوسروں کو غصہ دلا کر اپنے مقاصد حاصل کیا کرتا ہے‘‘...... سپر باس کی آواز سنائی دی۔

’’یس سپر باس۔ میں یہ بات جانتا ہوں اور آئندہ خیال رکھوں گا کہ عمران کی کسی بات پر غصہ نہ کروں‘‘...... سنگ ہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل بھی واپس جیب میں رکھ لیا۔

’’عمران ہمارا مہمان ہے۔ یہ چند دن اسی کمرے میں ریسٹ کرے گا پھر تھریسیا اسے زیرو لینڈ کی سیر کرائے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ اس دفعہ ہماری آفر پر ضرور غور کرے گا اور اگر اس نے اس مرتبہ بھی انکار کیا تو پھر ہمارے پاس دوسرے آپشنز بھی ہیں‘‘...... سپر باس کی آواز سنائی دی۔

’’یس سپر باس‘‘...... سنگ ہی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’او کے۔ اب تم عمران کو ریسٹ کرنے دو۔ تم دونوں اپنی اپنی رہائش گاہوں پر چلے جاؤ‘‘...... سپر باس کی آواز سنائی دی۔

’’یس سپر باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... سنگ ہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

سنگ ہی کی اس بات پر سپر باس نے کوئی جواب نہ دیا جس کا مطلب تھا کہ مائیک آف ہو چکا ہے۔ سنگ ہی اور تھریسیا نے ایک نظر عمران کو دیکھا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھے۔

’’تھریسیا۔ تم مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ میں اجنبی جگہ پر ڈر جاتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’بھتیجے۔ چند دنوں کی بات ہے۔ تم ساری شوخیاں بھول جاؤ گے‘‘...... سنگ ہی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ تھریسیا خاموش رہی اور پھر وہ دونوں کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چلے گئے۔

ان کے باہر نکلتے ہی دروازہ بھی بند ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ اس سے نہ کھلا۔ وہ کچھ دیر تک کوشش کرتا رہا لیکن اس کی کوشش کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو اس نے اپنے سر کو جھٹک دیا اور میز کرسی کی طرف بڑھا۔ میز پر کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ کرسی پر بیٹھا اور کتابوں کو دیکھنے لگا پھر ایک کتاب منتخب کر کے اس نے کتاب کھولی اور اسے پڑھنے لگا۔ اس کے چہرے سے ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کسی کی قید میں ہے بلکہ وہ اس طرح مطمئن بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ اپنے اسٹڈی روم میں بیٹھا ہو۔

عمران اور جولیا کو اغوا ہوئے دو دن ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو نے سر سلطان سے کہہ کر دارالحکومت کی مکمل ناکہ بندی کرا دی تھی اور ان دو دنوں میں کوئی بھی گاڑی بغیر تلاشی کے دارالحکومت سے باہر نہیں گئی تھی۔ ائیر پورٹ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی چیکنگ میں تھا لیکن انہیں کہیں سے بھی عمران اور جولیا کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔ بلیک زیرو کئی ممالک کے فارن ایجنٹوں کی ڈیوٹی بھی لگا چکا تھا کہ وہ سرکاری ایجنسیوں اور بڑی مجرم تنظیموں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں لیکن تمام ممالک کے فارن ایجنٹوں نے یہی اطلاع دی تھی کہ عمران یا جولیا کو ان کے ملک میں نہیں لایا گیا۔ دارالحکومت کی بدستور ناکہ بندی جاری تھی لیکن بلیک زیرو اب مایوس ہو چکا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جن لوگوں نے عمران اور جولیا کو اغوا کیا ہے وہ اسے دارالحکومت سے باہر لے جا چکے

ہیں۔ اگر عمران اور جولیا دارالحکومت میں ہوتے تو اب تک ان کا سراغ لگایا جا چکا ہوتا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران نے سرتوڑ کوشش کی تھی لیکن وہ عمران اور جولیا کو تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔

بلیک زیرو کا ایسی صورتحال سے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا اس لئے وہ اس وقت پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ میں سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''جی سر''...... بلیک زیرو نے مختصراً کہا۔

''طاہر بیٹے۔ عمران بیٹے اور جولیا کا کچھ پتا چلا''...... سر سلطان کی پریشان آواز سنائی دی۔

''نہیں سر۔ ابھی تک تو کچھ پتا نہیں چلا''...... بلیک زیرو نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ ان دونوں کو جلد تلاش کرو''...... سر سلطان نے کہا۔

''سر۔ ہم دو دنوں سے سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ ہماری مقامی ٹیم کے علاوہ فارن ایجنٹ بھی عمران صاحب اور جولیا کو تلاش

کر رہے ہیں۔ آپ دعا کریں انشاء اللہ ہم انہیں تلاش کر لیں گے''…… بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ عمران اور جولیا کی پریشانی تو ہے ہی۔ دوسری پریشانی یہ ہے کہ جن لوگوں نے انہیں اغوا کیا ہے وہ لازماً پاکیشیا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے''…… دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''میں سمجھتا ہوں سر اور حالات پر میری نظر ہے۔ اگر کوئی دشمن اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ پاکیشیا میں داخل ہوا تو وہ اپنے عزائم کے ساتھ ہی خاک میں مل جائے گا''…… بلیک زیرو نے سرسلطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں طاہر بیٹے۔ عمران کی غیر موجودگی میں تم موجود ہو اسی لئے مجھے تسلی ہو رہی ہے لیکن عمران اور جولیا کی طرف سے بہت پریشان ہو رہا ہوں''…… دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ آپ جانتے ہیں کہ عمران صاحب اور جولیا کسی کے لئے بھی تر نوالہ ثابت نہیں ہو سکتے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے، خیریت سے ہوں گے۔ آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ وہ جلد واپس آ جائیں گے''…… بلیک زیرو نے کہا۔

''اللہ تمہاری زبان مبارک کرے طاہر بیٹے''…… دوسری طرف سے سرسلطان نے دعا کرتے ہوئے کہا۔

''آمین''…… بلیک زیرو نے فوراً ہی آمین کہا۔

''طاہر بیٹے۔ تم ایک کام کرو''…… دوسری طرف سے سرسلطان کی سوچتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جی سر۔ حکم فرمایئے''…… بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران نے مجھے بتایا تھا کہ جوزف کا اس کے ساتھ قلبی تعلق ہے۔ اگر عمران کسی مشکل یا مصیبت میں پڑ جائے تو جوزف بے قرار ہو جاتا ہے۔ تم جوزف کو فون کرو اور اس سے پوچھو کہ عمران کی گمشدگی پر اس کے دل کی کیا کیفیت ہے''…… سرسلطان نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ یہ بات بلیک زیرو بھی جانتا تھا لیکن اسے خیال نہیں آیا تھا۔

''آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ میں ابھی جوزف کو فون کرتا ہوں''…… بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا۔

''جوزف سے تمہاری جو بھی بات ہو تم نے فون کر کے مجھے بتانا ہے''…… سرسلطان نے اس سے کہا۔

''او کے سر۔ میں چند منٹوں بعد آپ کو فون کرتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اللہ حافظ''…… دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔ ٹون آئی تو بلیک زیرو نے رانا ہاؤس کے نمبرز پریس کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ اسپیکنگ''…… رسیور

اٹھائے جانے کے بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''اوہ طاہر صاحب آپ۔ کیا کوئی مجرم دانش منزل کے ڈارک روم میں ہے اور مجھے اس کی زبان کھلوانی ہے''...... دوسری طرف سے جوزف نے چونکتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دانش منزل کا ڈارک روم ویران ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھا۔ پھر فرمایئے۔ آپ نے جوزف دی گریٹ کو کیوں یاد کیا ہے''...... جوزف کی مایوس آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عمران صاحب اغوا ہو گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو ہو ہو۔ طاہر صاحب۔ باس نے یہ کام پہلی دفعہ تھوڑی کیا ہے''...... جوزف کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی اور جوزف کی مسکراتی ہوئی آواز سن کر بلیک زیرو کی ساری پریشانی دور ہو گئی۔ جوزف نے سچ کہا تھا۔ عمران پہلی مرتبہ اغوا نہیں ہوا تھا۔ اپنی پروفیشنل لائف میں وہ سینکڑوں مرتبہ اغوا ہوا ہو گا۔ سینکڑوں بار اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ محفوظ رکھا تھا کیونکہ پاکیشیا کو اس کی ضرورت تھی اور اب بھی اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران جہاں بھی ہو

گا خیریت سے ہو گا۔

''تھینک یو جوزف۔ میں عمران صاحب کی وجہ سے پریشان تھا۔ تم سے بات کر کے میری پریشانی دور ہو گئی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر صاحب۔ باس چٹان ہے۔ آتش فشاں لاوا ہے۔ جو باس سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے جوزف کی پراعتماد آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے کریڈل پر انگلی رکھ دی پھر اس نے انگلی ہٹائی اور دوبارہ ٹون آنے پر سرسلطان کے ڈائریکٹ نمبرز پریس کر دیئے۔

''یس۔ سلطان اسپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ جوزف سے کیا بات ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی بے چین آواز سنائی دی۔

''سر۔ جوزف مطمئن ہے اور اس سے بات کر کے میرا دل بھی مطمئن ہو گیا ہے۔ مسلم امہ کو ابھی عمران صاحب کی ضرورت ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ عمران صاحب کو اپنی حفاظت میں رکھے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بے شک طاہر بیٹے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور وہی سب کا رکھوالا ہے۔ اب میرا دل بھی مطمئن ہو گیا ہے۔ عمران اور

جولیا جہاں بھی ہوں گے خیریت سے ہوں گے''...... اس مرتبہ سرسلطان کی بھی مطمئن آواز سنائی دی۔

''جی سر''...... بلیک زیرو نے کہا تو سرسلطان نے اللہ حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

بلیک زیرو نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کچھ دیر پہلے تک پریشانی کی وجہ سے کھانے پینے کی طرف اس کی طبیعت راغب نہیں تھی اب اس کا دل مطمئن ہوا تو اسے بھوک کا احساس ہوا۔ وہ کچن میں گیا اور اس نے سلائس تیار کر کے چائے بھی بنائی اور اپنی کرسی پر واپس آ کر بیٹھ کر سلائس کھانے لگا۔ آخری سلائس اس کے منہ میں تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے سی ایل آئی پر نظر دوڑائی۔ عمران کے فلیٹ کا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''طاہر صاحب۔ میں سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں سلیمان۔ کیا بات ہے''...... بلیک زیرو نے سلیمان سے پوچھا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان بغیر وجہ کے دانش منزل فون نہیں کرتا۔

''طاہر صاحب۔ کافرستان سے کیپٹن حمید کا فون آیا تھا''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

''کیپٹن حمید کا فون۔ اچھا کیا کہا ہے اس نے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ کرنل فریدی تو ضرورت پڑنے پر عمران کو فون کر لیا کرتا تھا لیکن کیپٹن حمید نے کبھی عمران کو کال نہیں کی تھی۔ کیپٹن حمید، عمران سے خائف رہتا تھا اس لئے اگر اس نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا تھا تو لازماً کوئی اہم وجہ ہی ہو گی۔

''طاہر صاحب۔ کیپٹن حمید کا کہنا ہے کہ کرنل فریدی اور مس روزا لاپتہ ہو گئے ہیں۔ کافرستان کی تمام ایجنسیوں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ کہیں نہیں ملے۔ یہاں تک کہ کافرستانی ایجنسیوں نے دوسرے ممالک میں بھی کرنل صاحب اور مس روزا کو تلاش کیا ہے لیکن وہ نہیں ملے''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کرنل فریدی صاحب بھی لاپتہ ہو گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور کیپٹن حمید کہہ رہا تھا کہ صاحب پاکیشیا میں کرنل صاحب کو تلاش کرنے کی کوشش کریں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر تم نے کیپٹن حمید سے کیا کہا''...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''میں نے اسے بتا دیا کہ صاحب بھی دو دن سے لاپتہ ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کرنل صاحب کو لاپتہ ہوئے کتنے دن ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے سلیمان سے پوچھا۔

''کیپٹن حمید نے بتایا ہے کہ انہیں لاپتہ ہوئے آج تیسرا دن ہے''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب اور کرنل صاحب کے اغوا سے لگتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کوئی عالمی سازش تیار ہو رہی ہے۔ او کے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب کیا کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل بھی دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آئی تو وہ ایک مرتبہ پھر سرسلطان کے ڈائریکٹ نمبرز پریس کرنے لگا۔

''لیں۔ سلطان اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

بلیک زیرو کی آواز سن کر دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی اور پھر سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں طاہر بیٹے۔ خیریت تو ہے۔ تم نے اتنی جلدی پھر کال کی ہے''...... سرسلطان نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ مجھے ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ کافرستان کے کرنل فریدی صاحب کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کوئی عالمی سازش تیار ہو رہی ہے''...... سرسلطان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی

دی۔

''ان دونوں کے اغوا سے تو یہی محسوس ہوتا ہے سر''...... بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ پھر تم نے کیا سوچا ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے پوچھا۔

''سر۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور دکھائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ اس سازش کا جلد پتا لگنا بہت ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کے دشمن مسلم امہ کو کوئی بڑا نقصان پہنچا دیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی پریشان آواز سنائی دی۔

''سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور ہمارے لئے دعا کریں۔ انشاء اللہ دشمنوں کے عزائم ناکام ہوں گے''...... بلیک زیرو نے سرسلطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ تم جو قدم بھی اٹھاؤ، ساتھ ساتھ مجھے بتاتے رہنا''۔ سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''جی سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ اللہ حافظ''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھنے کے بعد بلیک زیرو سوچنے لگا کہ وہ کیا لائن آف ایکشن اختیار کرے۔ عمران اور جولیا کا کوئی کلیو نہیں مل رہا تھا۔ سوچ سوچ کر اس کا دماغ تھک گیا لیکن کوئی راستہ بھی اسے سجھائی

نہیں دیا۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اسے اس حالت میں بیٹھے نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ کنٹرول روم میں ہلکی سی بیل کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ یہ دانش منزل کی ڈور بیل کی آواز تھی۔ بلیک زیرو نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلی چلائی تو دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ مین گیٹ کے قریب جوزف کھڑا ہوا تھا اور جوزف کے پیچھے اس کی کار بھی کھڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے کی بورڈ کا ایک اور بٹن پریس کیا تو مین گیٹ کھل گیا۔ مین گیٹ کے کھلتے ہی جوزف واپس کار میں بیٹھا اور کار دانش منزل میں داخل ہو گئی۔ جب کار مین گیٹ کراس کر چکی تو مین گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ کار ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر رکی اور جوزف کار سے نیچے اتر آیا۔ جوزف کو کار سے نیچے اترتے دیکھ کر بلیک زیرو نے مائیک اٹھایا اور بٹن پریس کر کے مائیک آن کر دیا۔

''جوزف۔ میں کنٹرول روم میں ہوں۔ تم کنٹرول روم میں ہی آ جاؤ''...... بلیک زیرو نے مائیک پر کہا۔

بلیک زیرو کی آواز سن کر جوزف نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر کنٹرول روم کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ کنٹرول روم میں داخل ہوتے ہی اس نے بلیک زیرو کو سلام کیا۔

''بیٹھو جوزف''...... جوزف کے سلام کا جواب دینے کے بعد

بلیک زیرو نے اس سے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''طاہر صاحب۔ باس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا''۔ جوزف نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

نہیں۔ ابھی ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا''۔ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''طاہر صاحب۔ مسٹر تنویر دو دون پہلے باس کی گاڑی رانا ہاؤس چھوڑ گیا تھا لیکن اس نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ باس لاپتہ ہو گیا ہے۔ آج تم نے بتایا تو میں نے باس کی کار کی تلاشی لی اور تلاشی کے دوران یہ دونوں موبائل فون سیٹ ملے ہیں''...... جوزف نے دو موبائل فون سیٹ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے دونوں سیٹ لے لئے۔ ایک سیٹ تو ان کے ذاتی سسٹم کا تھا جو اس وقت آف تھا جبکہ دوسرا سیٹ عام کنکشن کا تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران مخصوص سیٹوں کے علاوہ عام موبائل فون کنکشن بھی استعمال کرتے تھے اور یہ عام موبائل فون وہ روزمرہ زندگی کی عام باتوں کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ایسی باتیں جن کا تعلق ان کی پروفیشنل لائف سے نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے وہ دوسرا موبائل فون بھی کئی بار عمران کے پاس دیکھا تھا۔ اس موبائل فون میں ٹو جی بی کا میموری کارڈ استعمال ہوتا تھا جس میں کئی گھنٹوں کی آڈیو یا ویڈیو ریکارڈ ہو سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے اس موبائل فون کو بھی دیکھا۔ یہ بھی اس وقت

آف تھا۔ بلیک زیرو نے میز کی دراز میں سے ایک چارجر نکالا کیونکہ اس کا اندازہ تھا کہ موبائل فون بیٹری چارجنگ ختم ہونے کی وجہ سے آف ہے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا کیونکہ چارجنگ پر لگنے کے چند لمحوں بعد وہ آن ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو انتظار کرنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے موبائل فون اٹھایا لیکن اس نے چارجنگ پلگ سوئچ میں لگا ہی رہنے دیا کیونکہ ابھی بیٹری مکمل چارج نہیں ہوئی تھی۔ موبائل اٹھا کر وہ اس کی میموری چیک کرنے لگا پھر آڈیو ریکارڈنگ میں دو دن پہلے کی تاریخ اور وقت دیکھ کر اس کے چہرے پر چمک آ گئی کیونکہ ریکارڈنگ رات کے وقت کی گئی تھی۔ اس کے دل میں خیال سا ابھرا کہ اسے اہم بات معلوم ہونے والی ہے۔ اس نے فائل کو اوپن کیا۔ فائل کے اوپن ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی جو کہ ایک گیت گنگنا رہا تھا پھر چند لمحوں بعد عمران کی آواز بند ہوئی اور کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اس کے بعد کچھ دیر تک کار چلنے کی آواز آتی رہی۔

''تھریسیا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے''۔ اچانک ایک آواز ابھری اور بلیک زیرو اچھل پڑا۔ یہ سو فیصد سنگ ہی آواز کی تھی اور بلیک زیرو اس آواز کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

''عمران کا کوئی ساتھی ہو گا۔ شہر سے باہر چلو۔ اسے دیکھ لیتے ہیں''...... دوسری نسوانی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو اس آواز کو بھی پہچانتا تھا۔ یہ تھریسیا کی آواز تھی اور سنگ ہی نے نام بھی تھریسیا کا

لیا تھا۔

''ہاں۔ ہم راباہ جنگل کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ وہ علاقہ ویران بھی ہے اور ہمارا فے گراز بھی تو وہیں ہے''۔ سنگ ہی کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''عمران کا جو بھی ساتھی ہوا۔ ہم اسے بھی اپنے ساتھ لئے چلیں گے''...... تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

''ہوں۔ تمہاری تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے سپر باس ناراض بھی ہو سکتا ہے کہ ہم عمران کے علاوہ کسی اور کو سلور سٹی میں کیوں لے آئے''...... سنگ ہی کی آواز سنائی دی۔

''سپر باس ایسی معمولی باتوں پر ناراض نہیں ہوتا اور اگر ناراض ہوا تو ہم عمران کے ساتھی کو فوری طور پر ہلاک کر دیں گے''۔ تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ اب تم ہوشیار ہو جاؤ۔ راباہ جنگل قریب آ رہا ہے اور ہم نے جنگل سے ایک کلومیٹر پہلے رکنا ہے''...... سنگ ہی کی آواز سنائی دی اور پھر موبائل فون پر صرف کار چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس کے چند لمحوں بعد بریک چیخنے کی بھی آواز سنائی دی اور اس کے بعد فائل اینڈ ہو گئی۔

''طاہر صاحب۔ باس کو سنگ ہی اور تھریسیا اغوا کر کے لے گئے ہیں''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا۔

''ہاں۔ اس موبائل فون ریکارڈنگ سے تو ہمیں یہی معلوم ہوا

ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر صاحب۔ باس کے ساتھ اور کون اغوا ہوا ہے''۔ جوزف نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''عمران صاحب کے ساتھ جولیا بھی اغوا ہوئی ہے''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''اوہ۔ مسی۔ میں سنگ ہی اور تھریسیا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا''۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم فی الحال رانا ہاؤس واپس جاؤ۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ سلور سٹی کہاں ہے۔ اس کے بعد ہمیں عمران صاحب اور جولیا کی تلاش میں جانا پڑے گا''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''جی۔ بہت بہتر طاہر صاحب۔ میں رانا ہاؤس پہنچتے ہی آپ کے فون کا انتظار شروع کر دوں گا''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کنٹرول روم سے باہر چلا گیا۔ بلیک زیرو اسے کمپیوٹر کی سکرین پر دیکھنے لگا۔ جب جوزف کی کار دانش منزل سے باہر چلی گئی تو بلیک زیرو نے اٹھ کر الماری کھولی اور اس میں سے دنیا کا تفصیلی نقشہ نکالا لیکن نقشے میں اسے کہیں بھی سلور سٹی نظر نہ آیا۔ اس کے بعد اس نے کمپیوٹر پر سٹی ڈکشنری اوپن کی اور سرچ میں جا کر سلور سٹی کا نام دیکھا لیکن اس نام کا کوئی بھی شہر سٹی ڈکشنری میں موجود نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی انٹرنیٹ آن کیا

اور اس پر سرچ کرنے لگا لیکن سلور سٹی کے نام سے کوئی بھی شہر، قصبہ، گاؤں، ملک سامنے نہ آیا۔ بلیک زیرو نے مایوس ہو کر انٹرنیٹ ڈس کنیکٹ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے میز کی دراز کھول کر عمران کی ڈائری نکال لی۔ اس ڈائری میں عمران نے دنیا بھر کے فون نمبرز اور اداروں کے نام و پتے لکھے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو بھی اس ڈائری کو وقتاً فوقتاً دیکھتا رہتا تھا۔ اب بھی اس نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس کی نظر ایک صفحے پر رک گئی۔ اس صفحے کو غور سے دیکھنے کے بعد بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اس صفحے پر لکھا ہوا ٹیلی فون نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ ورلڈ انفارمیشن آرگنائزیشن آفس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''مس۔ میرا نام احسان ہے اور میں ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ مجھے ایک شہر کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ کیا مجھے معلومات مل جائیں گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہمارا کام معلومات فراہم کرنا ہی ہے۔ ہماری فیس ادا کر دیں۔ ہم آپ کو آپ کی مطلوبہ معلومات فراہم کر دیں گے''۔ دوسری طرف سے کاروباری لہجے میں کہا گیا۔

''تھینک یو۔ آپ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام و برانچ بتا دیں۔ آدھ گھنٹے میں آپ کی فیس آپ کے اکاؤنٹ میں جمع ہو

جائے گی''...... بلیک زیرو نے کہا تو ورلڈ انفارمیشن آرگنائزیشن کی فون آپریٹر نے اپنا فون نمبر، بینک کا نام اور برانچ کے بارے میں بتا دیا۔

''مس۔ مجھے کتنی فیس جمع کرانی ہو گی''...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''صرف ایک ہزار ڈالر لیکن پاکیشیا سے ایکریمیا میں آپ نے صرف آدھ گھنٹے میں یہ رقم ٹرانسفر کرائی تو اتنا ہی آپ کا خرچہ ہو جانا ہے''...... فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''میں ایکریمیا میں اپنے ایک عزیز کو فون کر رہا ہوں۔ میرے نام سے وہ آپ کے اکاؤنٹ میں یہ رقم جمع کرا دے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے۔ جب آپ کی رقم ہمارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے تو آپ ہمیں فون کر لیجئے گا''...... دوسری طرف سے لڑکی کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد ٹون آنے پر اس نے ایکریمیا میں اپنے فارن ایجنٹ کو ایک ہزار ڈالر بینک میں جمع کرانے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی اس نے بینک اور برانچ کا نام بھی بتا دیا۔ ایجنٹ نے اسے بتایا کہ وہ صرف دس منٹ میں یہ رقم ورلڈ انفارمیشن آرگنائزیشن کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دے گا۔ اس لئے بیس منٹ گزرنے کے بعد بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ورلڈ انفارمیشن آرگنائزیشن کے نمبرز

پریس کرنے لگا۔

''مس۔ میں پاکیشیا سے احسان بول رہا ہوں۔ آپ کی فیس آپ کے اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جی ہاں۔ اب بتایئے۔ آپ کو کس شہر کے بارے میں معلومات چاہئیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مجھے سلور سٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے سر۔ آپ لائن پر رہیں۔ میں چیک کر کے بتاتی ہوں''۔ دوسری طرف سے لڑکی نے کہا۔ اس کے بعد رسیور پر خوبصورت میوزک کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... نصف منٹ بعد لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''جی ہاں۔ فرمایئے۔ میں سن رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے لڑکی سے کہا۔

''سر۔ سلور سٹی نام کا کوئی بھی شہر دنیا کے کسی بھی ملک میں موجود نہیں ہے''...... لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے اس شہر کا نام معلوم ہوا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''سر۔ آپ کو غلط معلوم ہوا ہے۔ ہماری معلومات کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ ہم حتمی بات کرتے ہیں اور اپنے معزز گاہکوں سے جھوٹ

نہیں بولتے۔ اس کے باوجود اگر آپ سمجھیں کہ ہم نے آپ سے جھوٹ بولا ہے تو آپ ہم پر لاکھوں ڈالرز ہرجانے کا دعویٰ کر سکتے ہیں''...... لڑکی کی پراعتماد آواز سنائی دی۔

''آپ نے مجھ سے ایک ہزار ڈالر فیس بھی وصول کر لی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے لئے ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ آپ کے جس عزیز نے ہمارے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرائی ہے وہ ہمارے آفس میں آ کر یہ رقم واپس حاصل کر سکتے ہیں''...... لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ تھینک یو''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔

ایک اہم کلیو ملنے کے باوجود بھی وہ ابھی تک اندھیرے میں تھا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ممبران کی میٹنگ بلانے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ کر کے اس نے صفدر کے فلیٹ کے نمبرز پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی تو بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تمام ممبران کو ہدایت کر دو کہ وہ فوری طور پر دانش منزل کے

میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں''...... بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر کی بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

دس منٹ بعد ہی ممبران کی آمد شروع ہوگئی اور بارہ منٹ کے اندر اندر صفدر، تنویر، نعمانی، خاور، چوہان اور صدیقی میٹنگ ہال میں پہنچ گئے۔ ان سب کے پہنچتے ہی بلیک زیرو نے مائیک اٹھایا اور مائیک کا بٹن پریس کر کے مائیک آن کر دیا۔

''ممبران۔ آج روایت سے ہٹ کر میٹنگ کال کی گئی ہے۔ عموماً کسی کیس کے اختتام پر میٹنگ کال کی جاتی ہے اور کیس کی تفصیلات بتائی جاتی ہیں لیکن اس مرتبہ کیس سے پہلے ہی میٹنگ بلا لی گئی ہے''...... بلیک زیرو نے اتنا کہا اور پھر سانس لینے کے لئے رکا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عام انسانوں کا ایک ادارہ ہے''۔ بلیک زیرو نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔''لیکن اس کے ممبران کی کارکردگی اس قدر اعلیٰ ہے کہ مسلسل کئی سال سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی بھی مشن میں ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور شاید ان کامیابیوں کی وجہ سے ہمارے کسی ممبر کے دل میں یا سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کی وجہ سے میرے ہی دل میں کسی بھی لمحے تکبر ابھرا ہو اور اس کی سزا ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ دی ہے کہ ہماری ایک ممبر اغوا ہوگئی اور ہم دنیا بھر میں سرتوڑ کوشش کے باوجود اسے تلاش نہیں کر سکے۔ ہماری ممبر جولیا کے ساتھ ساتھ عمران جو کہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر تو نہیں ہے لیکن ملک اور سیکرٹ سروس کے لئے اس کی خدمات بہت زیادہ ہیں اور وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ بھی سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی لاپتہ ہے۔ آج کی میٹنگ میں نے اس لئے بلائی ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، استغفار کریں کہ اگر ہم میں سے کسی کے دل میں تکبر پیدا ہوا ہو تو اللہ ہمیں بخش دے''...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اتنا بولنے کے بعد ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''چیف۔ ہم شرمندہ ہیں کہ ہم ابھی تک عمران صاحب اور مس جولیا کو تلاش نہیں کر سکے''...... بلیک زیرو کے خاموش ہونے پر صفدر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس میں تم لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ عمران اور جولیا کو زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے اور یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے کہ زیرو لینڈ دنیا کے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کی اس بات پر ممبران کے چہروں پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

''چیف۔ کیا سنگ ہی اور تھریسیا، عمران صاحب اور مس جولیا کو زیرو لینڈ لے گئے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''وہ انہیں سلور سٹی لے گئے ہیں اور میں نے سلور سٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ ابھی تک مجھے سلور سٹی کے بارے میں معلومات حاصل نہیں

ہو سکیں''۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ ناکامی ایکسٹو کے لئے ایک انجان لفظ ہے۔ ایکسٹو ایک ایسا عہدہ ہے جسے کبھی ناکام نہیں ہونا لیکن یہ وجہ ممبران کے لئے غرور کی وجہ بھی بن سکتی تھی لہذا ان کا ہر کام اور ان کی ہر کامیابی اللہ کی طرف سے ہے اور اگر اللہ چاہے تو انہیں ناکامی سے دوچار بھی کر سکتا ہے۔

''چیف۔ سلور سٹی زیرو لینڈ کا ہی کوئی شہر ہو سکتا ہے''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سلور سٹی لازماً زیرو لینڈ کا ہی شہر ہے اور زیرو لینڈ ہے کہاں۔ یہ ہمیں تلاش کرنا ہے اور ہم اس وقت تک اپنی تلاش میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ اللہ ہماری مدد نہ کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چیف۔ ہم نے ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے جدوجہد کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہماری نصرت فرمائی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ اب بھی ہماری مدد کرے گا''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ یقین مجھے بھی ہے اور اب آپ لوگوں نے اسی یقین کے ساتھ آگے بڑھنا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر خاموش ہو کر ان سب کو دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا۔

''آپ کے لئے یہ خبر بھی نئی ہو گی کہ کافرستان کے کرنل فریدی

اور مس روزا بھی اغوا ہو چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو ممبران کے چہروں پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

''چیف۔ کیا انہیں بھی زیرو لینڈ والوں نے ہی اغوا کیا ہے''۔ صفدر نے ایک بار پھر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران اور جولیا کے سلسلے میں تو مجھے شواہد مل چکے ہیں کہ انہیں سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے لیکن کرنل فریدی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تم سلیمان سے مل کر کیپٹن حمید سے بات کر سکتے ہو اور کرنل فریدی کے متعلق پوچھ سکتے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چیف۔ عمران صاحب اور مس جولیا کی تلاش کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''میں بہت جلد انفارمیشن حاصل کر لوں گا اور پھر اس کے مطابق ٹیم کو بھیجوں گا۔ اب تم واپس اپنے اپنے فلیٹ پر جا سکتے ہو لیکن تم نے میری کال کا انتظار کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مائیک بھی آف کر دیا۔

مائیک آف کرنے کے بعد وہ ممبران کو کمپیوٹر سکرین پر دیکھنے لگا۔ دو منٹ کے اندر اندر تمام ممبران دانش منزل سے باہر چلے گئے۔ جب وہ سب لوگ جا چکے تو بلیک زیرو نے ایک بار پھر ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے

سر سلطان کے ڈائریکٹ نمبرز پریس کئے۔

''یس۔ سلطان سپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہاں طاہر بیٹے۔ خیریت''...... ایک دو سیکنڈ کے بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ عمران صاحب اور جولیا کو اغوا کرنے والے زیرو لینڈ کے ایجنٹ سنگ ہی اور تھریسیا ہیں''۔ بلیک زیرو نے اس مرتبہ اپنی اصل آواز میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو کی آواز سنتے ہی سر سلطان نے اپنا ڈائریکٹ نمبر بھی محفوظ کر لیا تھا۔

''اوہ۔ طاہر بیٹے۔ وہ تو بہت ہی خطرناک مجرم ہیں۔ سنگ ہی اگر گرفتار ہو جاتا ہے تو شوگران اسے پھانسی دینے میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں کرے گا۔ وہ تو شوگران کی حکومت کے لئے بھی بہت بڑا خطرہ ہے''...... سر سلطان کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔ سنگ ہی کا نام سن کر وہ بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے۔

''سر۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ان کا مقصد عمران صاحب اور جولیا کو نقصان پہنچانا نہیں تھا اس لئے وہ انہیں اغوا کر کے لے گئے ہیں اور ہم بہت جلد انہیں تلاش کر لیں گے''...... بلیک زیرو نے سر سلطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن سنگ ہی کا نام ایسا تھا کہ سر سلطان مطمئن نہیں ہوئے تھے۔

''طاہر بیٹے۔ کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ عمران اور جولیا کو کہاں لے گئے ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''نہیں۔ جیسے ہی یہ معلوم ہو گا ہم فوراً ان کی تلاش میں روانہ ہو جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے طاہر بیٹے''...... سر سلطان نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ اسی طرح دعا کرتے رہیں۔ اللہ حافظ''۔ بلیک زیرو نے کہا اور جب دوسری طرف سے سر سلطان نے بھی اللہ حافظ کہہ دیا تو اس نے رسیور رکھ دیا۔

گلی میں گولی چلنے کی آواز سنائی دی تو روشی چونک پڑی۔ اس وقت رات کے دس بجے کا عمل تھا اور روشی کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کر رہی تھی۔ رات کی چہل قدمی اس کی روٹین میں شامل تھی۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی ایک چیخ ابھری تھی اور ساتھ ہی دوڑتے قدموں کی آواز بھی سنائی دی۔ چند ہی لمحوں بعد اس نے ایک کالے آدمی کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ اندھا دھند بھاگا چلا آ رہا تھا۔

جیسے ہی وہ روشی کے قریب پہنچا اس نے خونی نظروں سے روشی کو دیکھا اور دوڑتے ہوئے اس نے ریوالور کا رخ روشی کی طرف کر دیا۔ روشی نے جان بوجھ کر چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا کر لئے اور پھر چیخ کر زمین پر گر گئی۔ کالا آدمی اس پر فائر کئے بغیر دوڑتا ہوا دور چلا گیا۔ روشی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

یہ ایکریمیا تھا اور ایسے واقعات یہاں کی روٹین میں شامل تھے۔ کالے اور گورے کا تعصب یہاں بہت زیادہ تھا اور ویران جگہ دیکھتے ہی کالے آدمی گورے آدمی کو روک لیتے تھے۔

''غاصب گورے۔ ہماری دولت جو تمہارے پاس ہے اس میں سے ہمارا حصہ دو'' ...... کالے آدمی گورے آدمی سے مطالبہ کرتے تھے اور گورے آدمی کو کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا تھا۔ مزاحمت پر یا جیب سے کچھ برآمد نہ ہونے پر کالا آدمی، گورے آدمی کو چاقو، خنجر یا گولی بھی مار دیتا تھا۔

کھڑے ہونے کے بعد روشی بجلی کی سی تیزی آگے بڑھی۔ اس کا مقصد تھا کہ کالا آدمی جسے گولی مار کر بھاگا ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کی مدد کر سکے۔ ایک دو سیکنڈ بعد ہی اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو زمین پر گرا ہوا تھا اور اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ روشی نے فوراً ہی اس آدمی کو سیدھا کیا اور پھر اس کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑی کیونکہ وہ پروفیسر جیفرے تھا۔ جو اس کا استاد بھی تھا۔ گولی اس کے پیٹ میں لگی تھی اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ روشی نے جلدی سے سیل فون نکالا اور ریسکیو ایمبولینس کو فون کیا۔ تقریباً تین منٹ بعد ہی ایمبولینس وہاں پہنچ گئی۔ ایمبولینس کے عملے نے فوراً ہی پروفیسر جیفرے کو اٹھا کر ایمبولینس میں لٹا دیا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد ایمبولینس ہسپتال پہنچ گئی اور پروفیسر جیفرے کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا جہاں تقریباً آدھا گھنٹہ لگا اور ڈاکٹرز نے اس کا

آپریشن کر کے گولی نکال دی اور وہ خطرے سے باہر نکل آیا۔

آپریشن کے بعد اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا۔

''مس۔ زخمی سے آپ کا کیا رشتہ ہے'' ...... ڈاکٹر نے روشی سے پوچھا۔

''میرا نام جینٹ ہے۔ یہ پروفیسر جیفرے ہیں۔ میں ان کی شاگرد رہی ہوں۔ میں ایک گلی سے گزر رہی تھی کہ میں نے انہیں زخمی دیکھا اور پھر میں نے ریسکیو ایمبولینس کو فون کیا'' ...... روشی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ پروفیسر ہیں۔ تھینک گاڈ۔ ان کی جان بچ گئی''۔ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ ارضیات کے استاد ہیں اور اپنے مضمون میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں اور ان کے سٹوڈنٹس انہیں بہت پسند کرتے ہیں''۔ روشی نے ڈاکٹر سے کہا۔

''او کے۔ ہم پولیس کو رپورٹ کر رہے ہیں۔ آپ پولیس کو اپنا بیان ریکارڈ کرا دیجئے گا'' ...... ڈاکٹر نے کہا۔

''او کے ڈاکٹر۔ پروفیسر صاحب میرے استاد ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے تک میں ان کے ساتھ رہوں گی'' ...... روشی نے ڈاکٹر سے کہا۔

''ویری فائن۔ ہمارے معاشرے میں تو ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں'' ...... ڈاکٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''کم ہی سہی بہرحال مل تو جاتی ہیں نا''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اپنے کمرے سے باہر چلا گیا۔

کچھ دیر بعد پولیس بھی آ گئی۔ روشی نے پولیس کو بھی بیان ریکارڈ کرا دیا اور پولیس واپس چلی گئی۔ آپریشن سے دو گھنٹے بعد پروفیسر جیفرے کو ہوش آ گیا۔

''سر۔ اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں''...... روشی نے نرم لہجے میں پروفیسر جیفرے سے پوچھا۔

پروفیسر جیفرے چند لمحوں تک روشی کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شناسائی پیدا ہوئی۔

''تم تو میری سٹوڈنٹ رہی ہو''...... پروفیسر جیفرے نے روشی سے کہا۔

''یس سر۔ یونیورسٹی میں آپ دو سال تک میرے استاد رہے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''ہاں۔ قابل شاگرد استاد کو یاد رہ جاتے ہیں۔ تم بھی بہت ہی قابل تھیں۔ تم نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا''...... پروفیسر جیفرے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری تمام قابلیت میرے اساتذہ کی محنت سے تھی سر ورنہ میں تو کچھ نہیں تھی''...... روشی نے کہا۔

''زمانۂ طالب علمی میں بھی تم سعادت مند بچی تھیں اور آج بھی ویسی ہی ہو۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ میں ہسپتال تک کیسے پہنچا اور کیا تم اس ہسپتال میں ملازم ہو''...... پروفیسر جیفرے نے کہا۔

''نہیں سر۔ میں ہسپتال کی ملازم نہیں ہوں۔ میں گلی سے گزر رہی تھی کہ میں نے فائر کی آواز سنی اور پھر میں نے ایک کالے آدمی کو گلی میں بھاگتے دیکھا۔ میں اگر خوفزدہ ہو کر گلی میں گر نہ پڑتی تو شاید وہ کالا آدمی مجھے بھی گولی مار دیتا۔ جب کالا آدمی بھاگ گیا تو میں اٹھ کر آگے بڑھی اور پھر میری نظر آپ پر پڑی۔ میرا ارادہ یہی تھا کہ میں ریسکیو ایمبولینس کو فون کر کے زخمی کے بارے میں بتاؤں لیکن جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں آپ کے ساتھ ہی آ گئی''...... روشی نے کہا۔

''تھینک یو۔ مائی ڈاٹر۔ تم نے نہ صرف میری جان بچائی بلکہ میری خاطر یہاں ہسپتال بھی آ گئیں''...... پروفیسر جیفرے نے روشی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ نے مجھے علم جیسی دولت سے سرفراز کیا۔ اتنا تو میرا فرض بنتا تھا کہ میں آپ کی خدمت کرتی''...... روشی نے پروفیسر جیفرے سے کہا تو وہ جذباتی ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

''ایک استاد کے لئے اس سے بڑھ کر اور خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے شاگرد اس کی اتنی عزت کریں''...... پروفیسر

جیفرے نے جذباتی لہجے میں کہا۔ روشی نے اس کی بات کا کو
جواب نہ دیا۔

''سر۔ ہمارے ملک میں گورے اور کالے کا تعصب تو بہت زیادہ ہو گیا ہے''...... روشی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پروفیسر جیفرے سے کہا تو اس نے انکار کی صورت میں سر ہلایا۔

''نہیں مائی ڈاٹر۔ یہ تعصب کی واردات نہیں تھی''...... پروفیسر جیفرے نے کہا۔

''یہ تعصّبانہ واردات نہیں تھی پھر اس کالے آدمی سے آپ کی کیا دشمنی تھی''...... روشی نے حیرت سے کہا۔ روشی کی بات سن کر پروفیسر جیفرے سوچ میں ڈوب گیا۔

''سر۔ کیا کوئی اہم معاملہ ہے''...... روشی نے پروفیسر جیفرے کو سوچ میں گم دیکھا تو پوچھا۔

''ہاں۔ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور سوچ رہا ہوں کہ تمہیں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو میرے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی بھی خطرے سے دوچار ہو جائے گی''...... پروفیسر جیفرے نے کہا۔

''سر۔ آپ ضرور بتائیں۔ میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں جو کسی سے ڈر جاؤں''...... روشی نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم کمزور لڑکی نہیں ہو لیکن یہ معاملہ بہت ہائی لیول کا ہے۔ اس قدر ہائی لیول کا کہ سپر پاورز ممالک کی حکومتیں بھی اس

معاملے میں مداخلت سے خوف کھائیں گی''...... پروفیسر جیفرے نے کہا۔

''سر۔ اب تو مجھے ضرور بتائیں اور یقین رکھیں کہ میں یہ باتیں خود تک محدود رکھوں گی اور کسی کو بھی محسوس نہیں ہونے دوں گی کہ مجھے آپ نے کچھ بتایا ہے''...... روشی نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر ان خطرناک لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ تمہیں میں نے ان کی باتیں بتائی ہیں تو پھر شاید تم محفوظ رہ سکتی ہو۔ دوسری صورت میں تمہارا زندہ رہنا ممکن ہی نہیں ہو گا''...... پروفیسر جیفرے نے کہا۔

''پلیز سر۔ مجھے ضرور بتائیں''...... روشی نے کہا تو پروفیسر جیفرے ایک بار پھر سوچ میں پڑ گیا۔

''وہ بہت ہی خطرناک، باوسائل اور سائنسی ترقی میں بہت ایڈوانس لوگ ہیں۔ ان کا ارادہ پوری دنیا پر حکومت کرنے کا ہے اور کہیں خلاؤں میں انہوں نے اپنی دنیا بسائی ہوئی ہے''۔ پروفیسر جیفرے نے اتنا کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اس کی بات سن کر روشی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''آپ زیرو لینڈ کی بات کر رہے ہیں''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر جیفرے بری طرح چونک پڑا اور اس نے حیرت زدہ نظروں سے روشی کو دیکھا۔

''تت۔ تم ان کے بارے میں کیسے جانتی ہو''...... پروفیسر

جیفرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ اس سوال کو رہنے دیں اور ان کے بارے میں تفصیل سے بتائیں اور ساتھ ہی مطمئن بھی رہیں۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا''...... روشی نے انتہائی سنجیدہ اور بااعتماد لہجے میں کہا۔ پروفیسر جیفرے کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر اس نے طویل سانس لیا۔

''او کے۔ بتا تو میں تمہیں پہلے ہی رہا تھا اور اب بھی بتا رہا ہوں لیکن اب زیادہ تفصیل سے بتاؤں گا اور تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا جبکہ پہلے میں تم سے کچھ باتیں چھپا بھی جاتا''۔ پروفیسر جیفرے نے روشی سے کہا تو اس نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے اثبات میں سر ہلایا۔

''یہ زیرو لینڈ والے باصلاحیت لوگوں کو بہت زیادہ دولت دے کر اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور مجھے اعتراف ہے کہ انہوں نے مجھے بھی خرید لیا تھا اور یہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے''...... پروفیسر جیفرے نے کہا تو روشی بری طرح چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ زیرو لینڈ گئے تھے''...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بلکہ زیرو لینڈ نے برازیل کے جنگلات سے آگے اپنا ایک شہر بنایا ہے جسے وہ سلور سٹی کہتے ہیں۔ میں اس سلور سٹی لے جایا گیا تھا اور وہاں کی زمین پر تحقیق کر رہا تھا۔ سلور سٹی ایک

خوبصورت اور سائنسی شہر ہے۔ اس میں کئی لیبارٹریاں ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ جب وہ دنیا پر اپنا تسلط قائم کر لیں گے تو پھر سلور سٹی میں بیٹھ کر وہ پوری دنیا کو کنٹرول کریں گے اور اس مقصد کے لئے ان کے سائنس دان دن رات محنت کر رہے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ آئندہ چند برسوں میں وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ ایک ہی وقت میں وہ دنیا کے تمام ممالک پر قبضہ کر لیں گے اور اس مقصد کے لئے انہیں دنیا کے لاکھوں لوگوں کا خون بھی بہانا پڑا تو وہ بہائیں گے''۔ پروفیسر جیفرے نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

اتنی طویل گفتگو کرنے سے وہ تھک گیا تھا اور اس کا سانس بھی پھول گیا تھا۔ روشی خاموش رہی اور پروفیسر جیفرے کا سانس بحال ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ طویل سانس لیتے ہوئے پروفیسر جیفرے نے اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔ چند منٹ اسی طرح گزر گئے۔ پروفیسر جیفرے کا سانس پھولنا بند ہو گیا اور وہ نارمل ہو گیا۔ روشی انتظار کرتی رہی کہ وہ آنکھیں کھولے اور اسے مزید تفصیلات بتائے لیکن لگتا تھا کہ پروفیسر جیفرے کو نیند آ گئی ہے۔ روشی نے پروفیسر جیفرے کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو وہ بری طرح چونک پڑی۔ اس نے فوراً ہی اس کی نبض چیک کی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گئی کیونکہ پروفیسر جیفرے کی نبض رک چکی تھی۔ روشی دروازے کی طرف بڑھی تا کہ ڈاکٹر کو بلا سکے لیکن پھر ایک خیال کے تحت وہ رک گئی۔ اس نے پروفیسر جیفرے کی جیبوں کی تلاشی لی۔ ایک

جیب سے اسے ہاتھ کا بنا ہوا ایک نقشہ مل گیا۔ نقشے پر برازیل لکھا ہوا تھا۔ اس نے نقشے والا کاغذ اپنی جیب میں منتقل کیا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ کر ڈاکٹر کے آفس کی طرف دوڑی۔

ہسپتال کی رسمی کارروائیوں سے فارغ ہونے میں اسے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اس دوران اس نے یونیورسٹی کو بھی اطلاع دی اور یونیورسٹی نے پروفیسر کے بیٹے کو اطلاع دی۔ اس کا بیٹا ہسپتال پہنچ گیا اور اس نے اپنے باپ کی لاش وصول کی۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر وہ اپنے فلیٹ پر پہنچی تو صبح ہونے والی تھی۔

ایکریمیا میں اگر اس وقت صبح ہو رہی تھی تو اس کا مطلب تھا کہ پاکیشیا میں شام کا وقت تھا۔ روشی کے خیال کے مطابق اسے پروفیسر جیفرے سے جو باتیں معلوم ہوئی تھیں وہ عمران کے لئے اہم بھی تھیں اور دلچسپ بھی، اس لئے اس نے سوچا کہ سب سے پہلے اسے یہ باتیں عمران کو بتانی چاہئیں۔ یہ سوچ کر اس نے اپنا مخصوص سیل فون سیٹ اٹھایا۔ یہ سیل فون سیٹ اسے عمران نے ہی دیا تھا اور بتایا تھا کہ اس کا سسٹم اس کا اپنا تیار کردہ ہے جو کہ انتہائی محفوظ ہے۔ اس نے عمران کے بھی سیل فون نمبرز پریس کئے لیکن جلد ہی کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی جس کے مطابق اس کا مطلوبہ نمبر آف تھا۔ اس کے بعد اس نے عمران کے فلیٹ کا نمبر ملایا تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس۔ آغا علی سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف آل ورلڈ

کک ایسوسی ایشن''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو روشی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ کیا آپ کے شاگرد ناخلف عمران سے بات ہو سکتی ہے''...... روشی نے لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ آپ جیسی ذہین اور اہل زبان خواتین کی وجہ سے ہی اس کائنات میں رنگ بکھرے ہوئے ہیں اور یہ شعر یقیناً آپ جیسی خواتین کے لئے ہی کہا گیا ہے کہ وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ''...... دوسری طرف سے سلیمان کی خوشی سے معمور آواز سنائی دی۔

''جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ میں ابھی تک میڈم نہیں ہوئی۔ مس ہی ہوں''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری مس۔ میں نے آپ کو میڈم کہہ دیا لیکن اگر آپ مس سے میڈم بننا چاہیں تو اس سلسلے میں آپ میری خدمات حاصل کر سکتی ہیں''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ کس قسم کی خدمات''...... روشی نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''آپ مس ہیں اور میں بھی ابھی کنوارہ ہوں۔ اگر ہم شادی کر لیں تو بقول شاعر خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”لیکن میں نے سنا ہے کہ میاں بیوی کے لئے یہ مصرعہ دوسری طرح استعمال ہوتا ہے“...... روشی نے کہا۔

”دوسری طرح۔ وہ کیسے مس“...... سلیمان نے اس سے پوچھا۔

”خوب بگڑے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو“...... روشی نے بگڑے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”یہ یقیناً میرے صاحب نے ہی کہا ہو گا۔ انہیں ہی شادی شدہ لوگ اچھے نہیں لگتے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کون بول رہی ہیں“۔ کافی دیر بعد سلیمان کو روشی کا نام پوچھنے کا خیال آیا۔

”سلیمان۔ تم نے ابھی تک میری آواز نہیں پہچانی“...... روشی نے اس مرتبہ ناراض لہجے میں کہا۔

”ارے باپ رے۔ آپ کہیں مس روشی تو نہیں بول رہیں“۔ چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”شکر ہے۔ تم نے میری آواز تو پہچانی۔ اب میں پاکیشیا آ جاؤں تا کہ تم سے نکاح ہو سکے“...... اس مرتبہ روشی نے شوخ لہجے میں کہا۔

”میں۔ میں تو یہ باتیں ویسے ہی کہہ رہا تھا مس روشی۔ آپ تو مارشل آرٹ کی شہزادی ہیں۔ مجھے ایک ہاتھ پڑ گیا تو میرا دم نکل جائے گا“...... سلیمان کی گھبرائی آواز سنائی دی۔

”میں تم سے وعدہ کرتی ہوں بلکہ لکھ کر دیتی ہوں کہ شادی کے بعد تمہیں انگلی تک نہیں لگاؤں گی“...... روشی نے بدستور شوخ لہجے

میں کہا۔

”نہیں مس روشی۔ میری توبہ میرے صاحب کی توبہ“...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”تمہارا صاحب تو اس قسم کی توبہ نہیں کر سکتا۔ کہاں ہے تمہارا صاحب۔ میری بات کراؤ اس سے“...... روشی نے کہا۔

”مس روشی۔ اگر میں نے آپ کو بتا دیا کہ صاحب اس وقت کہاں ہیں تو آپ کا دل ٹوٹ جائے گا اور آپ المیہ گیت گاتی ہوئی ریگستانوں میں نکل جائیں گی اور تاریخ کو ایک اور سسی مل جائے گی“...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میرا دل شیشے کا نہیں ہے جو ٹوٹ جائے گا۔ تم بتاؤ عمران کہاں ہے“...... روشی نے کہا۔

”مس روشی۔ تین دنوں سے صاحب اور مس جولیا لاپتہ ہیں اور سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم انہیں تلاش کر رہی ہے لیکن ابھی تک انہیں تلاش نہیں کیا جا سکا“...... اس مرتبہ سلیمان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ کیسے اغوا ہوئے ہیں یہ دونوں“...... روشی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مس روشی۔ یہ آپ کو طاہر صاحب بہتر بتا سکتے ہیں۔ آپ انہیں فون کر لیں“...... سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں طاہر صاحب کو فون کرتی ہوں“...... روشی

نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

کال کاٹنے کے بعد وہ دانش منزل کے نمبرز پریس کرنے لگی۔ سرسلطان، جوزف، کرنل فریدی، سلیمان کے علاوہ روشی بھی پاکیشیا کے ایکسٹو کی حقیقت سے واقف تھی۔ عمران نے یہ سیٹ اپ روشی کے سامنے ہی بنایا تھا اور چونکہ روشی مستقل طور پر ایکریمیا میں رہتی تھی اس لئے عمران نے اس کا ذہن لاکڈ کر دیا تھا۔ ایکسٹو کے سوال پر اس کا شعور اور لاشعور بھی خاموش ہو جاتے تھے اور اس سوال کا جواب کسی طرح بھی نہیں دے سکتے تھے۔ عمران نے روشی پر بہت سے عمل کئے تھے۔

''ایکسٹو''...... چند لمحوں کے بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''میں روشی بول رہی ہوں''...... روشی نے کہا۔

''جی مس روشی۔ خیریت''...... روشی کی آواز سن کر دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

''طاہر صاحب۔ میں نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن سلیمان نے مجھے بتایا ہے کہ عمران اور جولیا تین دنوں سے لاپتہ ہیں''...... روشی نے بھی بلیک زیرو کا نام لیتے ہوئے کہا۔

''سلیمان نے آپ کو ٹھیک بتایا ہے مس روشی۔ عمران صاحب اور جولیا کو سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے اور انہیں سلورسٹی نامی شہر میں لے گئے ہیں لیکن اس نام کا کوئی بھی شہر ٹریس نہیں ہو

رہا''۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو روشی یکدم اچھل پڑی۔

''سلورسٹی''...... اس نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھی کافی بلند ہوگئی تھی۔

''ہاں ہاں مس روشی۔ سلورسٹی۔ کیا آپ جانتی ہیں اس شہر کے بارے میں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی تیز آواز سنائی دی۔

''طاہر صاحب۔ میں خود پاکیشیا آ رہی ہوں۔ اگر مجھے فوری طور پر کوئی فلائٹ نہیں ملتی تو میں چارٹرڈ طیارے سے آ جاتی ہوں۔ مزید باتیں اب پاکیشیا پہنچ کر کروں گی''...... روشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال بھی کاٹ دی۔ اس نے اپنا سیل فون جیب میں رکھا۔ اپنے ضروری کاغدات اور کرنسی چھوٹے سے بیگ میں رکھے او پانچ ہی منٹ بعد وہ اپنے فلیٹ سے نکل رہی تھی۔

ایئر پورٹ پر پہنچ کر اسے پاکیشیا کی فلائٹ تو نہ مل سکی البتہ آدھ گھنٹے بعد گریٹ لینڈ ایک فلائٹ جا رہی تھی اور معلومات حاصل کرنے پر معلوم ہوا کہ جب یہ فلائٹ گریٹ لینڈ پہنچے گی تو اس کے ایک گھنٹے بعد گریٹ ایئر لائن کی ایک فلائٹ پاکیشیا کے لئے روانہ ہوگی۔ اس نے ایکریمین ایئر پورٹ سے ہی گریٹ ایئر لائن میں سیٹ بک کرالی اور پھر ایک طویل اور مسلسل سفر کے بعد وہ پاکیشیا پہنچ گئی۔ ایئر پورٹ سے باہر آ کر اس نے ٹیکسی لی اور

دانش منزل سے تقریباً تین فرلانگ پہلے اس نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی دانش منزل کی طرف چلنے لگی۔ دانش منزل کے مین گیٹ پر پہنچ کر اس نے ڈور بیل بجائی اور پھر گیٹ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اسے کنٹرول روم سے دیکھا جائے گا۔ اسے ڈور بیل بجائے بیس پچیس سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ مین گیٹ کھل گیا اور وہ دانش منزل میں داخل ہو گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگی اور چند لمحوں بعد کنٹرول روم میں داخل ہو گئی۔

وہ عمران کی بہترین دوست تھی اور عمران نے اس کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سیٹ اپ قائم کیا تھا اور روشی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی تھی لیکن وہ سروس کی باقاعدہ ملازم نہیں تھی اس لئے بھی بلیک زیرو اسے ماتحت نہیں سمجھتا تھا بلکہ اس کا احترام کرتا تھا اس لئے جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں داخل ہوئی بلیک زیرو نے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''مس روشی۔ آپ مجھے فون کر دیتیں۔ میں آپ کو ائیر پورٹ پر رسیو کر لیتا''...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے روشی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا۔

''آپ ہمارے چیف ہیں اور چیف بھی ایسے جن کے نام سے دنیا کانپتی ہے۔ میں کیسے آپ کو حکم دیتی کہ آپ ائیر پورٹ پر مجھے رسیو کر لیں''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ تو مجھے شرمندہ کر رہی ہیں مس روشی۔ میں تو ڈمی چیف ہوں۔ اصل چیف تو عمران صاحب ہیں اور انہیں ایکسٹو بنانے میں آپ کا بھی کچھ حصہ ہے''...... بلیک زیرو نے واقعی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اچھا طاہر صاحب۔ ان باتوں کو چھوڑیں اور مجھے عمران اور جولیا کے اغوا کے بارے میں بتائیں''...... روشی نے کہا۔

''میں چائے بنا لاؤں پھر تفصیل سے ڈسکس کرتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔ پھر وہ اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔ چار پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس نے ایک چھوٹی سی ٹرے میں چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔ ایک کپ اس نے روشی کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔ چائے پینے کے دوران ہی اس نے روشی کو عمران اور جولیا کے اغوا کے بارے میں بتا دیا۔ اس کے بعد روشی نے بھی پروفیسر جیفرے کے ملنے اور اس کے ساتھ ہونے والی تمام باتیں بلیک زیرو کو بتا دیں۔

''وہ نقشہ کہاں ہے جو پروفیسر جیفرے کی جیب سے ملا ہے''۔ بلیک زیرو نے روشی سے پوچھا۔ روشی نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کاغذ نکال لیا۔

''کاغذ کے ایک طرف نقشہ بنا ہوا ہے اور دوسری طرف ایک تحریر ہے۔ تحریر میں بتایا گیا ہے کہ سلورسٹی کے ایک سائیڈ پر دنیا کا خطرناک ترین صحرا ہے۔ ایک طرف لامحدود جنگلات ہیں جو ابھی

تک تہذیب سے دور ہیں۔ ان میں جو وحشی قبیلے آباد ہیں وہ آدم خور ہیں۔ تیسری طرف بلند و بالا پہاڑ ہیں اور یہ ایسے پہاڑ ہیں جن پر ابھی تک انسانی قدم نہیں پہنچے اور چوتھی طرف سمندر ہے۔ برازیل سے بھی کہیں آگے ہے۔ کہاں ہے یہ نہیں بتایا۔ یہ ہمیں تلاش کرنا پڑے گا''...... روشی نے نقشہ میز پر رکھنے کے بعد طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نقشے پر جھک گیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ تین چار منٹوں تک نقشہ دیکھنے کے بعد اس نے اٹلس اٹھا کر اسے بھی غور سے دیکھا۔ اس کے بعد اس نے انٹرنیٹ کنیکٹ کیا اور اس میں بھی دنیا کا نقشہ سامنے ملا کر اسے دیکھنے لگا۔

''یہاں سے تو کچھ پتا نہیں چل رہا لیکن انشاء اللہ برازیل پہنچ کر ہم سلورسٹی تلاش کر لیں گے''...... کچھ دیر تک انٹرنیٹ پر مختلف ویب سائٹز وزٹ کرنے کے بعد بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔

''جی ہاں۔ تحریر میں بھی لکھا ہوا ہے کہ سلورسٹی ایسی جگہ بنایا گیا ہے جہاں انسان پہنچ ہی نہیں سکا تھا۔ زیرو لینڈ والوں نے اپنی خصوصی مشینری، آلات اور سیٹلائٹ استعمال کیں اور ان کی نظر میں یہ جگہ آئی اور انہوں نے اسے سلورسٹی کے لئے منتخب کر لیا اور پھر نہ صرف سلورسٹی آباد کیا بلکہ چاروں طرف سے ایسے انتظامات کر دیئے کہ کوئی بھی جاندار چاہے وہ مکھی ہی کیوں نہ ہو اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتی''...... روشی نے بلیک زیرو سے کہا۔

بلیک زیرو نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر اس کاغذ کو پلٹا۔ دوسری طرف واقعی تحریر موجود تھی۔ بلیک زیرو اس تحریر کو پڑھنے لگا۔ تحریر پڑھنے کے بعد بلیک زیرو نے کمپیوٹر کا اسکینر آن کیا۔ اس نے اس کاغذ کے دونوں اطرف کو سکین کیا اور اس کی فائل بنا لی۔ اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ آغا علی سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن اسپیکنگ''...... چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی طاہر صاحب۔ فرمایئے''...... بلیک زیرو کی آواز سن کر سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''زیرو لینڈ والے عمران صاحب اور جولیا کو اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ یہ تو تمہیں معلوم ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جی ہاں طاہر صاحب۔ لیکن وہ لوگ صاحب اور مس جولیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے''...... دوسری طرف سے سلیمان کی بااعتماد آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ ہمیں بھی یقین ہے۔ ابھی مس روشی ایکریمیا سے آئی ہیں۔ اسے سلورسٹی کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہیں اور اس

کے پاس ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ بھی ہے جو کہ سلور سٹی کا ہے۔ میں وہ نقشہ اور معلومات تمہیں عمران صاحب کے فلیٹ کے ای میل ایڈریس پر بھیج رہا ہوں۔ تم یہ کیپٹن حمید کی طرف فارورڈ کر دینا اور اسے فون بھی کر دینا''...... بلیک زیرو نے سلیمان کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''جی۔ بہت بہتر طاہر صاحب''...... دوسری طرف سے سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے کوئی بات کہنی ہے''...... بلیک زیرو نے سلیمان سے پوچھا۔

''جی طاہر صاحب۔ ایک گزارش کرنی ہے''...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

''عمران صاحب اور جولیا کی تلاش میں جب ٹیم جائے گی تو تم ٹیم کے ساتھ جاؤ گے''...... سلیمان کے بتانے سے پہلے ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ سلیمان کیا کہنا چاہتا ہے۔

''شکریہ طاہر صاحب۔ میں نے واقعی یہی گزارش کرنی تھی''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔ سلیمان کی بات سن کر بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور روشی کی طرف دیکھا۔

''طاہر صاحب۔ نقشہ اور معلومات آپ نے کیپٹن حمید کو کیوں بھجوائی ہیں''...... روشی نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''صرف عمران صاحب اور جولیا ہی اغوا نہیں ہوئے بلکہ کرنل

فریدی صاحب اور روزا بھی اغوا ہو چکے ہیں اور انہیں بھی زیرو لینڈ والوں نے ہی اغوا کیا ہے''...... بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔

''اوہ۔ زیرو لینڈ والے بیک وقت ان دو عظیم ایجنٹوں کے خلاف کوئی کام کرنا چاہتے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمیں گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے دیکھا ہے کہ سلیمان کس طرح مطمئن ہے۔ اسی طرح جوزف بھی مطمئن ہے حالانکہ یہ دونوں تربیت یافتہ نہیں ہیں جبکہ ہم باقاعدہ تربیت یافتہ ہیں اس کے باوجود ہم پریشان ہو رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کو ہم سے زیادہ اللہ پر بھروسہ ہے''...... روشی نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا۔

''میں صفدر کو فون کرتا ہوں کہ وہ تمام ممبران کو تیاری کی ہدایت کر دے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر صاحب۔ کیا کرنل فریدی کے ساتھی بھی ہمارے ساتھ جائیں گے''...... روشی نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان کا طریقہ کار اور مزاج ہماری ٹیم سے مختلف ہے۔ انہیں اطلاع بھیجنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر وہ لوگ بھی جانا چاہیں تو چلے جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو روشی نے اثبات میں سر ہلایا۔ بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور صفدر کے نمبر

پریس کرنے لگا۔

''صفدر اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... ایکسٹو کی آواز سن کر صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صفدر۔ سلورسٹی کے بارے میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ برازیل سے آگے زیرو لینڈ والوں کا بنایا ہوا شہر ہے۔ تم تمام ممبران کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو تاکہ میں تمہیں ہدایات دے سکوں''۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر کی بات سنے بغیر کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر اس نے رانا ہاؤس کے نمبرز پریس کر دیئے۔

''یس۔ پرنس آف افریقہ۔ جوزف دی گریٹ اسپیکنگ''۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ تم نے عمران صاحب کی تلاش میں ٹیم کے ساتھ برازیل جانا ہے لہٰذا تیار ہو کر دانش منزل آ جاؤ تاکہ میں تمہیں چند باتیں سمجھا دوں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''او کے طاہر صاحب۔ میں آندھی اور طوفان کی طرح دانش منزل آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

''طاہر صاحب۔ آپ کس کس کو بھیج رہے ہیں''...... روشی نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''ہم سب جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا تو روشی نے چونک کر بلیک زیرو کو دیکھا۔

''آپ بھی ٹیم کے ساتھ جائیں گے''...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں ہوں گا بلکہ آپ سے الگ سفر کروں گا لیکن میں آپ کی باتیں سنوں گا اور آپ پر نظر رکھوں گا''۔ بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔

''طاہر صاحب۔ میں سمجھ گئی''...... روشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں سرسلطان کو بھی تازہ ترین صورت حال بتا دوں''...... بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور سرسلطان کے ڈائریکٹ نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ سلطان اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہاں طاہر بیٹے۔ کیا عمران اور جولیا کا کوئی پتا چلا''...... ایک دو لمحوں کی خاموشی کے بعد سرسلطان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ سلورسٹی کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ یہ برازیل کے جنگلات سے بھی کہیں آگے ہے۔ اب ہم ادھر روانہ ہو رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا۔

''اللہ تمہیں کامیابی عطا کرے بیٹے۔ یہ اطلاع تمہیں کہاں سے ملی ہے''...... سرسلطان نے پوچھا۔

''سر۔ یہ اطلاع مس روشی لائی ہیں''...... بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا۔

''اوہ۔ روشی بیٹی بھی آئی ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جی سر۔ مس روشی کچھ دیر پہلے ہی پاکیشیا پہنچی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ سلورسٹی کے بارے میں جو معلومات تمہیں ملی ہیں وہ کسی طرح کیپٹن حمید کو بھی بھجوا دو تاکہ وہ لوگ بھی کرنل فریدی کی تلاش میں جا سکیں''...... سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں نے سلیمان سے کہہ دیا ہے۔ وہ کیپٹن حمید کو فون کر کے بتا دے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''طاہر بیٹے۔ میری کسی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو''۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''جی ہاں۔ ہمیں آپ کی دعاؤں کی ضرورت رہے گی''۔ بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا۔

''ہم سب کی دعائیں ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہوں گی''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو۔ اللہ حافظ''...... بلیک زیرو نے سرسلطان سے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور بھی رکھ دیا۔

اسے رسیور رکھے ایک ہی منٹ گزرا تھا کہ کنٹرول روم میں بیل کی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو نے ''کی بورڈ'' کے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو کمپیوٹر سکرین پر دانش منزل کے گیٹ کا بیرونی منظر ابھر آیا۔ گیٹ کے قریب ہی جوزف کھڑا ہوا تھا اور اس کے پیچھے اس کی کار تھی۔ بلیک زیرو نے دوسرا بٹن پریس کر کے مین گیٹ کھول دیا۔ جوزف واپس کار میں بیٹھا اور کار اندر آ گئی۔ مخصوص جگہ پہنچ کر جوزف نے کار روکی اور خود نیچے اترا۔ بلیک زیرو نے مائیک اٹھایا اور اسے آن کر منہ کے قریب کر لیا۔

''جوزف۔ تم کنٹرول روم میں آ جاؤ''...... بلیک زیرو نے مائیک پر کہا اور پھر مائیک آف کر کے واپس رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے مائیک رکھا ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں۔ تمام ممبرز میرے فلیٹ پر جمع ہو چکے ہیں''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ میرے فون کا انتظار کرو''...... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس وقت جوزف بھی کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ اس نے بلیک زیرو اور روشی کو سلام کیا۔ روشی کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔

''جوزف۔ بیٹھو''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جوزف۔ عمران صاحب اور جولیا کو زیرو لینڈ کے ایجنٹ سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے اور یہ بات بھی ہمیں موبائل فون کے ریکارڈ سے معلوم ہوئی ہے جو تم عمران صاحب کی کار سے لائے تھے۔ تم یہ باتیں جانتے ہی ہو''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''جی طاہر صاحب۔ باس کو اغوا کر کے انہوں نے بھیانک غلطی کی ہے۔ سنگ ہی کی گردن تو میں اپنے ہاتھوں سے توڑوں گا البتہ تھریسیا چونکہ عورت ہے اس لئے اس کی گردن مسی توڑیں گی''۔ جوزف نے بلیک زیرو سے کہا اور آخر میں اس نے روشی کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگی۔

''میں سمجھ رہا تھا کہ سلورسٹی زیرو لینڈ میں ہے۔ موبائل فون ریکارڈنگ سے ہمیں سنگ ہی اور تھریسیا کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ عمران صاحب اور جولیا کو سلورسٹی لے گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''جی طاہر صاحب۔ آپ نے وہ ریکارڈنگ میرے سامنے ہی

سنی تھی''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا۔

''زیرو لینڈ کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔ اتنا کنفرم ہے کہ زیرو لینڈ زمین پر نہیں ہے۔ کسی دوسرے سیارے یا خلاء میں کہیں ہے۔ آج کی جدید اور ترقی یافتہ دنیا بھی زیرو لینڈ کا پتا نہیں لگا سکی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زیرو لینڈ سائنسی ترقی میں دنیا کے ممالک سے بہت آگے ہے۔ زیرو لینڈ کے سائنس دانوں نے زیرو لینڈ کو دنیا کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے انتظامات کئے ہوئے ہیں اور ان انتظامات کی بدولت وہ زیرو لینڈ کو آج تک خفیہ رکھے ہوئے ہیں۔ دنیا کی سپر طاقتیں زیرو لینڈ کو ٹریس کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں کیونکہ دنیا کے تمام ممالک کو زیرو لینڈ سے خطرہ ہے اور تمام دنیا ان کے مقصد کو سمجھتی ہے۔ ان کا مقصد پوری دنیا پر تسلط قائم کرنا ہے''...... اس مرتبہ روشی نے جوزف سے کہا۔

''مس روشی۔ میں یہ سب باتیں جانتا ہوں''...... جوزف نے روشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مس روشی نے معلومات حاصل کی ہیں کہ سلورسٹی زیرو لینڈ میں نہیں ہے بلکہ یہ برازیل کے جنگلات سے آگے زمین کے کسی حصے پر ہے اور برازیل کے جنگلات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سمندر کی طرح ان کا دوسرا کنارہ بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ یہ افریقہ کے جنگلات سے زیادہ گھنے اور زیادہ خطرناک ہیں''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''یس طاہر صاحب۔ میں جانتا ہوں۔ افریقہ کے جنگلات پراسرار کہلاتے ہیں کیونکہ وہاں وچ ڈاکٹروں کا راج ہے اور وچ ڈاکٹروں کی وجہ سے افریقہ کے جنگلات دنیا میں زیادہ مشہور ہو گئے ہیں ورنہ برازیل کے جنگلات واقعی افریقہ کے جنگلات سے زیادہ پرخطر ہیں''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مس روشی کو یہ معلومات ایک پروفیسر سے ملی ہیں جو سلورسٹی میں رہا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے سلورسٹی کا نقشہ بھی بنایا ہے۔ تم بھی یہ نقشہ دیکھ لو پھر میں اس کا تمہیں ایک پرنٹ دے دیتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا اور پھر اس نے ہاتھ سے بنا ہوا نقشہ جوزف کو دیا۔ جوزف چند لمحوں تک نقشہ دیکھتا رہا پھر اس نے نقشہ واپس بلیک زیرو کی طرف بڑھایا۔

''طاہر صاحب۔ اگر باس کی تلاش میں مجھے آگ کے سمندر میں کودنا پڑا تو میں کود جاؤں گا''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ ہم یہ بات جانتے ہیں۔ تم عمران صاحب کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جوزف۔ تم نے نقشہ دیکھا ہے۔ تمہیں کچھ سمجھ آیا ہے''۔ روشی نے جوزف سے پوچھا۔

''مس روشی۔ تم جانتی ہو کہ جوزف جنگلات کا شہزادہ ہے۔ جنگلات میں کوئی مقام تلاش کرنے کے لئے مجھے کسی نقشے کی

ضرورت نہیں پڑتی۔ مجھے خود جنگل راستہ بتاتا ہے۔ درندے میری رہنمائی کرتے ہیں۔ دلدلیں مجھ سے راز و نیاز کرتی ہیں اور پرندے میرا پیغام لے کر میری منزل کی طرف جاتے ہیں اور منزل خودبخود چل کر میرے قریب آ جاتی ہے کیونکہ میں پرنس آف جنگل جوزف دی گریٹ ہوں''...... جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''پہلے صرف پرنس آف افریقہ تھے۔ اب پرنس آف جنگل ہو گئے ہو''...... روشی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''باس کی صحبت میں جوزف پرنس آف جنگل ہی نہیں پرنس آف ورلڈ بھی بن سکتا ہے اور پرنس ہی نہیں اگر جوزف کو باس کی محبت میں بیگر آف جنگل، بیگر آف سٹی اور بیگر آف ورلڈ بھی بننا پڑے تو جوزف انکار نہیں کرے گا''...... جوزف نے جذبات سے معمور لہجے میں کہا۔

''مس روشی۔ جوزف واقعی پرنس آف جنگل ہے''...... بلیک زیرو نے روشی سے کہا۔

''ہاں۔ کچھ دن پہلے ٹارزن بھی مجھے ملا تھا۔ وہ شکایت کر رہا تھا کہ جوزف نے اس کی سیٹ چھین لی ہے''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ جوزف حیران نظر آنے لگا۔

''نہیں۔ مس روشی۔ میں نے تو ٹارزن سے کوئی سیٹ نہیں چھینی۔ میں تو کبھی ٹارزن نامی شخص سے ملا ہی نہیں۔ یہ کون ہے

اور کہاں رہتا ہے''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بھی جنگلوں کا شہزادہ ہے لیکن یہ ایکریمی جنگلوں کا شہزادہ ہے''...... روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ جھوٹا پرنس ہے مس روشی۔ اس نے تم سے جو میری شکایت کی ہے بالکل غلط کی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ مس روشی تم سے مذاق کر رہی ہیں۔ ٹارزن صرف کتابوں کی حد تک پرنس ہے۔ یعنی فرضی کردار ہے جبکہ تم حقیقی پرنس ہو''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو اس نے شکایتی نظروں سے روشی کو دیکھا۔

''سوری جوزف۔ بس پرنس، پرنس کی تکرار پر میں موڈ میں آ گئی تھی''...... روشی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''نو پرابلم مس روشی۔ باس تو تمہاری بہت عزت کرتا ہے اور جن لوگوں کی باس عزت کرتا ہے ان کے لئے میری جان بھی حاضر ہے''...... جوزف نے روشی کو شرمندہ ہوتے دیکھا تو خلوص سے بولا۔

''تھینک یو جوزف''...... روشی نے جوزف کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

''جوزف۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ برازیل جانا ہے۔ وہاں کے جنگلات سے معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر ان جنگلات کو عبور کرتے ہوئے سلورسٹی پہنچنا ہے۔ عمران صاحب،

مس جولیا، کرنل فریدی صاحب اور روزا کو سلورسٹی سے نکالنا ہے''۔ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''اوکے طاہر صاحب۔ اس مقصد کے لئے اگر مجھے اپنا خون کا آخری قطرہ بھی بہانا پڑا تو میں بہا دوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ سلورسٹی میں داخلے تک تم نے ٹیم کی قیادت کرنی ہے اور جیسے ہی ٹیم سلورسٹی میں داخل ہو گی۔ ٹیم کی قیادت مس روشی سنبھال لیں گی''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ اس نے تو عمران اور عمران کے لئے کسی بھی بات پر انکار کرنا سیکھا ہی نہیں تھا جبکہ روشی نے حیرت سے بلیک زیرو کو دیکھا۔

''جوزف تو جنگلات کے مزاج کو جانتا ہے اس لئے اس کا ٹیم کی قیادت کرنا سمجھ میں آتا ہے لیکن میں ٹیم کی قیادت کیسے کر سکتی ہوں''...... روشی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''مس روشی۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قیام کے وقت سے اس کے ساتھ ہیں۔ اس کا سیٹ اپ قائم کرنے میں آپ عمران کے ساتھ ساتھ تھیں اور تمام ممبران جانتے ہیں کہ باقاعدہ نہ سہی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آپ کا تعلق سب سے پرانا ہے پھر آپ سائنس میں بھی سمجھ بوجھ رکھی ہیں اس لئے ممبران بخوشی آپ کو لیڈر تسلیم کریں گی اور پھر میرے فیصلے پر کسی ممبر کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے روشی سے

کہا۔

''آپ کے حکم سے روگردانی تو میں بھی نہیں کر سکتی''...... روشی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات دوسری ہے مس روشی''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے صفدر کے نمبر پریس کئے تھے اور جیسے ہی کال رسیو ہوئی اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ صفدر اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صفدر۔ روشی نے سلور سٹی کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ روشی اس وقت پاکیشیا آ چکی ہے۔ کچھ دیر بعد وہ جوزف کے ساتھ تمہارے فلیٹ پر پہنچ جائے گی اور تم سب کو اس مشن کے متعلق بریف کرے گی''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''او کے چیف''...... دوسری طرف سے صفدر کی بدستور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے روانگی سے سلور سٹی میں داخلے تک ٹیم کی قیادت اس مرتبہ جوزف کرے گا اور جب ٹیم سلور سٹی میں داخل ہو جائے گی تو پھر ٹیم کی قیادت روشی کرے گی''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جی۔ یس چیف۔ او کے چیف''...... ایک لمحے کے لئے صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی لیکن اگلے ہی لمحے اس کی آواز مستعد اور مؤدبانہ ہوگئی۔

''صفدر۔ تمام ممبرز کو بتا دینا کہ یہ میرا فیصلہ ہے''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کی آواز میں لیکن انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... صفدر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

ایکسٹو کی سرد آواز سن کر رسیور صفدر کے ہاتھوں میں کانپ کر رہ گیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کا فیصلہ سن کر یس چیف کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہوگئی۔ اس نے بھی رسیور رکھ دیا اور ماتھے پر آیا ہوا پسینہ ہاتھ سے صاف کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ چونکہ ٹیلی فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے وہ ایکسٹو اور صفدر کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔ ایکسٹو نے جوزف کو ٹیم کا لیڈر بنایا تھا اور چونکہ ایسا فیصلہ پہلی بار ہوا تھا اس لئے وہ سب حیران ہو رہے تھے۔

''میں نے چیف کی اس قدر سرد آواز پہلے کبھی نہیں سنی''۔ صفدر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''چیف نے اس قدر سرد لہجہ اس لئے اپنایا ہے کہ ہم اس کے فیصلے کے خلاف کوئی بات نہ کرسکیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہم میں اتنی جرأت کہاں کہ ہم ایکسٹو کے کسی فیصلے کے خلاف بات کریں۔ وہ چیف ہے کوئی بھی حکم دے سکتا ہے اور اس کا ہر حکم ماننا ہم پر فرض ہے''...... خاور نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف کا یہ فیصلہ ہے کچھ عجیب وغریب۔ جوزف صرف عمران کا ساتھی ہے اور اسے ہمارا لیڈر بنایا جا رہا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''خدا کا نام مانو پیارے۔ کیوں چیف کے فیصلے کے خلاف بات کر کے اپنے ساتھ ہمیں بھی مروانا چاہتے ہو''...... صدیقی سے کہا۔

''چیف کا یہ فیصلہ سو فیصد درست ہے''...... صفدر نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ تو ظاہری بات ہے۔ چیف سوچے سمجھے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا لیکن تمہیں اس کی کیا وجہ سمجھ میں آئی ہے''...... نعمانی نے صفدر سے کہا۔

''چیف نے پہلی کال میں بتایا تھا کہ ہم نے برازیل کے جنگلات سے بھی آگے جانا ہے اور جوزف جنگل کا شہزادہ ہے۔ وہ جنگلات کے مزاج کو سمجھتا ہے۔ وہ کئی جنگلی زبانیں بھی جانتا ہے اس لئے جنگل میں وہ ٹیم کی قیادت بہتر کرسکتا ہے''...... صفدر نے ایکسٹو کے فیصلے کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو بات سب کی سمجھ میں آ گئی۔

''ہاں۔ تم نے ٹھیک سوچا ہے۔ پہلے تو جنگلوں میں بھی قیادت

عمران صاحب ہی کرتے ہیں اور انہیں بھی کئی جنگلی زبانیں آتی ہیں۔ عمران صاحب کی غیر موجودگی میں جوزف ٹیم کی بہتر قیادت کر سکتا ہے''...... خاور نے کہا۔

''واقعی۔ چیف بہت دور تک سوچتا ہے''...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بات لیڈر شپ کی ہونی بھی نہیں چاہئے۔ بات مشن کی ہونی چاہئے۔ جو چیز مشن کے لئے مفید ہو وہی ہونی چاہئے''...... صفدر نے کہا تو باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہیں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا۔ ایک گھنٹے بعد ڈور بیل بجی تو ان کا باتوں کا سلسلہ رک گیا۔

''میرا خیال ہے کہ مس روشی اور جوزف ہوں گے۔ میں دروازہ کھولتا ہوں''...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ بیرونی دروازے کی طرف گیا اور چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ روشی اور جوزف بھی تھے۔

''السلام علیکم''...... روشی نے سب کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ اسے دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے درمیان رسمی جملوں کا تبادلہ ہوا اور وہ سب دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''مس روشی۔ میں کافی بنا لاؤں پھر تفصیلاً باتیں کرتے ہیں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے بتاؤ۔ کچن کہاں ہے۔ کافی میں بنا لاتی ہوں''...... روشی

نے بے تکلفی سے کہا۔

''ارے نہیں مس روشی۔ آپ تو ہماری مہمان ہیں''...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری ساتھی ہوں۔ مہمان ہرگز نہیں ہوں۔ تم اگر تکلف کرو تو اور بات ہے''...... روشی نے کہا۔

''مس روشی۔ صفدر بہت اچھی کافی بناتا ہے۔ اس وقت تو آپ اس کے ہاتھ کی بنی کافی پی کر دیکھیں۔ بعد میں آپ ہی بنا دیا کریں''...... اس مرتبہ خاور نے روشی سے کہا۔

''او کے۔ جیسے تم لوگوں کی مرضی''...... روشی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو صفدر کافی بنانے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ سب کے لئے کافی بنا کر لے آیا۔ کافی کے کپ اس نے سب کے سامنے رکھ دیئے۔

''تھینک یو صفدر''...... روشی نے صفدر سے کہا اور پھر اس نے کافی کا کپ اٹھا لیا۔

''میرے ایک استاد ہوا کرتے تھے پروفیسر جیفرے''...... کافی کا ایک گھونٹ لینے کے بعد روشی نے کہنا شروع کیا اور پھر اس نے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

''پروفیسر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کس راستے سے سلورسٹی گئے اور کس راستے سے آئے''...... تمام باتیں سننے کے بعد صفدر نے روشی سے پوچھا۔

''نہیں۔ ان کی موت نے انہیں اتنا ہی وقت دیا تھا۔ اگر چند منٹ اور مل جاتے تو میں ان سے اور باتیں بھی پوچھ لیتی''۔ روشی نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر تو آپ ان سے یہ بھی نہیں پوچھ سکی ہوں گی کہ سلورٹی سے ایکریمیا اب وہ کیا کرنے آئے تھے''...... تنویر نے روشی سے کہا۔

''ہاں۔ پوچھ تو نہیں سکی لیکن ان کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگا لیا ہے''...... روشی نے کہا۔

''کیا اندازہ لگایا ہے آپ نے''...... صفدر نے اس سے پوچھا۔

''زیرو لینڈ والوں نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور انہیں سلورٹی لے بھی گئے جہاں پروفیسر جیفرے کام بھی کرتے رہے لیکن پھر پروفیسر جیفرے کا سویا ہوا ضمیر جاگا جس پر انہوں نے کوئی ایسا بہانہ کیا ہو گا کہ زیرو لینڈ والے انہیں ایکریمیا لے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے زیرو لینڈ والوں سے بھاگنے یا چھپنے کی کوشش کی ہو گی اور پروفیسر جیفرے کی نیت کو بھانپتے ہوئے انہوں نے اسے گولی مروا دی''۔ روشی نے کہا اور حالات و واقعات کا تجزیہ کیا جائے تو یہی بات سوچی جا سکتی تھی لہٰذا ان سب نے ہی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... تنویر نے روشی سے پوچھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''پروگرام کے بارے میں۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ یہ تو سر جوزف ہی بتائیں گے''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر جوزف۔ کیا یہاں میرا کوئی ہم نام بھی موجود ہے''۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر میں نے آپ کے لئے استعمال کیا ہے کیونکہ اس وقت آپ ہمارے لیڈر ہیں''...... روشی نے کہا۔

''کیوں شرمندہ کرتی ہو مسی۔ میں کہاں سے لیڈر ہو گیا''۔ جوزف نے واقعی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم ایکسٹو کی حکم عدولی کر رہے ہو''۔ تنویر نے جوزف سے کہا۔

''مسٹر تنویر۔ حکم عدولی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... جوزف نے تنویر سے پوچھا۔

''میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم ایکسٹو کا حکم ماننے سے انکار کر رہے ہو''...... تنویر نے اسے مطلب سمجھاتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میری۔ یہ۔ مم۔ مجال''...... یکدم ہی جوزف نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔ کانپنے کے ساتھ ساتھ اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا تھا۔ ممبران دل ہی دل میں ایکسٹو کی شخصیت سے اور زیادہ مرعوب ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ جوزف افریقی جنگلات کا شہزادہ ہے، جنگلی ہے، جنگلی درندے اور وحشی قبائل اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بڑے بڑے سورماؤں کی گردنیں اس نے

معمولی سے جھٹکے میں توڑی ہوئی ہیں اور اب وہی جوزف ایکسٹو کا نام سن کر تھر تھر کانپ رہا ہے۔

''آپ لیڈر ہیں اس لئے مس روشی نے آپ کے نام کے ساتھ سر لگایا ہے۔ آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے''...... اس مرتبہ صدیقی نے جوزف سے کہا۔ اس کا لہجہ بھی مؤدبانہ تھا۔

''ٹھیک ہے۔ لیڈر تو میں ہو گیا لیکن تم لوگ مجھے سر یا آپ نہیں کہو گے''...... جوزف نے ان سے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو آپ کو سر ضرور کہیں گے''...... تنویر نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں فون کر کے چیف سے کہہ دیتا ہوں کہ یہ لوگ میری بات نہیں مان رہے''...... جوزف نے سادہ سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ارے ارے۔ مانیں گے، مانیں گے۔ تمہاری ہر بات مانیں گے۔ چیف کو فون مت کرو''...... تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اٹھ کر جوزف سے سیل فون چھیننے کی کوشش کی۔

''مسٹر تنویر۔ تمہارا خیال ہے کہ میں تمہاری شکایت کروں گا''۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان سب نے ہی اطمینان بھرے سانس لئے۔ جوزف کو نمبرز پریس کرتے دیکھ کر ان سب کے دم

خشک ہو گئے تھے۔

''جوزف۔ تم نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا''...... روشی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم میں سے کسی کا ہارٹ فیل ہو جاتا تو''...... چوہان نے جوزف سے کہا۔

''تم میں سے کوئی بھی اتنے کمزور دل کا مالک نہیں ہے''۔ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''اب ان باتوں کو چھوڑو اور واپس اپنے موضوع کی طرف آؤ''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ کیا بات ہو رہی تھی''...... نعمانی نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پوچھا یہ گیا تھا کہ اب کیا پروگرام ہے''...... صفدر نے روشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور اس کے جواب میں، میں نے کہا تھا کہ جوزف لیڈر ہے لہٰذا پروگرام بھی جوزف ہی بتائے گا''...... روشی نے کہا۔

''مسی۔ میں نے کیا پروگرام بنانا ہے۔ بس برازیل چلتے ہیں۔ وہاں جنگل میں داخل ہو جائیں گے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''۔ جوزف نے روشی سے کہا۔

''برازیل میں کوئی چھوٹا سا جنگل نہیں ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ اتنے بڑے رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں کہ برازیل کی حکومت بھی

نہیں جانتی کہ اس کے کتنے رقبے پر جنگلات ہیں''...... تنویر نے جوزف سے کہا۔

''بلکہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ جس طرح سمندر کا دوسرا کنارہ نہیں ہوتا اسی طرح برازیل کے جنگلات کا بھی دوسرا سرا نہیں ہے۔ ان جنگلات میں بھی ابھی تک آدم خور قبیلے آباد ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اگر ہم یہاں بیٹھ کر یہی سوچتے رہے اور اسی طرح باتیں کرتے رہیں تو پھر ہم برازیل نہیں پہنچ سکتے۔ لہٰذا تم لوگ باتوں کو چھوڑ دو اور چلنے کی تیاری کرو''...... روشی نے ان سے کہا۔

''تم لوگ تیاری کرو۔ میں انتظامات کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو وہ صوفوں سے کھڑے ہو گئے۔

''اے سالے کپتان۔ تیرا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ کیا کسی فل فلوٹی سے جوتے موتے کھا کے آ رہا ہے''...... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا جو واقعی بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''بکواس نہ کر یار۔ میں اس وقت بہت پریشان ہوں''۔ کیپٹن حمید نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

''ارے سالے مالے۔ تو پریشان ہے تو کسی فل فلوٹی سے آنکھ مانکھ ملا۔ تیری ساری پریشانی دور مور ہو جائے گی''...... گرانڈیل قاسم نے ہنستے ہوئے کہا اور ہنسنے کی وجہ سے اس کا پیٹ ادھر ادھر ہلنے لگا۔

''میں کرنل صاحب کی گمشدگی سے بہت پریشان ہوں۔ تو مجھے اور پریشان نہ کر''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''او ہو ہو''...... کیپٹن حمید کی بات سن کر قاسم زور زور سے

ہنسنے لگا۔

''کمبخت۔ یہاں ہماری جان پر بنی ہوئی ہے اور تو قہقہے لگا رہا ہے''...... کیپٹن حمید نے غصے سے کہا۔

''تو باتیں واتیں ہی ایسی کرتا ہے۔ کرنل صاحب کی گمشدگی۔ ابے سالے کپتان وہ کوئی بچے ہیں جو گم سدہ ہو جاویں گے۔ او ہو ہو ہو''...... قاسم نے ہنسی روک کر اپنی بات مکمل کی اور ایک مرتبہ پھر زور زور سے ہنسنے لگا۔ کیپٹن حمید نے اسے غصے سے دیکھا۔

''انہیں دشمنوں نے اغوا کر لیا ہے اس لئے وہ گمشدہ ہیں۔ سمجھے''۔ کیپٹن حمید نے غصے سے کہا۔

''سمجھ گیا۔ میں سب سمجھ گیا۔ بچہ وچہ نہیں ہوں میں''...... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''جناب۔ آپ کی عقل شریف ایسی ہے کہ آپ بھی کچھ سمجھ سکیں''...... کیپٹن حمید نے طنزاً کہا۔

''دیکھو بھئی کپتان وپتان۔ میری عجت کھراب کرنے کی کوسس نہ کر۔ میں سب سمجھتا وجھتا ہوں''...... قاسم نے کیپٹن حمید کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ وہ اٹھ کر ٹیلی فون اسٹینڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''کیپٹن حمید اسپیکنگ''...... کیپٹن حمید نے رسیور کان سے لگاتے

ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔

''بس اتنا سا نام۔ یہ بھی بھلا کوئی نام ہوتا ہے۔ نام تو اس طرح کا ہوتا ہے۔ آغا علی سلیمان پاشا دی پریذیڈنٹ آف آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید نے آواز پہچان لی۔ یہ سلیمان کی آواز تھی۔

کرنل فریدی اور پھر روزا اغوا ہو چکے تھے۔ کرنل فریدی کے اغوا کی وجہ سے گورنمنٹ آف کافرستان کے ایوان میں کافی ہلچل مچ گئی تھی۔ کافرستان کی تمام سیکرٹ ایجنسیوں نے کرنل فریدی اور روزا کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ابھی تک کرنل فریدی اور روزا کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ کافرستانی سیکرٹ ایجنسیوں نے کئی دوسرے ممالک میں انہیں تلاش کیا تھا لیکن وہاں سے بھی انہیں ناکامی کی ہی رپورٹ ملی تھی۔

پھر اپنے ایک اعلیٰ افسر سے بات کر کے اس نے علی عمران کو فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ کرنل فریدی، عمران کا دوست تھا اور اسے یقین تھا کہ اگر عمران نے ان کی مدد کی تو وہ کرنل فریدی کو تلاش کر لیں گے۔ اعلیٰ افسر سے اجازت لینے کے بعد اس نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا۔ فون علی عمران کی بجائے اس کے باورچی علی سلیمان نے رسیو کیا تھا اور سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ عمران فلیٹ پر نہیں ہے۔ اس نے عمران کے لئے پیغام دے دیا تھا اور سلیمان کو بتا بھی دیا تھا کہ کرنل صاحب کو دشمنوں نے اغوا کر کے کسی خفیہ

مقام پر چھپا دیا ہے۔ انہوں نے اندرون و بیرون ملک کرنل فریدی صاحب کو تلاش کیا ہے۔ وہ نہیں ملے اور عمران کے لئے پیغام دیا کہ وہ کرنل صاحب کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ سلیمان نے اسے جواب دیا تھا کہ جب بھی عمران واپس آیا وہ کیپٹن حمید کا پیغام اسے دے دے گا اور اب سلیمان کا فون تھا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ کرنل صاحب کے بارے میں ہی کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔

''ہاں سلیمان بھائی۔ تمہاری بات ہوئی عمران صاحب سے''۔ کیونکہ کیپٹن حمید کو اس وقت کام تھا اس لئے اس نے محبت بھرا انداز اپنایا تھا ورنہ وہ سلیمان اور عمران سے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا تھا۔

''سچ کہتے ہیں کہ مطلب کے وقت گدھے کو بھی باپ بنا لیا جاتا ہے''...... دوسری طرف سے سلیمان کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

''تم نے ٹھیک سنا ہو گا سلیمان بھائی لیکن یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ میں بہت پریشان ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ عمران صاحب، کرنل فریدی صاحب کی کتنی عزت کرتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے سلیمان سے کہا۔

''کپتان صاحب۔ صرف آپ ہی کے کرنل صاحب اور مس روزا اغوا نہیں ہوئے بلکہ میرے صاحب اور مس جولیا بھی اغوا ہو چکے ہیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید حیران رہ گیا۔ یہ خبر اس کے لئے نئی تھی۔

''اوہ۔ تو کیا ان کے بارے میں بھی کوئی پتا نہیں چلا''۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے صاحب اور کرنل صاحب کے ساتھیوں میں بہت فرق ہے کپتان صاحب''...... سلیمان نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا تو سلیمان کی بات کیپٹن حمید کو تیر کی طرح لگی اور اسے غصہ آ گیا لیکن اس نے اپنے غصے پر قابو پایا اور سلیمان پر اپنے غصے کا اظہار نہ ہونے دیا۔

''سلیمان۔ یہ وقت طنز کرنے کا نہیں ہے۔ اگر عمران اور کرنل صاحب بیک وقت اغوا ہوئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یقیناً مسلم امہ کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اس لئے طنز میں وقت ضائع کئے بغیر ہمیں ان کی تلاش میں نکلنا ہے''...... کیپٹن حمید نے سلیمان سے کہا۔

''انہیں اغوا کرنے والے صرف مسلم امہ کے خلاف ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے خلاف منصوبہ بنانے والے ہیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید ایک بار پھر حیران ہوا۔

''یعنی''...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''زیرو لینڈ''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید اچھل پڑا۔

''اوہ۔ زیرو لینڈ والوں نے عمران اور کرنل فریدی صاحب کو

اغوا کیا ہے''...... اس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میرے صاحب کے بارے میں تو یہی شواہد ملے ہیں۔ کرنل صاحب کے بارے میں صرف قیاس ہی کیا جا سکتا ہے اور یہ قیاس چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف محترم جناب ایکسٹو کا ہے اس لئے غلط نہیں ہو سکتا''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ایسا ہی ہو گا۔ اور ہاں۔ کیا یہ بات تمہیں جناب ایکسٹو نے خود بتائی ہے''...... کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کپتان صاحب۔ لگتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ جناب ایکسٹو سے میں کیا تم بھی بات نہیں کر سکو گے۔ ایکسٹو کا تو نام لیتے ہی میری جان نکلنے لگ جاتی ہے۔ ان سے بات کرنا تو دور کی بات ہے''...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

''پھر تمہیں اس بات کا کیسے پتا چلا''...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

''صاحب کی گمشدگی اور تمہارے فون کے متعلق میں نے سرسلطان صاحب کو آگاہ کیا۔ سرسلطان نے جناب ایکسٹو کو بتایا تو جناب ایکسٹو نے بتایا کہ ان کی ممبر مس جولیا بھی اغوا ہو چکی ہیں اور عمران کے اغوا کی بھی انہیں خبر ہے اور انہوں نے جو تحقیقات کی ہیں ان کے مطابق میرے صاحب اور مس جولیا کو زیرو لینڈ کے سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''عمران اور کرنل فریدی صاحب آسانی سے اغوا ہونے والے نہیں ہیں۔ چونکہ دونوں انسان ہیں اس لئے اغوا ہو بھی سکتے ہیں

اور زیرو لینڈ والے بھی معمولی لوگ نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے ان دونوں عظیم ہستیوں کو اغوا کر لیا ہے تو یہ زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں۔ صاحب بھی کبھی کبھی زیرو لینڈ والوں کا ذکر کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ بھی پتا چلا ہے کہ زیرو لینڈ والے انہیں کہاں لے گئے ہیں''...... کیپٹن حمید نے سلیمان سے پوچھا۔

''ہاں۔ سرسلطان صاحب نے بتایا ہے کہ جناب ایکسٹو نے اس سلسلے میں بہت تیزی سے کام کیا ہے اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ زیرو لینڈ والے انہیں ایک شہر سلور سٹی لے گئے ہیں''۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلور سٹی۔ کیا یہ کوئی زیرو لینڈ کا شہر ہے''...... کیپٹن حمید نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں سلور سٹی کے متعلق معلومات جناب ایکسٹو نے سرسلطان کو ای میل کیں اور سرسلطان صاحب نے مجھے۔ اب تم مجھے اپنا ای میل ایڈریس بتا دو۔ میں وہ تمام معلومات تمہیں ای میل کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد تمہارا کام ہے کہ تم کرنل صاحب کی تلاش میں جاؤ یا نہ جاؤ''...... سلیمان نے کہا۔

''تمہارا شکریہ سلیمان۔ میرا ای میل ایڈریس نوٹ کرو''۔ کیپٹن حمید نے کہا اور ساتھ ہی ای میل ایڈریس بتا دیا۔

''میں نے تمہیں ای میل سینڈ کر دی ہے''...... دو سیکنڈ بعد ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ایک بار پھر تمہارا شکریہ سلیمان بھائی۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا بھر میں جناب ایکسٹو کی اتنی دہشت کیوں ہے۔ وہ تو انتہائی باخبر ہستی ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا پھر اس نے سلیمان کو اللہ حافظ کہہ کر فون کا رسیور رکھ دیا۔

''ابے سالے کپتان وپتان۔ میرے کھالہ جاد عمران کا کک مک بھی تم سے جیادہ کھمر مبر رکھتا ہے''...... کیپٹن حمید کی گفتگو سے قاسم ساری صورت حال سمجھ چکا تھا اس لئے اس نے کیپٹن حمید سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تم بکواس بند کرو''...... کیپٹن حمید نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا پھر وہ اٹھ کر میز کرسی کی طرف آیا۔ میز پر کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے انٹرنیٹ کنیکٹ کیا اور پھر اپنا ای میل بکس اوپن کیا۔ اس کے ای میل باکس میں سلیمان کی میل آئی ہوئی تھی۔ اس ای میل میں سلور سٹی کے متعلق چند معلومات کے ساتھ ساتھ ایک نقشہ بھی موجود تھا۔ وہ دو پیج کی ای میل تھی۔ کیپٹن حمید نے پرنٹر آن کر کے دونوں پیجز کا پرنٹ لے لیا۔ اس کے بعد اس نے انٹرنیٹ ڈس کنیکٹ کر دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ طارق اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے

طارق کی آواز سنائی دی۔

''انکل۔ میں کیپٹن حمید بول رہا ہوں''...... کیپٹن حمید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ حمید بیٹے تم۔ خیریت تو ہے''...... دوسری طرف سے طارق کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''انکل۔ کیا ان دنوں آپ کافرستان میں ہی ہیں''...... کیپٹن حمید نے ان سے پوچھا۔

چونکہ طارق صاحب کے پاس بھی سیٹلائٹ سیل فون تھا جو ایک ایکریمی موبائل فون کمپنی کا تھا اس لئے نمبر ملانے کے باوجود کیپٹن حمید کو معلوم نہیں تھا کہ طارق صاحب کہاں ہو سکتے ہیں اس لئے اس نے پوچھا تھا۔

''نہیں حمید بیٹے۔ میں تو اس وقت باچان میں ہوں۔ کیا بات ہے۔ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو''...... دوسری طرف سے طارق صاحب نے کہا تو کیپٹن حمید نے مختصراً انہیں حالات سے آگاہ کر دیا۔

''ٹھیک ہے حمید بیٹے۔ میں پہلی فلائٹ سے ہی کافرستان پہنچ رہا ہوں''...... طارق صاحب کی آواز سنائی دی۔

''او کے انکل۔ آپ کے آنے تک میں اپنے افسران اعلیٰ سے میٹنگ بھی کر لیتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کو بھی تیاری کا کہہ دیتا ہوں۔ ہم آپ کی سربراہی میں برازیل جائیں گے''...... کیپٹن حمید

نے کہا۔

''او کے۔ او کے۔ تم بے فکر رہو۔ کرنل فریدی کے لئے ہم سب اپنی جان لڑا دیں گے۔ وہ کافرستان کا ایک قیمتی اثاثہ ہے''...... دوسری طرف سے طارق صاحب کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی۔

''سالے کپتان۔ میں تجھے کھبردار کر دوں۔ تو میرے بگیر براجیل جا ماںہیں سکے گا''...... قاسم نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ تجھے ساتھ لے جاؤں گا۔ جب ہمیں جنگلوں میں انسان کا گوشت کھانے والے وحشی پکڑیں گے تو تمہیں ان کے سامنے پھینک دوں گا۔ ایک ہفتے کے لئے تیرا گوشت بہت رہے گا''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''سالے۔ تو کیا سمجھتا ہے میں ڈر جاؤں گا۔ میں ڈرنے مرنے والا نہیں ہوں''...... قاسم نے کہا۔

''اچھا۔ میرا سر نہ کھا۔ تو جا اور تیاری کر۔ مجھے بہت سے کام کرنے ہیں''...... کیپٹن حمید نے قاسم سے کہا۔ قاسم اسے چند لمحوں تک تو گھورتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہو گیا۔

''سالے مالے۔ جب مجھ سے کوئی کام وام ہوتا ہے تو میری منتیں ونتیں کرتا ہے۔ اب مجھ پر رعب وعب جھاڑ رہا ہے''۔ قاسم نے کیپٹن حمید کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا لیکن کیپٹن حمید نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبرز پریس

کرنے لگا۔ قاسم چند لمحوں تک اسے گھورتا رہا۔

''سالے۔ دیکھ لوں گا تجھے''...... قاسم نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

''یس۔ انسپکٹر جگدیش اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''جگدیش۔ دو گھنٹوں بعد سب ساتھیوں کو میری کوٹھی پہنچنے کا حکم دے دو۔ ہم نے آج کسی بھی وقت کرنل صاحب کی تلاش میں برازیل جانا ہے۔ سب لوگ تیار ہو کر آئیں''...... کیپٹن حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ میں ابھی سب سے کہہ دیتا ہوں''...... انسپکٹر جگدیش کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم تیاری کرو۔ میں اس دوران افسران اعلیٰ سے مل لوں''۔ کیپٹن حمید نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

سائمن گولڈن کلب کا مالک اور منیجر تھا۔ وہ گینڈے جیسی جسامت اور کرخت چہرے والا انسان تھا۔ اس کا سر انڈے کی طرح شفاف تھا اور شراب نوشی کی کثرت کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں۔ اس کا شمار ایکریمیا کے بڑے گینگسٹر میں ہوتا تھا۔ گولڈن کلرز کے نام سے اس کی تنظیم تھی جس کا ہر ممبر پیشہ ور قاتل تھا۔ وہ اتنی مہارت سے قتل کرتے تھے کہ قتل کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا اسی لئے اس کے کسی بھی ممبر کو آج تک سزا نہیں ہوئی تھی۔ وہ انتہائی سفاک انسان تھا اور سفاکی کی وجہ سے لوگ اس کا نام سن کر خوفزدہ ہو جاتے تھے۔

اس وقت سائمن اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر دنیا کی قیمتی شراب رکھی ہوئی تھی۔ بوتل آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی اور گلاس بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ سائمن اس وقت فون پر

کسی سے بات کر رہا تھا۔ فون پر بات مکمل ہونے کے بعد اس نے رسیور رکھا اور شراب کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔ اس نے ایک گھونٹ شراب پی اور پھر گلاس میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ رابرٹو تھا جو کہ سائمن کا اسسٹنٹ تھا اور صرف رابرٹو ہی تھا جو سائمن کے آفس میں بغیر اجازت اندر آ جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مکھی بھی سائمن کے آفس میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

آفس میں داخل ہونے کے بعد رابرٹو نے سائمن کو سلام کیا اور اس کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو رابرٹو''...... سائمن نے رابرٹو سے کہا تو وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں رابرٹو۔ کس لئے آئے ہو''...... سائمن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ پروفیسر جیفرے نے ایک ہسپتال میں پہنچ کر دم توڑا ہے۔ اسے ہسپتال لے جانے والی ایک لڑکی ہے اور وہ لڑکی بہت دیر تک پروفیسر جیفرے کے ساتھ رہی ہے اور اس سے باتیں کرتی رہی ہے''...... رابرٹو نے کہا۔

''یہ تو بہت برا ہوا ہے رابرٹو۔ اگر یہ بات میرے باس کو معلوم ہو گی تو اس نے مجھ سمیت پوری تنظیم کا خاتمہ کر دینا ہے''......

سائمن نے یکدم پریشان لہجے میں کہا۔

''میں اسی لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں باس کہ اب کیا کیا جائے''...... رابرٹو نے کہا۔

''پروفیسر جیفرے کا قتل کس کے ذمے لگایا گیا تھا''...... سائمن نے رابرٹو سے پوچھا۔

''یہ کام اینڈریو کو دیا گیا تھا اور اس نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے کامیابی سے مشن مکمل کر لیا ہے''...... رابرٹو نے کہا۔

''کہاں ہے اینڈریو۔ اسے بلاؤ''...... سائمن نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم تھا باس کہ آپ اس سے ملیں گے اس لئے میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اس وقت وہ آپ کی سیکرٹری کے پاس بیٹھا ہوا ہے''...... رابرٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سائمن نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''اینڈریو تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے اسے میرے کمرے میں بھیج دو''...... سائمن نے انٹرکام پر کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک کالا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے سائمن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں ہی کھڑا ہو گیا۔

''اینڈریو۔ پروفیسر جیفرے کو تم نے قتل کیا ہے''...... سائمن

نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... اینڈریو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا حکم ہے کہ جب تک ٹارگٹ ہلاک نہ ہو جائے اس سے دور نہ ہوا جائے''...... سائمن نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میری گولی پروفیسر جیفرے کے دل میں لگی تھی۔ وہ میرے سامنے ہی گر کر تڑپنے لگ گیا تھا''...... اینڈریو نے کہا۔

''اس کے باوجود وہ ہسپتال پہنچا اور کافی دیر بعد مرا''۔ سائمن نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے''...... اینڈریو نے پریشان لہجے میں کہا۔

''جب تم نے پروفیسر جیفرے پر گولی چلائی تو کوئی لڑکی بھی اس کے ساتھ تھی''...... سائمن نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ اس کے ساتھ تو کوئی لڑکی نہیں تھی البتہ......''۔ اینڈریو بات کرتے کرتے رک گیا۔

''البتہ کیا ایڈیٹ۔ بات پوری کیا کرو''...... سائمن نے ایک مرتبہ پھر غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جب میں پروفیسر جیفرے کو گولی مار کر بھاگ رہا تھا تو ایک لڑکی گلی میں داخل ہوئی تھی''...... اینڈریو نے اس مرتبہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا تو سائمن کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

''تم نے لڑکی کو دیکھا اور اس سے ڈر کر بھاگ گئے''۔ سائمن

نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں نے اسے گولی مارنے کے لئے اپنے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر لیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں اس پر گولی چلاتا وہ خوفزدہ ہو کر چیخی اور زمین پر گر گئی۔ میں چونکہ بہت ہی تیز دوڑ رہا تھا اس لئے فوراً رک نہ سکا اور دوڑتے ہوئے بہت آگے نکل گیا۔ پھر میں نے رکنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ پروفیسر جیفرے پر چلائی ہوئی میری گولی کی آواز اور اس لڑکی کی چیخ کی آواز سن کر اس دوران وہاں کوئی پہنچ بھی سکتا تھا''...... اینڈریو نے خوفزدہ لہجے میں باس سے کہا۔

''تمہاری غفلت کی وجہ سے وہ لڑکی پروفیسر جیفرے کو ہسپتال میں لے گئی جہاں وہ کمبخت پروفیسر جیفرے ہوش میں آ گیا اور اس نے ہمارے بہت سے سیکرٹ اس لڑکی کو بتا دیئے''...... سائمن نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دراز سے ریوالور نکال لیا۔

''مم۔ مم۔ معاف۔ کا۔ کر۔ دیں۔ بب۔ باس''...... اینڈریو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے ہو کہ ہماری فیلڈ میں لفظ معافی ہے ہی نہیں''۔ سائمن نے سفاک لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور اینڈریو کے حلق سے چیخ بلند ہوگئی۔ گولی اس کے ماتھے میں لگی تھی جس کی وجہ سے اس کے ماتھے میں سوراخ ہو گیا تھا اور وہ فرش

پر گر کر تڑپنے لگا۔ ابھی اس کا تڑپنا بند نہیں ہوا تھا کہ سائمن نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کر دیا۔

''میں نے اینڈریو کو گولی مار دی ہے۔ میرے کمرے سے اس کی لاش اٹھوا لو اور قالین بھی صاف کرنے کے لئے آدمی بھیج دو''۔ سائمن نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''رابرٹو۔ اس لڑکی کو تلاش کرو۔ اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے خطرہ ہے''...... سائمن نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے پہلے ہی اس کی تلاش کا حکم دے دیا ہے۔ وہ بہت جلد ماری جائے گی''...... رابرٹو نے کہا۔

''او کے۔ اب تم جاؤ۔ تم خود بھی اس لڑکی کو تلاش کرو''۔ سائمن نے رابرٹو سے کہا۔

''یس باس''...... رابرٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سائمن کو سلام کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ سیاہ بادل کا ایک بہت بڑا ٹکڑا تھا جو آسمان سے زمین کی طرف آ رہا تھا۔ کچھ دیر میں وہ ٹکڑا زمین پر اتر آیا۔ جہاں وہ اترا تھا وہ ایک چھوٹا سا میدان تھا اور اس سے چند میٹرز کے فاصلے پر گھنے درخت تھے۔

زمین پر اترتے ہی وہ بادل پھٹنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے اور ان ٹکڑوں میں سے ایک عجیب سی ساخت کا ہیلی کاپٹر نمودار ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر میں عجیب بات یہ تھی کہ اس کے پر نہیں تھے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر تھا جس کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ ہیلی کاپٹر بادل کے ٹکڑوں میں سے نمودار ہوا اور بادل کے وہ ٹکڑے اڑ کر قریبی درختوں کی شاخوں سے چپک گئے۔ اب ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کپاس کے ٹکڑوں کو سیاہ رنگ کر کے ان کو درختوں کی شاخوں سے چپکا دیا گیا ہو۔

چند لمحوں بعد اس عجیب و غریب ساخت کے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک آدمی نیچے اترا اور ایک طرف بڑھنے لگا۔ اس نے سامنے کے درختوں کو کراس کیا تو اسے ایک شہر کی فصیل نظر آنے لگی۔ فصیل سے دوسری طرف عمارتیں بھی دکھائی دے رہی تھیں اور یہ تمام عمارتیں سلور کلر کی تھیں۔ فصیل میں ایک جگہ بہت بڑا گیٹ لگا ہوا تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس گیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچا گیٹ کا ایک حصہ کھل گیا اور ایک آدمی کی شکل دکھائی دی۔ گیٹ کھولنے والے نے آنے والے کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''مسٹر شون کو سلور سٹی میں ویلکم کہا جاتا ہے''...... گیٹ کھولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تھینک یو۔ گاڑی موجود ہے''...... شون نے گیٹ کھولنے والے سے پوچھا۔

''یس سر۔ سپر باس نے آپ کے لئے کمپیوٹرائزڈ گاڑی بھجوائی ہے''...... گیٹ کھولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شون نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ گیٹ کراس کر کے اندر آ گیا۔ گیٹ سے چند قدم کے فاصلے پر سلور کلر کی ایک خوبصورت کار کھڑی تھی۔ جیسے ہی شون کار کے قریب پہنچا۔ کار کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور شون پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس کے

باوجود جیسے ہی شون کار میں بیٹھا، کار اسٹارٹ ہوئی اور خودبخود آگے بڑھنے لگی۔ یہ کمپیوٹرائزڈ کار تھی اس لئے یہ ڈرائیور کے بغیر چلتی تھی۔ سلورسٹی کے مشین روم سے اسے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ تقریباً تین منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد کار ایک بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ کار کے رکتے ہی اس بلڈنگ کا بند گیٹ کھل گیا اور کار ایک بار پھر آگے بڑھی۔ اس بلڈنگ میں داخل ہو کر کار ایک کمرے کے سامنے جا کر رک گئی۔ جیسے ہی کار رکی اس کا دروازہ کھل گیا۔ کار کا دروازہ کھلتے ہی شون کار سے نیچے اترا اور کمرے کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کمرے کے دروازے تک پہنچا کمرے کا دروازہ بھی خودبخود کھل گیا اور شون کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر دو کمپیوٹر اور دیگر بہت سا سامان رکھا ہوا تھا۔ ٹیبل کی ایک طرف سلور کلر کی بہت بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی اور اس کرسی پر سپر باس بیٹھا ہوا تھا جبکہ میز کی دوسری جانب تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ کرسیاں بھی سلور کلر کی تھیں لیکن یہ سائز میں چھوٹی تھیں۔

شون کمرے میں داخل ہوا تو ٹیبل کے قریب پہنچ کر اس نے سر کو خم کر کے سپر باس کو سلام کیا۔

''بیٹھو شون''...... سپر باس نے شون سے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو باس''...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد شون نے سپر باس

کا شکریہ ادا کیا۔

''شون۔ سلورسٹی کی تعمیر کے بعد تم پہلی بار یہاں آئے ہو''۔ سپر باس نے کہا۔

''یس باس۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد پہلی بار آیا ہوں۔ جب تعمیرات ہو رہی تھیں تو میں یہاں دو بار آیا تھا''...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''ہاں۔ کیا بات ہوئی کہ تم ایکریمیا سے یہاں آئے ہو''۔ سپر باس نے شون سے پوچھا۔

''سپر باس۔ پروفیسر جیفرے سلورسٹی سے ایکریمیا کیمیکل ایچ نائن لینے گیا کیونکہ اسے اس کیمیکل کی ضرورت تھی اور اس نے آپ سے درخواست کی تھی کہ یہ کیمیکل لینے کے لئے اسے ہی ایکریمیا بھیجا جائے۔ اس بہانے وہ اپنے بیٹے سے بھی مل لے گا۔ آپ نے اس کی درخواست منظور کی اور اسے ایکریمیا بھجوا دیا گیا۔ ایکریمیا پہنچ کر اس کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے زیرو لینڈ سے بغاوت کر دی جس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں گولڈن کلب کے سائمن کو ہدایت کروں کہ وہ پروفیسر جیفرے کا خاتمہ کر دے''۔ شون نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور سائمن نے پروفیسر جیفرے کا خاتمہ کرا دیا۔ ان سب باتوں کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''لیکن سپر باس۔ سائمن کے آدمی سے غفلت ہوئی۔ پروفیسر

جیفرے کے مرنے سے پہلے ہی سائمن کا آدمی وہاں سے فرار ہو گیا اور پروفیسر جیفرے کو ایک نامعلوم لڑکی نے ہسپتال پہنچا دیا جہاں اس کا آپریشن کیا گیا اور پروفیسر جیفرے ہوش میں آ گیا اور اس نے اس لڑکی سے بہت سی باتیں کیں''...... شون نے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ''...... سپر باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''سائمن نے اس غفلت پر اپنے آدمی کا خاتمہ کر دیا اور اس لڑکی کو تلاش کرنے لگا لیکن ان کی یہ تلاش ناکام ثابت ہوئی۔ میں نے اپنے طور پر بھی لڑکی کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ لڑکی کہیں بھی نہیں ملی''...... شون نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے سائمن کو اس غفلت کی سزا دی''...... سپر باس نے شون سے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے اس کا اور اس کے سسٹم کا مکمل خاتمہ کر دیا ہے''...... شون نے کہا۔

''یہ تم نے بہت زیادہ سزا دے دی ہے۔ اب ہمیں ایکریمیا میں اس جیسا اور سسٹم بنانا پڑے گا''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ سائمن کے لئے یہ سزا بہت ہی کم ہے کیونکہ اس کی غفلت کی وجہ سے سلورسٹی کا نام پاکیشیا اور کافرستان تک پہنچ گیا ہے''...... شون نے کہا تو سپر باس بے اختیار اپنی کرسی سے اچھل پڑا۔

''کک۔ کیا۔ کہہ رہے ہو تم''...... سپر باس نے حیرت بھرے

لہجے میں شون سے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں سپر باس۔ کرنل فریدی کی گمشدگی کا ردعمل جاننے کے لئے ہم نے کیپٹن حمید کے فون ٹیپ کئے ہیں اور ان ٹیپ سے پتا چلا ہے کہ علی عمران کے کک سلیمان نے کیپٹن حمید کو فون کر کے سلورسٹی کا نام لیا ہے اور اسے بتایا ہے کہ عمران اور کرنل فریدی کو زیرو لینڈ کے ایجنٹوں نے اغوا کیا ہے''...... شون نے کہا۔

''ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے لیکن سلیمان کو یہ کیسے معلوم ہوا''...... سپر باس نے کہا۔

''سلیمان اور کیپٹن حمید کی کال سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ معلومات ایکسٹو نے حاصل کی ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ پروفیسر جیفرے کو ہسپتال لے جانے والی لڑکی پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی ایجنٹ ہی تھی''...... شون نے کہا۔

''ہم اپنے مقاصد کی کامیابی تک سلورسٹی کا نام بھی دنیا والوں کی نظر سے دور رکھنا چاہتے تھے لیکن سائمن کی غفلت کی وجہ سے اب یہ نام پاکیشیا اور کافرستان پہنچ گیا ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ اب کرنل فریدی کے ساتھی اور عمران کے ساتھی ان کی تلاش میں برازیل آ رہے ہیں''...... شون نے کہا۔

''وہ برازیل کے شہروں اور جنگلوں میں ذلیل و خوار ہو کر ختم ہو جائیں گے لیکن سلورسٹی کو وہ تلاش نہیں کر سکیں گے''...... سپر باس

نے پر اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سپر باس۔ سلور سٹی تک پہنچنے کے لئے ہمیں اپنی جدید ایجاد ایئر کار استعمال کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایئر کار نہ ہو تو ہم بھی یہاں تک نہ پہنچ سکیں تو وہ لوگ کیسے پہنچ سکتے ہیں''...... شون نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ ایئر کار ہماری جدید ترین ایجاد ہے جو بغیر پروں کے ہیلی کاپٹر کی طرح نظر آتی ہے اور جب وہ ہوا میں سفر کرتی ہے تو کسی کو نظر ہی نہیں آتی۔ اس کے اردگرد ہماری جدید ترین زیڈ لہریں ہوتی ہیں جو بادلوں کے ٹکڑوں میں جذب ہو کر ایئر کار کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں اور دنیا کی کوئی مشین ہماری ایئر کار کو چیک نہیں کر سکتی اور ہماری ایئر کار دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہے''...... سپر باس نے اس مرتبہ فخریہ لہجے میں کہا۔

''یس سپر باس۔ دنیا کے تمام ممالک سائنس میں ہم سے بہت پیچھے ہیں اس لئے اس پوری دنیا پر حکومت کرنے کا حق صرف ہمیں ہے''...... شون نے بھی مغرور لہجے میں کہا۔

''بس۔ اب وہ وقت آنے ہی والا ہے جب ہم پوری دنیا پر قبضہ کر لیں گے۔ دنیا کے اربوں انسانوں میں سے جو ہمارا ساتھ دیں گے وہ ہمارے دوست ہوں گے اور جو ہم سے نفرت کریں گے وہ ہمارے غلام ہوں گے''...... سپر باس نے خوابیدہ لہجے میں کہا

تو شون بھی اس تصور میں خوش ہو گیا۔

''سپر باس۔ میرا خیال ہے کہ میں برازیل کے دارالحکومت چلا جاؤں اور جیسے ہی کرنل فریدی اور عمران کے ساتھی برازیل آئیں، میں ان کا خاتمہ کر دوں''...... شون نے سپر باس کی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ برازیل میں ہمارا نیٹ ورک موجود ہے۔ تم وہاں چلے جاؤ۔ ان لوگوں کا شہر میں ہی خاتمہ کر دو تاکہ یہ لوگ جنگلوں میں گمنامی کی موت نہ مارے جائیں''...... سپر باس نے شون سے کہا۔

''یس سپر باس۔ تو پھر اب مجھے اجازت ہے''...... شون نے اجازت طلب انداز میں کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... سپر باس نے شون سے کہا تو وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''تھینک یو باس''...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے سر کو تھوڑا سا خم دیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اوہ۔ تو یہ تم ہو نانوتا''...... کرنل فریدی نے نانوتا سے کہا جو اس وقت اس کے سامنے تھی۔

کرنل فریدی کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا تھا۔ اس کمرے میں صرف ایک بیڈ رکھا ہوا تھا جس پر وہ سویا ہوا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے اس چھوٹے سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ دروازہ کھولنے میں ناکامی کے بعد اس نے دروازے پر دستک بھی دی تھی لیکن نجانے یہ دروازہ کس دھات کا بنا ہوا تھا کہ دستک کی آواز ہی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ ان کوششوں میں ناکامی کے بعد وہ واپس بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کن لوگوں نے اغوا کیا ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے لیکن ظاہری سی بات تھی

کہ اس وقت اس کے پاس اپنے سوال کا جواب نہیں تھا۔ کمرے میں کوئی آتا تو تبھی اسے اپنے ان سوالوں کے جواب مل سکتے تھے۔

وہ بہت دیر تک انتظار کرتا رہا اور بہت دیر کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور نانوتا کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا۔ نانوتا کو دیکھتے ہی کرنل فریدی چونک پڑا۔

''کرنل صاحب۔ ایک ہم ہی تو ہیں جو آپ کی اتنی فکر کرتے ہیں۔ ہمارے علاوہ آپ کی پرواہ بھلا کسے ہے''...... نانوتا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''تم لوگ مجھے کس لئے یہاں لائے ہو''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کی ایک دلی خواہش پوری کرنے کے لئے''...... نانوتا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری دلی خواہش۔ کون سی خواہش''...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کی خواہش ہے کہ وہ زیرو لینڈ کو دیکھیں اور آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کی یہ خواہش پوری کی جا رہی ہے''...... نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا مجھے زیرو لینڈ لے جایا جا رہا ہے''...... کرنل

فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ اس وقت زیرو لینڈ میں ہی موجود ہیں''۔ نانوتا نے کہا۔

''اچھا واقعی''...... کرنل فریدی نے یقین نہ آنے والے انداز میں کہا۔

''ابھی آپ کو زیرو لینڈ کی سیر کرائے جائے گی پھر آپ کو یقین آ جائے گا''...... نانوتا نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا شکریہ نانوتا۔ تم میری ایک خواہش پوری کر رہی ہو''۔ کرنل فریدی نے نانوتا سے کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ ہماری صرف ایک بات مان لیں اس کے بعد آپ کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی''...... نانوتا نے اس مرتبہ کرنل فریدی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کون سی بات''...... کرنل فریدی نے حیرت کا اظہار کیا جبکہ وہ بات جان چکا تھا۔

''یہی بات کہ آپ ہمارے ساتھی بن جائیں اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ دنیا کی ہر آسائش آپ کو حاصل ہو جائے گی''۔ نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''دنیا کی ہر آسائش تو اب بھی مجھے حاصل ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کے قدموں میں دولت کے انبار لگا دیئے جائیں گے''۔

نانوتا نے ایک اور آفر دی۔

''روپے پیسے کی اب بھی مجھے کمی نہیں ہے۔ میرے پاس میری ضرورت سے زیادہ ہی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آپ کو کافرستان کا صدر بنوا دیا جائے گا''...... نانوتا نے کرنل فریدی کو ایک اور پیشکش کی۔

''میں اس وقت جس عہدے پر ہوں اس عہدے پر اپنے ملک وقوم کی زیادہ خدمت کر رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے نانوتا کی یہ پیشکش بھی ٹھکراتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ ہمارے ساتھی بن گئے تو جب پوری دنیا پر زیرو لینڈ کی حکومت ہو گی تو آپ پوری دنیا کے حکمرانوں میں سے ہوں گے''۔ نانوتا نے کرنل فریدی کو ایک اور لالچ دیتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ والوں کا یہ خواب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھارے گا اور میں احمقوں کی جنت میں رہنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔ کرنل فریدی نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اور وہ علی عمران۔ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ کوئی بات اثر ہی نہیں کرتی تم لوگوں پر''...... نانوتا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تم لوگ عمران کو بھی اغوا کر کے لے آئے ہو''...... کرنل فریدی نے نانوتا سے کہا۔

''میں علی عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ میں تو صرف

آپ کو جانتی ہوں اور آپ کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں''۔ نانوتا نے ایک بار پھر کرنل فریدی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بہت ہی رومانٹک تھا۔

''معلوم نہیں تم کیسے دعویٰ کرتے ہو کہ تم ترقی یافتہ لوگ ہو۔ مجھے تو تم سب احمق لگتے ہو''...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نانوتا کا بھی منہ بن گیا اور غصے سے اس کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا لیکن وہ بولی کچھ نہیں۔ ان دونوں کے درمیان کچھ دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور فنچ اندر آ گیا۔

''ارے یہاں کا ماحول تو کچھ سنجیدہ سا لگ رہا ہے''...... اس نے نانوتا کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر ہیڈ کوارٹر اس شخص کے بارے میں نرم پالیسی اختیار نہ کرتا تو یہ شخص کب کا میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہوتا''...... نانوتا نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''کرنل۔ تم نے کیا کہہ دیا ہے نانوتا کو''...... فنچ نے کرنل فریدی سے شکایتی انداز میں کہا۔

''میں نے اسے یہ بتایا ہے کہ تم لوگ احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہو اور پوری دنیا پر حکومت کرنے کا جو تمہارا خواب ہے وہ کبھی پورا نہیں ہو گا''...... کرنل فریدی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے کرنل۔ اب ہمارا یہ خواب شرمندۂ تعبیر

ہونے کے قریب ہے''...... فنچ نے کرنل فریدی سے کہا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی اور اس مسکراہٹ کو دیکھ کر نانوتا کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔

''دیکھا۔ دیکھا فنچ۔ یہ کرنل فریدی کس طرح طنزاً مسکرا رہا ہے''۔ کچھ دیر پہلے تک نانوتا، کرنل فریدی سے بااخلاق لہجے میں بات کر رہی تھی اور اب وہ سارا ادب و آداب بھول گئی تھی۔

''کچھ دنوں کی بات ہے۔ کرنل سب طنز بھول جائے گا''۔ فنچ نے نانوتا سے کہا۔

''کاش۔ ہیڈ کوارٹر کرنل کے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دے''۔ نانوتا نے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر موجود مسکراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''تم غصہ رہنے دو نانوتا۔ کرنل کو زیرو لینڈ کی سیر کراؤ''...... فنچ نے نانوتا سے کہا۔

''تمہی کرا دو سیر۔ میں تو اس وقت شدید غصے میں ہوں''۔ نانوتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا نا۔ غصہ تھوک دو۔ کرنل کو اپنا مہمان سمجھو اور اسے زیرو لینڈ کی سیر کراؤ''...... فنچ نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ وہ چند لمحے تو منہ پھلائے کھڑی رہی پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے پہلے فنچ کی طرف اور پھر کرنل فریدی کی طرف دیکھا۔

''آئیں کرنل صاحب۔ آپ کو زیرو لینڈ کی سیر کرائیں۔ معلوم نہیں اب آپ کی زندگی کے کتنے دن باقی بچے ہیں''...... نانوتا نے ایک بار پھر بااخلاق لہجے میں کرنل فریدی سے کہا۔

''کیا ہوا ہے میری زندگی کو''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ دیکھنے کے بعد آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کو زندہ سلامت واپس جانے دیا جائے گا۔ اگر آپ ایسا سوچ رہے ہیں تو یہ آپ کی خام خیالی ہے۔ اب یا تو آپ کو ہمارے ساتھ شامل ہونا پڑے گا یا پھر آپ کا خاتمہ کر دیا جائے گا''...... نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ تمہارا ہیڈ کوارٹر میرے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس نرم پالیسی کی وجہ سے آپ زیرو لینڈ میں تین چار ماہ زندہ رہیں گے تاکہ آپ ان تین چار ماہ میں سوچ بچار کے بعد حتمی فیصلہ کر سکیں۔ اگر آپ کا فیصلہ زیرو لینڈ کے حق میں ہوا تو آپ کو واپس کافرستان بھجوا دیا جائے گا تاکہ وہاں آپ زیرو لینڈ کے کاز کے لئے کام کر سکیں اور اگر آپ کا فیصلہ زیرو لینڈ کے ہیڈ کوارٹر کی مرضی کے مطابق نہ ہوا تو پھر آپ کی موت یقینی ہو جائے گی''۔ نانوتا نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

''تین چار ماہ تو سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لئے بہت ہوتے

ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

اسی لمحے نانوتا نے دروازہ کھول دیا۔ کرنل فریدی اور فنچ بھی نانوتا کے ساتھ ہی باہر آ گئے۔ کرنل فریدی نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹی سی عمارت میں تھے۔ اس عمارت کی چار دیواری تقریباً دس فٹ اونچی تھی اور سامنے ہی ایک گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ عمارت سلور کلر کی تھی۔

''کرنل صاحب بہت ذہین انسان ہیں نانوتا۔ اب یہ اچھا فیصلہ کریں گے''...... فنچ نے کہا۔

''پتا چل جائے گا کہ یہ کتنا دانشمندانہ فیصلہ کرتے ہیں''۔ نانوتا نے فنچ سے کہا۔

''کرنل۔ زیرو لینڈ کی سیر تم پیدل کرو گے یا کار میں بیٹھ کر کرو گے''...... فنچ نے اس مرتبہ کرنل فریدی سے کہا۔

''پیدل سیر ہمیشہ ہی مفید رہتی ہے''...... کرنل فریدی نے فنچ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''او کے۔ آؤ''...... فنچ نے کہا اور اس کے بعد وہ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

اسے گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کرنل فریدی بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ نانوتا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ اس بلڈنگ میں کرنل فریدی کو اور کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر فنچ نے گیٹ کھولا اور پھر وہ تینوں اس بلڈنگ سے باہر نکل

آئے۔

باہر نکل کر کرنل فریدی نے دیکھا کہ وہ ایک شفاف سڑک پر تھا جس کی چوڑائی بہت زیادہ تھی اور ایسے لگتا تھا جیسے سڑک شیشے کی بنی ہوئی ہو۔ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ بنے ہوئے تھے لیکن فٹ پاتھ پر کوئی بھی آدمی دکھائی نہیں دے رہا تھا البتہ سڑک پر اکا دکا گاڑی دکھائی دے جاتی تھی۔ دور دور تک عمارتوں کا ایک طویل سلسلہ نظر آ رہا تھا اور ان تمام عمارتوں کا رنگ سلور تھا۔

وہ تینوں فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ تک ان کے درمیان خاموش رہی۔

''فٹ پاتھ پر لوگ نظر نہیں آ رہے''...... کرنل فریدی نے فنچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ کام کا وقت ہے اور اکثر لوگ اس وقت اپنے آفس میں ہیں۔ فراغت کے وقت لوگ واک کرنے کے لئے فٹ پاتھ پر آتے ہیں''...... فنچ نے کرنل فریدی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کاریں بھی آپ کو اس شہر میں کم تعداد میں نظر آ رہی ہیں''...... نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا زیرو لینڈ میں کئی شہر ہیں''...... کرنل فریدی نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ زیرو لینڈ ایک پوری دنیا کا نام ہے۔ اس دنیا میں کئی

شہر آباد ہیں اور ہم اس وقت جس شہر میں ہیں اس کا نام سلور سٹی ہے''۔ فنچ نے کرنل فریدی سے کہا۔

''حیرت انگیز''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر غور سے دیکھنے لگا۔

''تم لوگ تو کہتے تھے کہ زیرو لینڈ خلا میں موجود ہے لیکن یہ خلا تو نہیں ہے یہ تو زمین ہی ہے''...... چند لمحوں تک ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کرنل فریدی نے فنچ سے کہا۔

''ہم نے کبھی نہیں کہا کہ زیرو لینڈ خلا میں ہے۔ کسی سیارے پر ہے یا پھر زمین کے ہی کسی حصے میں ہے۔ تم قیاس آرائیاں کرتے رہو۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم تو صرف اتنا کہیں گے کہ زیرو لینڈ حیرتوں کی جگہ ہے۔ عجائبات کا مسکن ہے، سائنس کی انتہا ہے۔ جو یہاں پہنچ جاتا ہے واپس جانے کا خیال ہی دل میں نہیں لاتا''۔ نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

کرنل فریدی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس کی وجہ سے ان کے درمیان ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ وہ تقریباً پانچ منٹ تک چلتے رہے۔ پانچ منٹ بعد وہ ایک چوک پر پہنچ گئے۔ چوک کے درمیان میں ایک خوبصورت فوارہ لگا ہوا تھا جس میں سے پانی بہت ہی خوبصورت اشکال میں نکل رہا تھا۔ فوارے کے اردگرد خوبصورت گھاس اُگی ہوئی تھی اور اس گھاس میں انتہائی حسین پھول بھی نظر آ رہے تھے۔ کرنل فریدی اس فوارے کو دیکھتے

ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

''رات کے وقت اس فوارے کا منظر بہت ہی خوبصورت ہوتا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے اس فوارے پر اور چوک پر رنگوں کی برسات ہو رہی ہو''...... نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''اس شہر یعنی سلور سٹی کی کوئی حد بندی بھی ہے''...... کرنل فریدی نے نانوتا سے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے چاروں طرف ایک فصیل ہے۔ فصیل کے اوپر کئی فٹ تک انتہائی خطرناک شعاعیں ہیں جنہیں کوئی بھی کراس نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کراس کرنے کی کوشش کرے گا تو جل کر کوئلہ ہو جائے گا۔ اس لئے سلور سٹی میں بغیر اجازت کے نہ تو کوئی داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی باہر جا سکتا ہے''...... نانوتا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''اس لئے کرنل تم بھی یہاں سے فرار ہونے کا خیال کبھی اپنے دل میں مت لانا کیونکہ اس کا انجام سوائے موت کے کچھ نہیں ہو گا''...... فنچ نے کرنل فریدی سے کہا۔

''میں تمہاری طرح خیالوں کی دنیا میں نہیں رہتا۔ جب تک مجھے سلور سٹی میں رہنا ہوا رہ لوں گا اس کے بعد یہاں سے فرار ہو جاؤں گا''...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ایسی کوشش تم کر کے دیکھ لینا''...... فنچ نے طنزیہ انداز میں کرنل فریدی سے کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا وہ

فضا میں اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ کرنل فریدی نے پلک جھپکنے سے قبل ہی اسے اٹھا کر اوپر اچھال دیا تھا۔ فضا میں کافی اونچا جانے کے بعد وہ واپس زمین کی طرف آنے لگا۔ زمین پر آتے ہی اس کا رخ بدلا اور وہ تیر کی طرح کرنل فریدی کے سر کی طرف آیا۔ اس نے اپنی دونوں ٹانگیں سکیڑ لی تھیں اور جیسے ہی وہ کرنل فریدی کے سر کے قریب پہنچا اس کی ٹانگیں کسی اسپرنگ کی طرح کھلیں، کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے خود کو نیچے کیا اور وہ زمین پر بیٹھ کر یکدم سائیڈ پر ہو گیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو فنچ کے دونوں پاؤں اس کے سر پر لگنے تھے۔ فنچ زمین پر گر گیا۔

کرنل فریدی کے سائیڈ پر ہوتے ہی وہ بجلی کی تیزی سے زمین پر گر گیا اور کرالنگ کرتے ہوئے وہاں سے کچھ دور ہو گیا۔ اس کے بعد اٹھنے میں ان دونوں نے تاخیر نہیں کی۔ اٹھتے ہی دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے۔ اب فنچ کا چہرہ کسی درندے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی سرخی آ گئی تھی۔ وہ خونی نظروں سے کرنل فریدی کو دیکھ رہا تھا۔

پھر دونوں نے ہی ایک دوسرے پر چھلانگیں لگا دیں لیکن اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکراتے، کرنل فریدی پہلے رکا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آ گئی۔ ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں کرنل فریدی کی لات فنچ کی پسلیوں میں پڑی اور فنچ کی ایک چیخ بلند ہوئی۔

”فنچ۔ تم تو ابھی سے چیخنے لگ گئے“...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

فنچ کا جسم گیند کی طرح اچھلا اور پھر کرنل فریدی کے سینے میں آ لگا۔ کرنل فریدی کے پاؤں زمین سے اکھڑ گئے اور وہ دور جا گرا۔ فنچ نے ایک بار پھر اچھل کر اس کے پہلو میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی لیکن اس کے مدِمقابل کرنل فریدی تھا اس لئے وہ کرنل فریدی کو ٹھوکر نہ مار سکا۔ کرنل فریدی نے اس کا پاؤں پکڑ لیا اور پکڑ کر اسے گھما دیا۔ وہ گھومتا ہوا دور جا گرا۔ دور گرتے ہی وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہوتے ہی اس نے دوبارہ کرنل فریدی پر چھلانگ لگائی لیکن اس دفعہ وہ کرنل فریدی سے ٹکرانے کی بجائے دو قدم پہلے ہی رک گیا۔ کرنل فریدی اس دوران اپنے جسم کو حرکت دے چکا تھا لیکن جیسے ہی فنچ رکا کرنل فریدی کا جسم بھی فوراً ساکت ہو گیا۔ فنچ نے بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ حرکت کی اور کرنل فریدی کو فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی۔

کرنل فریدی کا ساکت جسم بھی فوراً ہی حرکت میں آ گیا۔ اس نے خود کو فنچ کی فلائنگ کک سے بچایا پھر جیسے ہی فنچ کے قدم زمین سے ٹکرائے کرنل فریدی نے اپنے بازوؤں کو حرکت دی اور اس کا ہاتھ فنچ کے منہ پر لگا۔ منہ پر لگنے والے تھپڑ نے فنچ کا دماغ چکرا کر رکھ دیا۔ کرنل فریدی نے اس کے منہ پر دوسرا تھپڑ بھی

مارنے کی کوشش کی لیکن اس نے خود کو نہ صرف یہ کہ اس تھپڑ سے بچایا بلکہ اس نے کرنل فریدی کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ ہاتھ پکڑتے ہی اس نے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا۔ جھٹکا لگنے سے کرنل فریدی اچھلا اور فضا میں اٹھتا ہوا دور جا گرا۔ فنچ نے اس کے پیچھے ہی چھلانگ لگائی۔ جیسے ہی کرنل فریدی زمین پر گرا فنچ بھی اس کے اوپر جا گرا لیکن کرنل فریدی نے پلک جھپکنے سے پہلے ہی کروٹ بدلی اور فنچ اس کے قریب ہی سینے کے بل زمین پر جا گرا۔ اس کا سینہ اور منہ زمین سے ٹکرائے جس کی وجہ سے اسے اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔ کرنل فریدی نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔ وہ فنچ پر سوار ہو گیا اور اس نے فنچ کے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ کا گھیرا اس کی گردن میں ڈالا اور اس کی گردن دبانے لگا۔ فنچ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا اور اس کے منہ سے بے معنی سی آوازیں نکلنے لگیں۔ اسی لمحے ان دونوں کے قریب ہی دھواں سے پھیل گیا۔ دھواں پھیلتے ہی کرنل فریدی کا سر چکرانے لگا اور پھر وہ بے ہوش ہو کر فنچ کے اوپر ہی گر گیا۔ فنچ اس سے پہلے ہی بے ہوش ہو چکا تھا۔ نانوتا جو کہ اس دوران خاموش تماشائی کی حیثیت سے ایک طرف کھڑی ہوئی تھی کرنل فریدی اور فنچ کے بے ہوش ہوتے ہی وہ ان کی طرف بڑھی اور پھر اس نے کرنل فریدی کو فنچ کے اوپر سے کھینچ لیا۔

''پہلے عمران ہمیں ذلیل و خوار کیا کرتا تھا اور اب وہی کام جوزف کر رہا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ دو گھنٹے پہلے ہی برازیل کے دارالحکومت برازیلیا پہنچے تھے۔ پاکیشیا سے وہ شمالی ایکریمیا کی ریاست لانامہ پہنچے تھے۔ لانامہ میں انہوں نے نئے میک اپ کئے تھے اور وہیں انہیں نئے کاغذات بھی مل گئے تھے البتہ جوزف نے کوئی میک اپ نہیں کیا تھا اس لئے اسے نئے کاغذات کی ضرورت بھی نہیں پڑی تھی۔ لانامہ سے وہ کولمبو پہنچے تھے جو جنوبی ایکریمیا کی ایک اہم ریاست تھی اور کولمبو سے انہیں برازیلیا کے لئے فلائٹ مل گئی تھی۔ طویل ترین سفر کے بعد وہ دو گھنٹے پہلے برازیلیا پہنچے تھے۔ برازیلیا میں انہوں نے رائل ہوٹل میں کمرے لئے تھے۔ ایک کمرہ روشی کے لئے تھا اور باقی دو کمرے مرد ممبران کے لئے تھے۔ انہیں ہوٹل میں بٹھا کر اور کافی کا

ایک کپ پینے کے بعد جوزف کہیں چلا گیا تھا اور اب ایک گھنٹے سے غائب تھا۔

''تنویر۔ تم تو جانتے ہو کہ عمران صاحب بھی بلاوجہ ہی غائب نہیں ہو جاتے بلکہ وہ مشن کے سلسلے میں کہیں جاتے ہیں اور جوزف بھی اب مشن کے سلسلے میں ہی گیا ہوا ہے''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ ہمیں سلور سٹی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔ جوزف اسی سلسلے میں معلومات حاصل کرنے گیا ہے''...... روشی نے بھی تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اب چونکہ صفدر اور روشی عمران اور جوزف کی حمایت میں بول رہے تھے لہذا تنویر منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

''تنویر صاحب کہتے تو ٹھیک ہیں۔ صاحب کی بعض عادتیں تو بہت ہی بگڑی ہوئی ہیں''...... سلیمان نے کہا۔ جب اسے پتا چلا کہ ٹیم عمران کی تلاش میں برازیل جا رہی ہے تو اس نے بلیک زیرو سے درخواست کی تھی کہ اسے بھی ٹیم کے ساتھ بھیج دیا جائے۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ سلیمان کی جوزف کے ساتھ نہیں بنتی اس لئے اس نے سلیمان سے وعدہ لیا کہ وہ جوزف کو تنگ نہیں کرے گا۔ سفر کے دوران اس کا احترام کرے گا اور اس کا ہر حکم مانے گا۔ جب سلیمان نے وعدہ کر لیا تو بلیک زیرو نے اسے بھی ٹیم کے ساتھ

جانے کی اجازت دے دی اور اب وہ ٹیم کے ساتھ تھا۔

''سلیمان۔ تم تنویر کی باتوں پر کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کرو گے''...... صفدر نے سلیمان سے کہا۔

''میں تو تنویر صاحب کی حمایت کر رہا ہوں صفدر صاحب۔ آپ ناراض ہو رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تنویر کی حمایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم بھی عمران صاحب کی طرح گہری باتیں کہہ جاتے ہو''۔ صفدر نے سلیمان سے کہا تو تنویر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''صفدر۔ اگر سلیمان مجھ پر طنز کرتا تو مجھے محسوس ہو جاتا۔ میں بچہ نہیں ہوں کہ مجھے کسی کی گہری بات سمجھ بھی نہ آئے''...... تنویر نے ناراض لہجے میں صفدر سے کہا۔

''ابھی تو اس نے گہری بات نہیں کی تھی لیکن آگے چل کر اس کی باتوں نے گہرا ہو جانا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے معلوم نہیں تھا کہ صاحب کی طرح ان کے ساتھی بھی نجومی ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ اب عمران صاحب بھی تمہیں استاد کہنے لگے ہیں اور تمہیں باتوں کی چھوٹ دے کر میں ٹیم کا ماحول خراب نہیں ہونے دوں گا''...... اس مرتبہ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ رہوں اور پتھر کا

صنم بن کر رہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تم پتھر کے صنم ہی بن کر رہو''...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس روشی۔ کیا آپ بھی مجھے صنم مانتی ہیں''...... سلیمان نے اچانک ہی روشی سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں تو تمہیں اپنا صنم نہیں مانتی البتہ اگر تم خود کو میرا صنم سمجھتے ہو تو سمجھتے رہو۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... روشی نے سلیمان کی بات پر مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری توبہ۔ میں بھلا خود کو آپ کا صنم کیسے کہہ سکتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کے انتظار میں ہیں''...... سلیمان نے فوراً ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''اگر تم ایسی باتیں کرو گے تو پھر میں تمہیں ہی اپنا صنم مان لوں گی اور تمہارے ہجر و فراق میں گیت بھی گاؤں گی''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس روشی۔ ایک بات میں نے خاص طور پر نوٹ کی ہے''۔ سلیمان نے روشی سے کہا۔

''وہ کیا''...... روشی نے پوچھا۔

''صنم ہمیشہ بے وفا ہی کیوں ہوتا ہے''...... سلیمان نے روشی سے پوچھا۔

''صنم بننے کی خواہش تمہیں ہے تو تمہیں ہی پتا ہونا چاہئے''۔

روشی نے کہا۔

''عمران صاحب نہ سہی، ان کا باورچی ہی سہی۔ ساتھیوں کو بوریت سے بچانے کے لئے کسی نہ کسی کا ہونا ضروری ہے''...... اس مرتبہ نعمانی نے کہا۔ روشی، صفدر، تنویر اور سلیمان کے علاوہ باقی وہ سب کافی دیر سے خاموش بیٹھے تھے۔

''جس طرح فلم میں ایک کامیڈین ضروری سمجھا جاتا ہے اسی طرح ٹیم میں ایک جوکر کی بھی ضرورت رہتی ہے''...... تنویر نے نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ایک بات تو بتاؤ تنویر''...... تنویر کی بات سننے کے بعد خاور نے اس سے کہا۔

''ہاں ہاں پوچھو۔ ایک کیا تم سو باتیں پوچھو''...... تنویر نے خاور سے کہا۔

''تمہیں عمران صاحب پر کس بات پر غصہ آیا رہتا ہے''۔ خاور نے تنویر سے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے۔ اس کی حرکتیں ہی ایسی ہوتی ہیں''۔ تنویر نے کہا۔

''لیکن اب تو عمران صاحب یہاں موجود نہیں ہیں اور تم ان کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف بول کر غیبت کے مرتکب ہو رہے ہو''...... اس مرتبہ صدیقی نے تنویر سے کہا۔

''اچھا۔ یہ غیبت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے۔ میں

آئندہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا''...... تنویر نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

''تنویر میں یہ خوبی ہے کہ یہ فوراً ہی اپنی غلطی تسلیم کر لیتا ہے''...... اس مرتبہ چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اپنی غلطی تسلیم کرنا بہت اچھی بات ہے''...... خاور نے بھی تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ جوزف کس وقت آئے گا''...... صفدر نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''جوزف نے برازیل کے جنگلات کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اور یہ معلومات اتنی آسانی سے تو نہیں مل جائیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ایک دو دن یا اس سے بھی زیادہ وقت انتظار کرنا پڑے''...... روشی نے کہا اور چونکہ روشی نے درست بات کی تھی لہذا سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں کمرے میں بند بیٹھے رہنے کی بجائے باہر نکلنا چاہئے۔ بازاروں، ہوٹلوں اور کلبوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے''۔ نعمانی نے کہا۔

''بات تو تمہاری دل کو لگتی ہے لیکن اس سے پہلے ہمیں جوزف سے بات کرنا پڑے گی کیونکہ وہ اس وقت ہمارا لیڈر ہے''...... صفدر نے نعمانی سے کہا۔

"جوزف کے پاس بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذاتی نیٹ ورک کا سیل سیٹلائٹ فون موجود ہے۔ اسے فون کر کے پوچھ لیتے ہیں"۔ صدیقی نے صفدر سے کہا۔

"میں اسے فون کرتی ہوں"...... روشی نے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون جیب سے نکال لیا پھر اس نے جوزف کے نمبرز پریس کئے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"ہیلو۔ جوزف اسپیکنگ"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ میں روشی بول رہی ہوں"...... روشی نے جوزف سے کہا۔

"یس مس روشی۔ خیریت تو ہے نا"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ یہاں تو خیریت ہی ہے لیکن تم کافی دیر سے گئے ہوئے ہو اس لئے ہمیں فکر ہو رہی ہے"...... روشی نے کہا۔

"مس روشی۔ میں ایک ایسے آدمی کی تلاش میں تھا جو گائیڈ کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ ایڈریس مجھے اس کا مل گیا ہے اور میں اب اس کی طرف جا رہا ہوں"...... جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم بھی یہاں گھومیں، پھریں۔ شاید ہمیں بھی کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے اور ہم سلور سٹی کی طرف بڑھ سکیں"...... روشی نے جوزف سے کہا۔

"بالکل ایسا ہو سکتا ہے مس روشی۔ آپ گھومیں پھریں۔ میں جیسے ہی واپس آنے لگوں گا تو آپ کو فون کر دوں گا"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"بس یہی بات تم سے کہنی تھی۔ او کے۔ گڈ بائے"...... روشی نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

"کیا خیال ہے۔ باہر اکٹھے چلا جائے یا گروپس کی صورت میں"...... خاور نے کہا۔

"زیادہ آدمی جلدی نظروں میں آ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں دو، دو کے گروپس میں جانا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ صفدر نے بالکل ٹھیک بات کی ہے۔ دو، دو کے گروپس میں جانا بہتر رہے گا"...... روشی نے کہا۔

"میں اور تنویر جاتے ہیں۔ دوسرا گروپ خاور اور صدیقی کا ہو جائے۔ تیسرا نعمانی اور چوہان جبکہ چوتھا گروپ روشی اور سلیمان بن جائے"...... صفدر نے گروپس بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے"۔ روشی نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے"...... تنویر نے روشی سے کہا۔

"او کے صفدر۔ پہلا گروپ تمہارا ہے لہٰذا یہاں سے روانہ بھی پہلے تمہی ہو"...... روشی نے صفدر سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اور تنویر چلے جاتے ہیں"...... صفدر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اس کے بعد وہ کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر تنویر بھی کھڑا ہو گیا اور پھر انہوں نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ ابھی انہوں نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ ان دونوں کا سر بری طرح چکرایا اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گئے۔ ان دونوں کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔

حصہ اول ختم شد

سلور جوبلی نمبر

25B
عمران سیریز نمبر

سلور ایجنٹ

حصہ دوم

ارشاد العصر جعفری

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

مصنف ----- ارشاد العصر جعفری
ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

شون اس وقت برازیلیا کی لیمو کالونی میں تھا۔ لیمو کالونی میں کوٹھی نمبر ون ون فور زیرو لینڈ کی ملکیت تھی۔ اس کوٹھی میں زیرو لینڈ کے تین ایجنٹ رہتے تھے۔ کہنے کو تو وہ برازیل کے سرکاری محکموں ملازم تھے لیکن دراصل وہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ تھے۔ برازیل میں زیرو لینڈ کا بہت بڑا نیٹ ورک تھا۔ کئی شہروں میں زیرو لینڈ کے ایجنٹ موجود تھے جو برازیل پر ہر وقت نظر رکھتے تھے۔

شون کے سامنے ٹیبل پر ایک کمپیوٹر، تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ اور چند فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ ایک فائل کو دیکھ رہا تھا کہ سفید رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بج اٹھی۔

"یس۔ شون اسپیکنگ"...... شون نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں رائل ہوٹل سے جانسن بول رہا ہوں"...... دوسری

طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... شون نے پوچھا۔

"باس۔ ہوٹل میں کچھ لوگ آ کر ٹھہرے ہیں۔ وہ مجھے مشکوک لگے تو میں نے اپنے کمرے میں بیٹھ کر کمپیوٹر سکرین پر انہیں چیک کیا اور باتیں سنیں تو کنفرم ہو گیا کہ ہمارے مطلوبہ آدمیوں کا ایک گروپ تو یہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جانسن۔ تمہیں یہ لوگ کیوں مشکوک لگے"...... شون نے اس سے پوچھا۔

"باس۔ ان کے ساتھ ایک حبشی ہے جو انہیں کمروں میں چھوڑ کر چلا گیا۔ باس۔ یہ لوگ الگ الگ ہوٹل میں آئے اور پھر ایک ہی کمرے میں جمع ہو گئے اور چونکہ آپ نے بتایا ہوا تھا کہ اگر کوئی حبشی ہوٹل میں آئے تو اس کی کڑی نگرانی کی جائے لہٰذا اس حبشی کو دیکھ کر میں فوراً ہی اپنے کمرے میں آ گیا۔ اپنے کمرے میں آ کر میں نے کمپیوٹر آن کیا تاکہ ان کی گفتگو سن سکوں اور ان کے مشکوک ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کر سکوں۔ اب میں ان کی باتیں سن رہا ہوں اور ان کی حرکتیں دیکھ رہا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ لوگ پاکیشیائی ہیں"...... جانسن نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہیں کیسے یقین آیا کہ یہ ہمارا پاکیشیا والا ٹارگٹ ہے"۔ شون نے کہا۔

"باس۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں کئی بار عمران کا نام لیا ہے اس

لئے میں نے اندازہ لگایا ہے یہ لوگ بھی مشکوک ہیں"...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ تم انہیں کمرے میں ہی بے ہوش کر دو پھر انہیں لیمو کالونی پہنچا دو"...... شون نے کہا۔

"او کے باس۔ یہ کچھ ہی دیر میں لیمو کالونی پہنچ جاتے ہیں"۔ دوسری طرف سے جانسن نے کہا۔

"انہیں لیمو کالونی پہنچانے کے بعد تم نے ریلیکس نہیں ہو جانا۔ یہ ابھی ایک گروپ ہے۔ ان کے بعد اور لوگ بھی آ سکتے ہیں"۔ شون نے تحکمانہ لہجے میں جانسن سے کہا۔

"او کے باس۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی۔

"انہیں بے ہوش کر دینے کے بعد تم نے مجھے فون کرنا ہے"۔ شون نے جانسن سے کہا۔

"رائٹ باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی تو شون نے بغیر کچھ کہے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے رسیور رکھے ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ دوبارہ سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ شون نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"یس شون اسپیکنگ"...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جانسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جانسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں جانسن۔ کیا وہ لوگ بے ہوش ہو چکے ہیں''......شون نے جانسن سے پوچھا۔

''یس باس۔ سوائے حبشی کے باقی تمام لوگ بے ہوش ہو چکے ہیں اور انہیں وین میں ڈالا جا رہا ہے''...... دوسری طرف سے جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سوائے حبشی کے۔ کہاں ہے یہ حبشی''...... شون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ حبشی کہیں گیا ہوا ہے۔ جب وہ واپس آئے گا تو اسے بھی اغوا کر لیا جائے گا''...... جانسن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ جو بے ہوش ہو چکے ہیں انہیں لے آؤ''......شون نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن پھر فوراً ہی ایک خیال کے تحت اس نے سفید رنگ کا ٹیلی فون سیٹ کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس مارٹو اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد کال رسیو ہوئی تو ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''مارٹو۔ جانسن کچھ آدمیوں کو وین میں لے کر آ رہا ہے۔ تم ان افراد کو تہہ خانے میں کرسیوں پر جکڑ دینا اور پھر مجھے بتانا''......شون

نے مارٹو سے کہا۔

''او کے باس''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو شون نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد سفید رنگ کے ٹیلی فون کی بیل ایک بار پھر بج اٹھی۔

''یس۔ شون اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ جانسن صاحب کچھ بے ہوش افراد کو لے آئے ہیں۔ ہم نے انہیں تہہ خانے میں پہنچا کر کرسیوں پر باندھ دیا ہے''۔ دوسری طرف سے مارٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''......شون نے کہا اور اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ چند منٹوں میں وہ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ یہ بہت بڑا تہہ خانہ تھا اور اس کی ایک دیوار کے ساتھ بہت سی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ نو کرسیوں پر نو افراد بے ہوشی کی حالت میں راڈز سے جکڑے ہوئے تھے۔ ان افراد میں ایک لڑکی تھی اور باقی مرد تھے۔ شون چند لمحے بے ہوش افراد کو گھورتا رہا پھر اس نے مارٹو کی طرف دیکھا۔

''باس۔ آپ کا حکم ہو تو میں انہیں گولیوں سے اڑا دوں''۔ مارٹو نے شون سے کہا۔

''نہیں ابھی نہیں۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ ابھی کافرستانی ایجنٹوں نے آنا ہے۔ جب ہم انہیں بھی گرفتار کر لیں گے پھر ان

سب کے میک اپ صاف کریں گے انہیں ایک دوسرے کا دیدار کرائیں گے اور پھر ایک ایک کر کے انہیں گولی ماریں گے''۔ شون نے مارٹو سے کہا۔

''باس۔ کیا میں ان کے میک اپ صاف کر دوں''...... جانسن نے شون سے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ کام بھی ابھی نہیں کرنا۔ جب یہ سب یہاں اکٹھے ہوں گے تو پھر ان کا میک اپ صاف کیا جائے گا''...... شون نے کہا تو جانسن نے اثبات میں سر ہلایا۔

''او کے۔ اب تم واپس جا سکتے ہو۔ ہاں جیسے ہی وہ حبشی واپس آئے تو اسے بھی یہاں پہنچانا ہے''...... شون نے جانسن سے کہا تو جانسن چلا گیا۔

''مارٹو''...... جانسن کے جانے کے بعد شون نے مارٹو سے کہا۔

''یس باس''...... مارٹو نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں شون سے کہا۔

''اس وقت جو افراد تمہیں تہہ خانے میں دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ معمولی افراد نہیں ہیں بلکہ یہ خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے تمہیں ان پر نظر رکھنی ہے۔ اگر تم سے کوئی غفلت یا غلطی ہوئی تو یہ تمہیں اذیتیں دے دے کر مار دیں گے''...... شون نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں باس۔ اب یہ زندہ حالت میں کرسیوں پر

سے نہیں اٹھ سکتے''...... مارٹو نے کہا۔

''ہونہہ۔ کافرستانی ایجنٹ آ جائیں پھر ان سے معلومات لینے کے بعد ان کا خاتمہ کر دینا ہے''...... شون نے مارٹو سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''باس۔ اگر کافرستانی ایجنٹ نہ آئیں تو''...... مارٹو نے مؤدبانہ لہجے میں شون سے کہا۔

''ہماری اطلاعات کے مطابق وہ لوگ کافرستان سے روانہ ہو چکے ہیں لہٰذا ایک دو دنوں میں ہی وہ لوگ بھی یہاں پہنچ جائیں گے۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ تم ان لوگوں کے پاس ہی ٹھہرو''۔ شون نے مارٹو سے کہا۔

''او کے باس''...... مارٹو نے کہا تو شون تہہ خانے سے نکل کر اوپر اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے کمپیوٹر آن کر دیا اور کی بورڈ اپنے قریب کر لیا۔ کمپیوٹر پر ابھی اس نے کوئی پروگرام اوپن نہیں کیا تھا کہ سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''یس۔ شون اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''سپر باس اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے سپر باس کی کرخت

آواز سنائی دی۔

''یس سپر باس۔ حکم''...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''برازیلیا پہنچ کر تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی''...... سپر باس کی سخت آواز سنائی دی۔

''سپر باس۔ پاکیشیائی ٹیم تو برازیلیا پہنچ کر میرے قبضے میں آ چکی ہے۔ اس وقت یہ لوگ ہماری لیمو کالونی کے تہہ خانے میں بے بس پڑے ہیں۔ انہیں کرسیوں پر باندھ دیا گیا ہے اور یہ گیس سے بے ہوش کئے گئے ہیں لہٰذا جب تک انہیں اینٹی گیس انجکشن نہیں لگیں گے یہ ہوش میں نہیں آ سکتے''...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ کتنے افراد ہیں یہ''...... سپر باس کی خوشی سے معمور آواز سنائی دی۔

''باس۔ یہ کل نو افراد ہیں جن میں ایک لڑکی اور آٹھ مرد ہیں۔ مردوں میں ایک حبشی بھی ہے''...... شون نے سپر باس کو قیدیوں کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان کا خاتمہ نہیں کیا ابھی تک''...... دوسری طرف سے سپر باس نے پوچھا۔

''سپر باس۔ ان کا حبشی ساتھی ہوٹل سے باہر گیا ہوا تھا اس لئے وہ ابھی تک اغوا نہیں ہو سکا۔ ہمارے آدمی اس کے انتظار میں ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس ہوٹل آئے گا ہمارے آدمی اسے بھی اغوا کر

لائیں گے پھر ان سب کو ایک ساتھ ہی گولیاں مار دی جائیں گی''...... شون نے کہا۔

''شون۔ خیال رکھنا یہ لوگ بہت ہی خطرناک ہیں''...... سپر باس کی آواز سنائی دی۔

''سپر باس۔ مارٹو مشین گن لئے ان بے ہوش افراد کے سروں پر کھڑا ہے۔ وہ نہ صرف بے ہوش ہیں بلکہ بندھے ہوئے بھی ہیں اس لئے ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے''...... شون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل فریدی کے ساتھی ابھی تک برازیلیا نہیں پہنچے''۔ دوسری طرف سے سپر باس نے کہا۔

''نو سپر باس۔ ابھی تک تو نہیں پہنچے جیسے ہی وہ لوگ یہاں پہنچیں گے ہماری نظروں میں آ جائیں گے اور پھر ہم نے انہیں بھی اسی انجام سے دوچار کرنا ہے جس انجام سے عمران کے ساتھی دوچار ہونے والے ہیں''...... شون نے تیز لیکن مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''عمران اور کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں ہیں اس لئے ان دونوں کے ساتھی اتنے خطرناک نہیں رہے لیکن پھر بھی تم نے محتاط رہنا ہے۔ سو فیصد نہ سہی یہ لوگ بیں، پچیس فیصد تو خطرناک ہوں گے ہی''...... دوسری طرف سے سپر باس نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں سپر باس اور میں پوری طرح ہوشیار ہوں"۔ شون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ عمران کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے"...... سپر باس نے کہا۔

"یس سپر باس"...... شون نے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع کر دی گئی۔ اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا، سفید رنگ کے ٹیلی فون کی بیل بھی بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ شون اسپیکنگ"......شون نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ حبشی واپس آ گیا ہے اور ہم نے اسے بے ہوش بھی کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی تو شون کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"گڈ۔ ویری گڈ جانسن۔ تم جلدی سے حبشی کو بھی لے آؤ"۔ شون نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"او کے باس۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جانسن نے کہا تو شون نے رسیور رکھ دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور جانسن کی صورت دکھائی دی پھر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے دو مسلح ساتھی ہسی اور جمی بھی تھے۔ ان کے ساتھ مارٹو بھی تھا۔

"لے آئے ہو تم اس حبشی کو"......شون نے جانسن سے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔ وہ حبشی بھی اس وقت تہہ خانے میں پہنچ چکا ہے"۔ جانسن نے کہا۔

"باس۔ اس حبشی کو میں نے زنجیر سے باندھ دیا ہے"...... اس مرتبہ مارٹو نے شون سے کہا۔

"میں تو چاہتا تھا کہ کافرستانی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا ایک ساتھ خاتمہ کروں لیکن ابھی سپر باس کا فون آیا ہے اور سپر باس نے حکم دیا ہے کہ ان لوگوں کا فوری طور پر خاتمہ کر دیا جائے اور جب کافرستانی ایجنٹ پکڑے جائیں تو اس وقت انہیں ختم کر دیا جائے لہٰذا سپر باس کا حکم مانتے ہوئے میں ان افراد کا فوری طور پر خاتمہ کر رہا ہوں"۔ شون نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔

"آؤ میرے ساتھ"......شون نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ سب تہہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔ تہہ خانے میں پہنچتے ہی وہ حیرت سے اچھل پڑے۔

”رانو۔ میں نے سنا ہے کہ تم برازیل کے جنگلات کے کیڑے ہو“...... جوزف نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی سے کہا۔ اس بوڑھے آدمی کی عمر اسی سال کے لگ بھگ تھی۔

یہ رانو تھا جو آج سے دو سال پہلے تک گائیڈ کے فرائض سر انجام دیتا رہا تھا۔ وہ اپنی خدمات ایسے افراد کو دیتا تھا جو برازیل کے جنگلات دیکھنا چاہتے تھے۔ دو سال پہلے تک وہ اچھا خاصا صحتمند انسان تھا۔ اسے دیکھنے والے اس کی عمر کا اندازہ ساٹھ اکسٹھ سال لگاتے تھے لیکن دو سال پہلے وہ بیمار ہوگیا اور اس بیماری نے اسے اس قابل ہی نہ چھوڑا کہ وہ اپنے کام کو برقرار رکھ سکے۔ پہلے وہ میلوں پیدل چل لیا کرتا تھا اور اب آٹھ دس قدم چل کر ہی اس کا سانس پھول جاتا تھا۔

”نوجوان۔ اب تم مجھے کیڑا کہہ سکتے ہو۔ دو سال پہلے تک میں

برازیل کے جنگلات کا اژدھا تھا، شیر تھا، چیتا تھا۔ جنگلی درندے تک مجھ سے خوفزدہ رہتے تھے لیکن افسوس کہ بیماری نے مجھے کیڑا بنا دیا“۔ بوڑھے رانو نے دکھی لہجے میں کہا۔

”رانو۔ میرا نام جوزف ہے اور میں پرنس آف افریقہ ہوں۔ افریقہ کے جنگلات کا شہزادہ“...... جوزف نے بارعب لہجے میں بوڑھے سے کہا تو وہ طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔

”تم ہنس رہے ہو مجھ پر“...... جوزف نے غصیلے لہجے میں اس سے کہا۔

”میں تم پر نہیں ہنس رہا بلکہ افریقی جنگلات پر ہنس رہا ہوں۔ افریقی جنگلات بھلا برازیل کے جنگلات کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں“۔ رانو نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”دنیا بھر میں افریقی جنگلات مشہور ہیں۔ برازیلی جنگلات نہیں“۔ جوزف نے کہا۔

”اس کی وجہ وہاں کے وچ ڈاکٹر ہیں جو چند کرتب سیکھ لیتے ہیں اور پھر دنیا والوں پر رعب ڈالتے ہیں۔ انہوں نے افریقی جنگلات کو ہوا بنایا ہوا ہے“...... رانو نے کہا۔

”اچھا۔ ان باتوں کو رہنے دو اور یہ بتاؤ کہ ریٹائرمنٹ کے بعد تمہارا گزارہ کیسے ہو رہا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”بس۔ کبھی کھانے کو مل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا“...... رانو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہوں۔ یہ لو۔ یہ رقم رکھ لو''...... جوزف نے برازیلی کرنسی کے نوٹوں کی ایک گڈی اسے دیتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ کس لئے''...... رانو نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''میں تم سے باتیں کروں گا اور یہ ان باتوں کا معاوضہ ہے۔ اگر ان باتوں کے دوران مجھے کوئی کام کی بات معلوم ہوگئی تو میں تمہیں اس کا معاوضہ علیحدہ دوں گا''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کیا تمہارے پاس بہت زیادہ پیسہ ہے''...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک گھنٹے پہلے تو نہیں تھا۔ ایک گھنٹہ پہلے میں ایک جوئے خانے میں گیا اور اس جیسی تین گڈیاں بنا لایا۔ ان میں سے مزید ایک گڈی تمہیں مل سکتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں گڈیاں تمہیں مل جائیں''...... جوزف نے کہا تو بوڑھے رانو کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''اگر تم اپنا سارا پیسہ مجھے دے دو گے تو خود کیا کرو گے''۔ رانو نے کہا۔

''مجھے پیسے کی پرواہ کبھی نہیں رہی ہے۔ مجھے جب بھی ضرورت پڑتی ہے میں جوئے خانے میں چلا جاتا ہوں اور جب باہر نکلتا ہوں تو میری جیبیں بھری ہوتی ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو تم باتیں۔ کیا باتیں کرنی ہیں تم نے''۔ بوڑھے رانو نے کہا۔

''رانو۔ کیا تم نے برازیل کے جنگلات کا راستہ دیکھا ہوا ہے''۔ جوزف نے اس سے پوچھا۔

''اس وقت جو میری عمر ہے اگر مجھے اس سے تین چار گنا زیادہ عمر بھی مل جائے تو میں برازیل کے جنگلات مکمل طور پر نہیں دیکھ سکتا۔ آج تک برازیل کی حکومت اندازہ نہیں لگا سکی کہ اس کے کتنے رقبے پر جنگلات ہیں''...... رانو نے جوزف سے کہا۔

''رانو۔ برازیل کے جنگلات میں وحشی اور آدم خور قبیلے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ان قبائل میں وحشیوں کی کون کون سی زبانیں بولی جاتی ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''تین چار زبانوں کے بارے میں تو میں جانتا ہوں''...... رانو نے کہا اور پھر اس نے زبانیں بتا دیں۔

''یہ زبانیں تو مجھے آتی ہیں''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو رانو ایک بار پھر حیران ہوا۔

''تم افریقہ کے رہنے والے ہو۔ تمہیں برازیلی وحشیوں کی زبان کیسے آتی ہے''...... رانو نے کہا۔

''میں وحشی قبائل کا پرنس ہوں۔ چاہے وہ قبیلے افریقی جنگلات کے ہوں یا برازیلی جنگلات کے''...... جوزف نے کہا تو بوڑھے رانو نے اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کیا تم بھی آدم خور وحشی ہو"...... بوڑھے رانو نے خوفزدہ لہجے میں جوزف سے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کبھی انسانی گوشت نہیں کھایا اور اب تو میں کئی برسوں سے تہذیت یافتہ دنیا میں رہتا ہوں لیکن میں قبائلی زبانیں اور رسم و رواج ابھی تک نہیں بھولا۔ افریقہ سے یہاں آتے ہوئے میں نے برازیلی قبائل کی زبانوں کو پڑھا ہے۔ وہ افریقی وحشی قبائلی زبانوں سے ملتی جلتی ہیں"...... جوزف نے رانو سے کہا تو اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ مجھ جیسا گائیڈ کوئی انسان جب جدید دنیا میں آنے جانے لگتا ہے تو پھر وہ بہت سا علم بھی دنیا والوں کو دیتا ہے اس لئے قبائلی زبانوں کی کتابیں بھی اب نظر آ جاتی ہیں لیکن یہ جدید دنیا کے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں اس لئے لوگوں کی ان کتابوں میں دلچسپی بھی نہیں ہوتی"...... رانو نے کہا۔

"رانو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ برازیل کے جنگلات میں کہیں کوئی جدید شہر بنایا گیا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ برازیل کے جنگلات میں جدید شہر بنایا گیا ہو"...... بوڑھے رانو نے حیران ہو کر کہا۔

"ایسا ہوا ہے رانو اور میں اسے ہی دیکھنے برازیل میں آیا ہوں"۔ جوزف نے کہا۔

"تمہیں غلط اطلاع ملی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... رانو نے

انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اس بات کو بھی رہنے دو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم برازیل کے جنگلات میں کہاں تک گئے ہوئے ہو"...... جوزف نے رانو سے پوچھا۔

"میں بہت اندر تک گیا ہوا ہوں۔ میں نے کئی وحشی قبائل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میری ایک وحشی سے تو دوستی بھی ہو گئی تھی۔ اسے جدید دنیا دیکھنے کا شوق تھا اور میں نے اسے جدید دنیا کی سیر کرائی تھی۔ میں کئی بار اس سے ملنے گیا تھا"...... رانو نے جوزف سے کہا۔

"کیا نام تھا اس وحشی کا اور وہ کس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا"۔ جوزف نے اس سے پوچھا۔

"اس کا نام"...... رانو نے سوچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔

"ہاں یاد آ گیا۔ اس کا نام راگالی تھا اور اس کے قبیلے کا نام باسو قبیلہ تھا"...... رانو نے کہا۔

"رانو۔ سوچ کر بتاؤ کہ کبھی تم نے ان جنگلات کی کوئی عجیب بات سنی ہو۔ اگر تمہیں کوئی ایسی بات یاد آ گئی تو کرنسی نوٹوں کا یہ بنڈل تمہارا ہو جائے گا"...... جوزف نے رانو سے کہا۔

نوٹوں کا بنڈل دیکھ کر رانو کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور وہ سوچ میں ڈوب گیا۔

’’ہاں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اسی راگالی نے مجھے ایک بات بتائی تھی جو مجھے بہت عجیب محسوس ہوئی تھی‘‘...... کچھ دیر تک سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد رانو نے سر اٹھا کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’رانو۔ کوئی فرضی بات مجھے نہ بتا دینا۔ سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کی مجھ میں قدرتی صلاحیت موجود ہے‘‘...... جوزف نے اسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں کہا۔

’’مجھے اندازہ ہے کہ تم خطرناک آدمی ہو اور جھوٹ پر تم مجھے قتل بھی کر سکتے ہو‘‘...... رانو نے کہا۔

’’قتل نہیں۔ جھوٹ بولنے والے کو تو میں اذیت ناک موت مارتا ہوں‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’ہاں ہاں۔ تم ایسا ہی کرتے ہو گے۔ میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا‘‘...... رانو نے کہا۔

’’او کے۔ بتاؤ۔ اس نے تمہیں کیا عجیب بات بتائی تھی‘‘۔ جوزف نے اس سے کہا۔

’’مجھے اچھی طرح یاد کر لینے دو‘‘...... رانو نے کہا اور وہ دوبارہ سوچنے لگا۔

’’اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ایک بار آسمان پر سیاہ بادل کے ایک ٹکڑے کو زمین پر اترتے دیکھا۔ جب وہ ٹکڑا زمین پر آ گیا تو اس کے مزید کئی ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک کالی چیز

برآمد ہوئی پھر اس چیز میں سے ایک انسان باہر آیا جسے راگالی نے دیوتا سمجھا۔ راگالی نے اسے دور سے دیکھا تھا اور دیوتا سمجھ کر وہ فوراً ہی جھک گیا تھا‘‘...... رانو نے کہا۔

’’ہونہہ۔ اس انسان یا دیوتا نے راگالی کو دیکھا تھا‘‘...... جوزف نے رانو سے پوچھا۔

’’نہیں۔ راگالی ایک وحشی اور جنگلی انسان تھا جو کہ بہت وہمی ہوتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ وہ قریب گیا تو دیوتا اس سے ناراض ہو جائے گا لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ آیا‘‘...... رانو نے کہا۔

’’راگالی سے تمہاری آخری ملاقات کب ہوئی تھی‘‘...... جوزف نے رانو سے پوچھا۔

’’تقریباً تین سال پہلے میری اس سے آخری ملاقات ہوئی تھی‘‘۔ رانو نے جوزف سے کہا۔

’’باسو قبیلہ تم نے دیکھا ہوا ہے‘‘...... جوزف نے ایک اور سوال رانو سے پوچھا۔

’’میں اس قبیلے کے بہت قریب تو نہیں گیا بس دور سے دیکھا ہوا ہے‘‘...... رانو نے کہا۔

’’کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہ قبیلہ کہاں ہے‘‘...... جوزف نے رانو سے کہا۔

’’ٹرم سٹی سے دو سو کلو میٹر دور ایک جنگل شروع ہوتا ہے اور اس جنگل میں دس دن کے مسلسل پیدل سفر کے بعد شمال مشرق میں یہ

قبیلہ آباد ہے لیکن اس قبیلے تک پہنچنا ناممکن ہے کیونکہ راستے میں خوفناک دلدلیں، زہریلے کیڑے، درندے، حشرات اور یہاں تک کہ آدم خود درخت بھی پائے جاتے ہیں“...... رانو نے جوزف سے کہا۔

”تم بھی تو اس قبیلے تک پہنچ گئے تھے“...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ تو راگالی تھا اور وہ جنگل کے راستوں سے واقف تھا اس لئے میں اس کے قبیلے کے قریب تک گیا تھا“۔ رانو نے کہا۔

”میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں جنگلات کا شہزادہ ہوں۔ درندے مجھ سے حال احوال پوچھتے ہیں اور درخت میرے کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہیں“...... جوزف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم زندگی سے بیزار آئے ہوئے ہو تو ضرور جاؤ“...... رانو نے منہ بنا کر کہا۔

”اب اگر تم مجھے نقشہ بنا کر باسو قبیلے کے راستوں کے متعلق سمجھا دو تو یہ خوشبودار کرنسی نوٹ تمہارے ہو جائیں گے“...... جوزف نے برازیلی کرنسی نوٹوں کا بنڈل اس کی ناک سے لگاتے ہوئے کہا۔

”تم جنگلی راستوں کو سمجھ سکو گے“...... رانو نے گہرے گہرے

سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں بار بار بتا رہا ہوں کہ میں خود پرنس آف جنگل ہوں۔ میں شہری راستوں کی نسبت جنگلی راستوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں“...... جوزف نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ کاغذ اور قلم مجھے دو۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہیں نقشہ بنا کر دوں اور ساتھ ہی سمجھا بھی دوں“...... رانو نے جوزف سے کہا تو جوزف نے جیب سے قلم اور کاغذ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

”کوشش کرتا ہوں میں“...... رانو نے جوزف سے کاغذ اور قلم لیتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر تک کاغذ پر جھکا رہا اور کاغذ پر الٹی سیدھی لائنیں ڈالتا رہا۔ کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور جوزف کی طرف دیکھا۔

”مجھ سے جیسے بھی نقشہ بنا ہے میں نے بنا دیا ہے۔ آؤ اب تمہیں سمجھا بھی دوں“...... رانو نے جوزف سے کہا۔ جوزف اس کے قریب ہو گیا اور رانو نے وہ نقشہ زمین پر پھیلا دیا۔ اس کے بعد وہ جوزف کو سمجھانے لگا۔ نقشہ سمجھنے کے ساتھ ساتھ جوزف، رانو سے مختلف سوال بھی کرتا رہا۔

”مجھے یقین ہے کہ تمہاری یہ باتیں میرے کام آئیں گی“۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر نوٹوں کا یہ بنڈل میرا ہوا نا“...... رانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ نوٹ تمہارے ہوئے''...... جوزف نے اس سے کہا اور پھر اس نے برازیلی کرنسی کا بنڈل رانو کو دے دیا۔

''اوہ۔ شکریہ۔ تم پھر کب جوا کھیلنے جاؤ گے۔ مجھے ضرور بتانا''...... رانو نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بالکل بتاؤں گا۔ اب میں چلتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر رانو کے چھوٹے سے گھر سے باہر آ گیا۔ گلی سے ہوتا ہوا وہ سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر ٹریفک کا ہجوم تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا بس سٹاپ تک پہنچ گیا۔ بس سٹاپ کے قریب ہی دو تین ٹیکسیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

''یس سر۔ کہاں جائیں گے''...... جب وہ ٹیکسی میں بیٹھ چکا تو ڈرائیور نے پوچھا۔

''رائل ہوٹل چلو''...... جوزف نے کہا تو ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔ تقریباً دس منٹ کے بعد ٹیکسی رائل ہوٹل کے سامنے جا کر رک گئی۔ جوزف نے میٹر دیکھا۔ کرایہ اور ٹپ دی۔ اس کے بعد وہ ٹیکسی سے نیچے اترا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

جوزف نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ بہت سے لوگ آ جا رہے تھے لیکن جوزف کو مشکوک آدمی کوئی بھی نظر نہ آیا۔ وہ ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ اندر داخل ہو کر اس نے ایک نظر ہال پر ڈالی۔ اس وقت ہال میں زیادہ افراد نہیں تھے۔ بہت سی میزیں خالی تھیں۔

ہال کا جائزہ لینے کے بعد جوزف سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ دو منٹ بعد وہ اپنے کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کا سر چکرانے لگا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت اور دیواریں تیزی سے گھوم رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد اس کا سر سامنے رکھی ہوئی میز پر جا لگا۔ وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکا تھا۔

''ہمیں معلوم ہے کہ تم مطالعے کے شوقین ہو اس لئے ہم نے اس کمرے میں بہت سی کتابیں رکھ دی ہیں''...... سنگ ہی نے عمران سے کہا۔ وہ اور تھریسیا ابھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ عمران کرسی پر بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا صرف کتابیں ہی پڑھ رہا تھا۔

''بھتیجوں کے شوق پورے کرانا چچاؤں کے فرائض میں شامل ہوتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صرف کتابوں میں ہی نہ کھوئے رہا کرو۔ کچھ گھومو پھرو بھی''۔ تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی خوب کہی۔ باہر جاتے وقت تم دروازہ بند کر جاتی ہو۔ جو کھلنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اب میں کیسے باہر نکل کر گھومو پھروں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہارا موڈ سیر کرنے کا ہو تو ہم تمہیں ابھی زیرو لینڈ کی سیرا کرا دیتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں۔ دکھا دو۔ ہم بھی دیکھیں تمہارا زیرو لینڈ''...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

تمہاری ساتھی جولیا کو میں نے اس کمرے میں بلوا لیا ہے۔ وہ آ جائے تو پھر ہم چاروں سیر کے لئے نکلیں گے''۔ تھریسیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لڑکی اندر آ گئی۔ اس لڑکی کے کندھے پر جولیا تھی جو اس وقت بے ہوش تھی۔

''اسے بیڈ پر لٹا دو''...... تھریسیا نے تحکمانہ لہجے میں لڑکی سے کہا تو اس نے جولیا کو بیڈ پر لٹا دیا۔

''سیتا۔ اینٹی گیس انجکشن بھی لائی ہو''...... سنگ ہی نے لڑکی سے پوچھا۔

''یس سر''...... سیتا نے کہا پھر اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک ڈسپوز ایبل سرنج اور ایک انجکشن نکال لیا اس کے بعد اس نے انجکشن تیار کیا اور جولیا کے بازو میں لگا دیا۔

''او کے سیتا۔ اب تم جا سکتی ہو''...... جب سیتا جولیا کو انجکشن لگا چکی تو تھریسیا نے اسے جانے کا حکم دیا۔

''او کے مس۔ تھینک یو''...... سیتا نے کہا اور پھر وہ کمرے سے

باہر چلی گئی۔ چند لمحوں بعد جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر کچھ ہی دیر بعد جولیا کو ہوش آ گیا اور وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"تھریسیا۔ اس دفعہ تو سنگ ہی نے مجھ پر گیس فائر کر کے تمہاری جان بچا لی ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ تم ہر بار بچ جاؤ۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ ایک نہ ایک دن تو اسے چھری کے نیچے آنا ہی پڑتا ہے"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری خوش قسمتی ہے جولیا کہ سنگ ہی نے لڑائی بند کرانے کے لئے ہم پر گیس فائر کر دی۔ اگر سنگ ہی مداخلت نہ کرتا تو یہ لڑائی بند نہ ہوتی"...... تھریسیا نے جولیا سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"کیا مطلب۔ کیا تم دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہے"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہمارے درمیان کوئی ایسی بات نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"جولیا۔ عمران تو زیرو لینڈ کی سیر کرنے جا رہا ہے۔ کیا تم بھی اس کے ساتھ جاؤ گی"...... سنگ ہی نے جولیا سے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی تو تمہارے زیرو لینڈ کو دیکھوں"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ پھر چلیں"...... تھریسیا نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے پیچھے سنگ ہی، عمران اور جولیا بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ عمران نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹی سی اور خوبصورت عمارت تھی جس کی دیواریں بہت ہی بلند تھیں۔

"تم لوگ زیرو لینڈ کی سیر پیدل کرنا چاہو گے یا کار میں"۔ سنگ ہی نے عمران اور جولیا سے پوچھا۔

"ہم پیدل ہی سیر کریں گے"...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

"او کے۔ جیسے تمہاری مرضی"...... سنگ ہی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھے۔ گیٹ بہت بڑا تھا اور اس پر سلور کلر کیا گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس عمارت سے باہر آ گئے۔ باہر آ کر انہوں نے بہت کشادہ سڑکیں دیکھیں جو شیشے کی طرح چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ سڑک پر ٹریفک کا زیادہ رش نہیں تھا۔ اس لئے وہ بڑی آسانی سے سڑک پر چل رہے تھے۔ یہاں بہت سی بلڈنگز تھیں جو سائز میں چھوٹی بڑی تھیں لیکن رنگ سب کا ایک ہی جیسا تھا۔ سب عمارتیں سلور کلر کی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے۔ انہیں دو چوک بھی دکھائی دیئے تھے۔ چوکوں پر فوارے لگے ہوئے تھے۔ یہ منظر بہت ہی خوبصورت تھا۔ جولیا اور عمران دلچسپ نظروں سے اردگرد کی چیزوں کو دیکھ رہے تھے۔

"کیوں عمران۔ زیرو لینڈ پسند آ رہا ہے نا"...... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ زیرو لینڈ نہیں ہے"...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بالکل حقیقت ہے کہ تم اور ہم اس وقت زیرو لینڈ میں ہیں"۔ سنگ ہی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ زیرو لینڈ کہیں فضا میں قائم کیا گیا ہے جبکہ ہم اس وقت زمین پر ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو بھتیجے کہ ہم زمین پر ہی ہیں"...... سنگ ہی نے عمران سے کہا۔

"زمین پر کہیں کہیں جو مٹی ہے۔ میں اس مٹی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ ہم زمین پر ہی ہیں"...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

"عمران۔ چھوڑو ان باتوں کو اور زیرو لینڈ کی خوبصورتی کو انجوائے کرو"...... تھریسیا میٹھی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔ جولیا کو اس کے اس انداز پر غصہ آ گیا اور اس نے بازو گھما کر تھریسیا کے پیٹ میں مارا۔ تھریسیا کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ دہری ہو گئی لیکن پھر اسی لمحے اس کی ٹھوکر جولیا کی پشت پر لگی اور جولیا لڑکھڑا کر گر پڑی۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی کہ ایک بار پھر اس کی کمر پر لات لگی اور وہ اوندھے منہ فٹ پاتھ پر گری لیکن اگلے ہی لمحے وہ سپرنگ کی طرح اچھلی اور کافی بلندی

تک چلی گئی۔ بلندی پر جاتے ہی وہ عقاب کی سی تیزی سے واپس زمین کی طرف پلٹی اور تھریسیا پر جھپٹی اور تھریسیا کو اپنے ساتھ لیتی ہوئی فٹ پاتھ پر گر گئی۔ تھریسیا نے نیچے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اس کے بال پکڑے اور اس کے سر کو فٹ پاتھ سے ٹکرانے لگی۔ تھریسیا کی نظروں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے اور اس نے تڑپ کر کروٹ بدلی۔ اس کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے جولیا اس کے پہلو میں گر گئی اور تھریسیا کے بال اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ ساتھ ہی تھریسیا کا مکا بھی اس کے پہلو میں پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ درد کی شدید ترین لہریں اس کے سارے جسم میں دوڑنے لگیں لیکن اس درد کے باوجود اس نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلیں اور تھریسیا سے دور ہو گئی۔ وہ فٹ پاتھ سے اٹھ ہی رہی تھی کہ تھریسیا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اٹھتے اٹھتے جولیا دوبارہ زمین پر لیٹی اور اس نے برق رفتاری سے ایک کروٹ بھی بدل لی۔ تھریسیا اس جگہ آ گری جہاں نصف سیکنڈ پہلے جولیا موجود تھی۔ تھریسیا فٹ پاتھ پر گری ہی تھی کہ اس کے سر پر جولیا کی ٹھوکر لگی اور اس کا ماتھا فٹ پاتھ کی سخت زمین سے ٹکرایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا۔ اس نے جولیا کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جو مکے کی صورت میں اس کے منہ کے قریب پہنچ ہی چکا تھا۔ اس نے جولیا کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مروڑنا چاہا لیکن

جولیا نے دوسرے ہاتھ کا مکا اس کے ماتھے پر مار دیا۔ اس کے سر کو جھٹکا لگا اور اس کا سر پھر فٹ پاتھ سے ٹکرایا۔ جولیا کے ہاتھ پر اس کی گرفت کمزور پڑ گئی تو جولیا نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان یہ لڑائی جاری رہتی۔ وہاں ایک دم ہی دھواں سا پھیل گیا اور اس دھویں کی وجہ سے صرف جولیا اور تھریسیا ہی نہیں بلکہ عمران اور سنگ ہی بھی جو اس دوران لاتعلق سے ایک طرف کھڑے ہوئے تھے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

جوزف کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کرسی پر بندھے پایا۔ اس نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی۔ اس کے تمام ساتھی بھی موجود تھے اور وہ سب بھی راڈز والی کرسیوں سے جکڑ دیئے گئے تھے۔ اسے اس کی جسامت کی وجہ سے زنجیر سے باندھا گیا تھا۔ راڈز اس کے جسم پر فٹ نہ ہو سکے ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ تہہ خانے میں ہیں۔ جائزہ لینے کے بعد اس نے زنجیریں توڑنے کے لئے زور لگایا۔ دشمنوں کے آنے سے پہلے خود کو آزاد کرانا ضروری تھا ورنہ ان سب کی زندگیاں خطرے سے دوچار ہو سکتی تھیں۔

زنجیر بہت ہی مضبوط تھی اور زور لگانے سے جوزف کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا۔ تقریباً پانچ منٹ تک زور لگانے کے بعد زنجیر ایک جھٹکے سے ٹوٹ گئی۔ چونکہ جوزف نے آگے کی طرف زور

لگایا ہوا تھا اس لئے زنجیر کے ٹوٹتے ہی وہ فرش پر جا پڑا۔ فرش پر گرتے ہی وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

ہوٹل کے کمرے میں وہ گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا اس نے سوچا کہ اس کے ساتھی بھی یقیناً گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہوں گے۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس بُو کا احساس ہو گیا تھا اور اس نے فوراً ہی اپنا سانس روک لیا تھا اور ذہن کو بھی بلینک کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر بھی گیس نے اس پر اثر کیا تھا لیکن یہ اثر بہت کم تھا شاید اسی وجہ سے وہ خودبخود ہوش میں آ گیا تھا۔ اگر اس پر گیس کا مکمل اثر ہوتا تو پھر شاید وہ خودبخود ہوش میں نہیں آ سکتا تھا۔

زنجیر سے آزاد ہوتے ہی وہ ایک دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھا۔ تہہ خانے کا جائزہ لیتے وقت اس نے اس الماری کو بھی دیکھ لیا تھا اور اس کے خیال کے مطابق اس الماری میں اینٹی گیس انجکشن موجود ہونے چاہئیں۔ اس نے الماری کھولی تو الماری میں بہت سا سامان رکھا ہوا نظر آیا۔ اس سامان میں میڈیکل باکس بھی تھا۔ اس نے میڈیکل باکس کھول کر دیکھا تو اس میں سرنجیں، طاقت کے انجکشن، اینٹی گیس، کاٹن، مختلف محلول کی چند بوتلیں اور دیگر بھی بہت سی دوائیاں موجود تھیں۔ اس وقت اسے صرف اینٹی گیس انجکشن کی ضرورت تھی۔ اس نے تین انجکشن اور سرنج اٹھائی اور پھر دو ہی منٹ میں وہ تمام ساتھیوں کو انجکشن لگا کر فارغ ہو چکا

تھا۔ انجکشن لگانے کے بعد اس نے راڈز اور کرسیوں کا جائزہ لیا تو اسے کرسیوں کی پشت پر ایک ایک بٹن نظر آ گیا۔ اس نے جیسے ہی وہ بٹن دبائے راڈز غائب ہو گئے۔

راڈز کے غائب ہونے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اب ان کے جسموں میں حرکت کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ ابھی اس کے ساتھی پوری طرح ہوش میں نہیں آئے تھے کہ اسے سیڑھیوں پر آہٹ محسوس ہوئی اور اس نے چونک کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ سیڑھیوں پر اسے پانچ آدمی دکھائی دئے۔ ان سب کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے۔ شاید وہ جوزف کو ہوش میں اور آزاد دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

ان پانچوں میں سب سے آگے جو تھا اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ آخری دو آدمیوں کے کندھوں پر مشین گنیں تھیں۔ جوزف کے خیال کے مطابق سب سے آگے ان کا باس تھا۔ اس نے مشین پسٹل کا رخ جوزف کی طرف کر دیا اور ٹریگر پر دباؤ ڈالا لیکن جوزف اپنی جگہ پر پُرسکون کھڑا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک یہ اپنی حیرت دور نہیں کرے گا اسے گولی نہیں مارے گا۔

جیسے ہی سب سے آگے والے آدمی نے جوزف کی طرف مشین پسٹل کا رخ کیا۔ مشین گنوں سے مسلح آدمیوں نے بھی اپنے کندھوں سے مشین گنیں اتار کر جوزف کی طرف کر لیں اور وہ ہوشیار نظر آنے لگے۔ مشین پسٹل والا چند لمحے تو جوزف کو گھورتا پھر

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ پھر وہ سب سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گئے اور اس دوران صفدر وغیرہ بھی مکمل ہوش میں آ گئے۔

''تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے اور تم نے زنجیر کیسے کھول لی''۔ مشین پسٹل والے نے جوزف سے پوچھا۔

''پہلے تم اپنا تعارف کراؤ پھر میں تمہارے ان سوالوں کا جواب دوں گا۔ جن کے جواب مجھے آتے ہوں گے''...... جوزف نے مشین پسٹل والے سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔

''میرا نام شون ہے اور میں ان کا باس ہوں''...... مشین پسٹل والے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ میں تمہاری کوئی حیثیت بھی ہے یا تم بے حیثیت آدمی ہو''...... جوزف نے اس سے پوچھا۔

''یہ جاننا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے اور اب تم نے سوال نہیں کرنے۔ صرف جواب دینے ہیں''...... شون نے کہا۔

''او کے۔ پوچھو۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... جوزف نے شون سے کہا۔

''سب سے پہلے تو تم یہ بتاؤ کہ تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے''...... شون نے اس سے پوچھا۔

''میں بے ہوش کیسے ہوا اور ہوش میں کیسے آیا یہ میں خود بھی نہیں جانتا''...... جوزف نے کہا۔

''زنجیر تم نے کیسے کھولی''...... شون نے جوزف سے دوسرا سوال پوچھا تو جوزف نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

''زنجیر میں نے کھولی نہیں ہے بلکہ توڑی ہے۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ زنجیر ٹوٹی ہوئی ہے''...... جوزف نے شون سے کہا تو شون اور اس کے ساتھیوں کی نظریں بے اختیار زنجیروں کی طرف گئیں اور یہی وہ لمحہ تھا جب جوزف، تنویر اور خاور اپنی جگہ سے اچھلے اور اڑتے ہوئے مسلح افراد سے جا ٹکرائے۔ جوزف شون سے ٹکرایا تھا اور وہ جوزف کے بھاری جسم کے نیچے دب گیا۔ اس نے جوزف کے نیچے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جوزف نے اس کی کنپٹی پر ایک مکا مار دیا۔ شون کو ایسے لگا جیسے کوئی بھاری پتھر اس کی کنپٹی پر لگا ہو۔ جوزف کا ایک ہی ہاتھ اسے کافی رہا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ جوزف اس کے اوپر سے اٹھ گیا۔ جوزف نے تنویر اور خاور کی طرف دیکھا۔ وہ باقی افراد کا خاتمہ کرنے کے بعد کھڑے ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔ انہیں مطمئن دیکھ کر جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے شون کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور کرسی کی پشت پر لگا بٹن پریس کیا تو راڈز ظاہر ہو گئے اور شون راڈز میں جکڑا گیا۔ جوزف الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور ایک خنجر نکال لیا۔

''جوزف۔ ایسے کام ہمیں کہہ دیا کرو۔ آخر تم ہمارے لیڈر ہو''۔ نعمانی نے جوزف سے کہا۔

''نعمانی صاحب۔ جنگلات میں، میں آپ کا قائد ہوں۔ وہاں تک میں آپ کی رہنمائی کروں گا لیکن آپ پر حکم چلانے کا مجھے کوئی اختیار نہیں ہے''...... جوزف نے نعمانی سے کہا۔

''چیف نے تمہیں لیڈر بنا کر بھیجا ہے اور لیڈر حکم دے سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''آپ سب میرے باس، میرے آقا کے ساتھی ہو اور غلام اپنے آقا کے ساتھیوں پر حکم نہیں چلا سکتا''...... جوزف نے کہا تو ان سب نے عمران کے لئے جوزف کی عقیدت کو بڑی شدت سے محسوس کیا اور ان سب کے چہروں پر جوزف کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔ جوزف ان کے تاثرات سے بے نیاز شون کے سامنے کے رخ پر آ گیا اور اس نے ایک بھرپور تھپڑ شون کے منہ پر مار دیا۔ اس تھپڑ کی آواز پورے تہہ خانے میں گونجی۔ یہ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ شون کا گال پھٹ گیا اور پھٹے ہوئے گال سے خون رسنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی شون چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

''شون۔ تم زیرو لینڈ کے اہم آدمیوں میں سے ہو''...... جوزف نے شون سے کہا۔

''نہیں۔ میں تو ایک معمولی سا کارندہ ہوں''...... شون نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ ہم کس مقصد کے تحت برازیل آئے ہیں''۔ اس مرتبہ روشی نے شون سے پوچھا۔

''ہاں۔ تمہارا ساتھی علی عمران اغوا ہو گیا ہے اور تم اسے تلاش کرنے آئے ہو''...... شون نے کہا۔

''اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ عمران کو سلور سٹی پہنچایا گیا ہے''۔ روشی نے کہا۔

''ہاں۔ عمران اور تمہاری ساتھی لڑکی جولیا سلور سٹی میں ہیں''۔ شون نے کہا۔

''تم سلور سٹی کے بارے میں جانتے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم عام سے کارندے نہیں ہو''...... شون نے طنزاً کہا۔

''سلور سٹی کا نام تو زیرو لینڈ کا عام ورکر بھی جانتا ہے میں تو پھر بھی برازیلیا میں زیرو لینڈ کا انچارج ہوں''...... روشی کے طنز کے جواب میں شون نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''شون۔ ہمیں سلور سٹی تک پہنچنے کا طریقہ معلوم کرنا ہے''۔ جوزف نے شون سے کہا۔

''اگر کسی کو سلور سٹی کا راستہ معلوم ہے تو پھر پوچھ لو''...... شون نے بدستور طنزیہ انداز میں کہا۔

''ہم کسی سے نہیں صرف تم سے پوچھ رہے ہیں''...... جوزف نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

''مجھے تو نہیں معلوم۔ میں تو کبھی بھی سلور سٹی نہیں گیا''۔ شون نے جوزف سے کہا۔

''میں چاہتا تھا کہ تمہاری توڑ پھوڑ نہ ہو لیکن جب تم خود ہی

اپنے آپ کو نہیں بچانا چاہتے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کیا۔

''میں پہلے تمہاری دونوں آنکھیں نکالوں گا اور رفتہ رفتہ تمہارا جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دوں گا''...... جوزف نے سرد لہجے میں کہا لیکن شون پُرسکون انداز میں بیٹھا رہا۔ وہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ تھا اور ایسی دھمکیوں کو خاطر میں لانے والا نہیں تھا۔

جوزف نے ایک دو لمحے تو اس کے جواب کا انتظار کیا لیکن جب اس نے جواب نہ دیا تو جوزف کا بلند ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تو شون کی چیخ بلند ہو گئی۔ اس کی ایک آنکھ فرش پر آ گری تھی۔ وہ راڈز سے جکڑا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے جسم کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ آنکھ نکالنے کے بعد جوزف نے خنجر چلایا اور اس دفعہ شون کا ناک آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔ شون کی ایک اور چیخ بلند ہو گئی۔ جوزف نے اس کی دوسری آنکھ پر انگوٹھا رکھا اور ناک کے کٹے ہوئے حصے پر خنجر کا دستہ مارا تو شون کی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

''تمہیں سلور سٹی کا راستہ معلوم ہے شون''...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں''...... شون نے درد کی شدت کی وجہ سے چیختے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال رہا ہوں''

جوزف نے کہا اور اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کر لیا۔

''ٹھہرو۔ بتاتا ہوں''...... شون نے چیختے ہوئے کہا لیکن اسی وقت اس کے منہ سے خون ابل پڑا اور اس کا سر ایک طرف گر گیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

''یہ۔ یہ تو مر گیا''...... جوزف نے شون کو مرتے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''یہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ تھا اس سے سلور سٹی کا ایڈریس معلوم کر لینا ممکن نہیں تھا''...... صفدر نے جوزف سے کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ یہاں تو زیرو لینڈ کے اور ایجنٹ بھی آ سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''اوپر بھی لوگ موجود ہوں گے۔ ہمیں ان کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا اور جوزف معلومات لینے گیا تھا۔ یہ کوئی نہ کوئی بات تو معلوم کر ہی آیا ہو گا''...... روشی نے کہا۔

''ہاں۔ ان کا اسلحہ اٹھا لو اور چلو اوپر''...... صفدر نے کہا تو انہوں نے دونوں مشین گنیں اور مشین پسٹل اٹھا لئے۔

''الماری میں بھی اسلحہ موجود ہے۔ باقی ساتھی وہاں سے اسلحہ اٹھا سکتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

باقی ساتھیوں نے بھی الماری میں سے مشین پسٹل اٹھا لئے اور ان پر سائلنسر بھی فٹ کر لئے۔ اس کے بعد وہ اوپر پہنچے۔ اوپر دس آدمی تھے انہوں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔

''ہمیں یہاں کی تلاشی بھی لے لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے''...... سلیمان نے کہا جو کہ اس تمام عرصے میں خاموش رہا تھا۔ اس کی بات سن کر سب نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ سب مختلف کمروں میں پھیل گئے اور تقریباً دو منٹ بعد وہ اکٹھے ہو گئے۔

''یہ ایک ڈائری ہے جس پر شون لکھا ہوا ہے''...... روشی نے ان سب کو ایک ڈائری دکھاتے ہوئے کہا جبکہ باقی کسی بھی ساتھی کو کوئی کام کی چیز نہیں ملی تھی۔

''اب یہاں سے نکلنے کی کی جائے۔ ڈائری ہم کہیں اور جا کر پڑھ لیں گے۔ مجھے اب یہاں خطرہ محسوس ہو رہا ہے''...... جوزف نے کہا تو وہ سب اس کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ابھی وہ کوٹھی سے چند میٹر دور گئے ہوں گے کہ انہیں دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ جس کوٹھی میں وہ چند لمحے پہلے موجود تھے وہ ملبے کا ڈھیر بن چکی تھی اور وہاں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

''عمران کو بھی قبل از وقت خطرے کا احساس ہو جاتا ہے اور جوزف کو بھی''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ اس میں عمران صاحب اور جوزف کی خوبی نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہمیں خود ہی کوئی ٹھکانہ دیکھنا چاہئے۔ ہم اتنے سارے لوگ

ہیں فوراً ہی نظروں میں آ سکتے ہیں''...... روشی نے ان سے کہا تو اسی وقت انہیں ایک کوٹھی پر برائے فروخت کا بورڈ لگا ہوا نظر آیا۔ اس وقت اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی لہٰذا چند ہی لمحوں میں وہ سب اس کوٹھی کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے شون کی ڈائری پڑھی۔ ڈائری میں ائیر کار کا ذکر تھا اور اس کی تفصیلات بھی بتائی گئی تھیں۔ روشی نے سب کو ائیر کار کی تفصیلات پڑھ کر سنا دیں۔

''مجھے یقین ہے مس روشی کہ اب ہم سلور سٹی پہنچ جائیں گے''۔ جوزف نے روشی سے کہا۔

''کیا اس ائیر کار کے ذریعے۔ ہم یہ ائیر کار کہاں سے لائیں گے''...... روشی نے جوزف سے کہا۔

''ہم بغیر ائیر کار کے ہی سلور سٹی تک پہنچ جائیں گے''۔ جوزف نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہم ہیلی کاپٹر یا جہاز پر بھی سلور سٹی پہنچ سکتے ہیں لیکن سلور سٹی کی لوکیشن تو ہمیں معلوم ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سلور سٹی ہے کہاں''۔ تنویر نے جوزف سے کہا۔

''نہیں معلوم مسٹر تنویر۔ لیکن یہ بات معلوم ہو جائے گی''۔ جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم ہو جائے گی لیکن کیسے۔ کون بتائے گا کہ سلور سٹی کہاں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

”ایک نقشہ ہے تو سہی سر جوزف کے پاس“...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اس نقشے سے تو ہمیں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ اس نقشے میں مقامات کے نام تو لکھے ہوئے ہی نہیں۔ صرف جنگلات دکھائے گئے ہیں“...... تنویر نے کہا۔

”اس کے باوجود میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم سلور سٹی تک پہنچ جائیں گے“...... جوزف نے کہا۔

”کیسے مسٹر جوزف۔ کیسے“...... تنویر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”برازیل کے جنگلات میں ایک قبیلہ ہے جس کا نام باسو قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کے ایک وحشی کے نام راگالی ہے“...... جوزف نے کہنا شروع کیا لیکن تنویر نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

”ہمیں کوئی برسوں پرانی کہانی سنا رہے ہو کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا جو بہت بہادر تھا جس کا نام شہزادہ آفتاب تھا“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تنویر۔ اس کی بات تو پوری سن لو پھر اگر قابلِ تنقید ہو تو تنقید بھی کر لینا“...... روشی نے کہا۔

”جوزف۔ تم تنویر کی باتوں کو خاطر میں نہ لاؤ۔ اپنی بات جاری رکھو“...... صفدر نے جوزف سے کہا۔

”جی بہتر صفدر صاحب“...... جوزف نے صفدر سے کہا اور اس

نے تنویر کی طرف بھی دیکھا۔

”اس راگالی نے جنگلات میں کہیں ایئر کار دیکھی ہے“۔ جوزف نے کہا تو وہ سبھی اچھل پڑے۔

”اچھا۔ لیکن تمہیں کیسے پتا چلا“...... حیرت کے جھٹکے سے نکل آنے کے بعد خاور نے جوزف سے پوچھا۔

”میری ملاقات ایک بوڑھے گائیڈ سے ہوئی ہے۔ وہ برازیل کے جنگلات میں گائیڈ کے فرائض سر انجام دیتا رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی ملاقات چند ایسے جنگلیوں سے بھی ہوتی رہی تھی جو جدید دنیا دیکھنے کے بعد جدید دنیا میں آنے جانے کے شوقین ہوتے تھے۔ انہی جنگلیوں میں سے ایک کا نام راگالی تھا اور راگالی نے جب یہ ایئر کار دیکھی تو اس نے یہی سمجھا کہ یہ کسی دیوتا کی سواری ہے اور اس میں سے کوئی دیوتا ہی باہر نکلا ہے سو اس نے دور سے ہی دیوتا کو سجدہ کیا اور پھر بھاگ گیا“...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے بوڑھے گائیڈ سے ملاقات کی تفصیل بتا دیئے۔

”ویری گڈ جوزف۔ یہ تو تم نے بہت اہم بات معلوم کی ہے“۔ تنویر نے فوراً ہی اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پہلے راگالی کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہی ہمیں اس جگہ لے جائے گا جہاں اس نے یہ ایئر کار دیکھی تھی۔ سلور سٹی وہاں سے کہیں قریب ہی ہو گا“...... روشی نے کہا۔

”جی ہاں مسی۔ ایسا ہی ہے“...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں

روشی سے کہا۔

''باسو قبیلے کے متعلق اس بوڑھے گائیڈ نے کچھ بتایا کہ وہ کہاں ہے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''صحیح لوکیشن تو وہ نہیں بتا سکا البتہ اس نے اپنے اندازوں کے مطابق بتایا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اندازوں کے مطابق بھی باسو قبیلے تک پہنچ جائیں گے''...... جوزف نے نعمانی سے کہا۔

''جوزف۔ یہ جنگلات کہاں سے شروع ہوتے ہیں''...... چوہان نے جوزف سے پوچھا۔

''برازیل کے کئی شہر ایسے ہیں جن کے بعد جنگلات شروع ہو جاتے ہیں لیکن برازیلیا سے ایک ہزار کلو میٹر دور برامہ سٹی ہے۔ یہ برازیل کا آخری جدید شہر ہے۔ اس کی حدود ختم ہونے کے بعد جنگلات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ شروع میں یہ جنگلات کم گھنے ہیں لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ جنگلات گھنے ہوتے جاتے ہیں پھر ان میں وحشی قبائل بھی آتے ہیں جن کی جنگلات میں اپنی اپنی حدود ہوتی ہیں۔ جنگلی درندے، پرندے، جانور، حشرات، دلدلیں، آدم خور درخت، اڑنے والے سانپ، اژدھے اور دیگر تمام خطرناک دشمن ان جنگلات میں پائے جاتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ ان جنگلات میں سفر تو ہمیں پیدل ہی کرنا پڑے گا نا''...... سلیمان نے جوزف سے کہا۔

''تم پیدل سفر نہ کرنا۔ میں تمہیں اپنے کندھے پر اٹھا لوں گا''۔

جوزف نے سلیمان سے کہا۔

''میں کوئی چھوٹا سا بچہ ہوں جو تم مجھے کندھے پر اٹھاؤ گے''۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر ایسے بچگانہ سوال بھی نہ کرو نا''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے سلیمان سے کہا۔

''جب میں نے محترم جناب ایکسٹو سے ٹیم کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس وعدہ پر مجھے اجازت دی کہ میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ اس وعدے کی وجہ سے میری زبان بندی ہے ورنہ تو میں تمہیں باتوں کی ایسی مار مارتا کہ تم قیامت تک یاد رکھتے''۔ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب باتیں تمہیں آ نہیں رہیں اور الزام دے رہے ہو تم جناب ایکسٹو کو''...... جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ تمہیں معلوم ہے کہ رات میرے پاس کنڈل جھیل کی بدروح آئی تھی اور وہ تمہارے بارے میں ہی بات کر رہی تھی''۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جوزف ایک دم ہی کانپنے لگ گیا۔

''ہولی فادر۔ اب ہر طرف تباہیاں ہی تباہیاں ہوں گی''۔ جوزف نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے چیل کے انڈوں کا پتا دے دیا تھا۔ اب وہ یہاں نہیں آ سکتی''...... روشی نے کہا۔ روشی کی بات سنتے ہی جوزف کا کانپنا بند ہو گیا اور اس نے ممنون نظروں سے روشی کی طرف

دیکھا۔

''تھینک یومسی۔ باس کے بعد آپ ہی گریٹ ہیں''۔ جوزف نے روشی کا شکریہ ادا کیا۔

''سلیمان۔ خبردار جو تم نے آئندہ جوزف کے بارے میں کوئی ایسی بات کی۔ میں تمہیں فوراً ہی گولی مار دوں گی۔ سمجھے یا نہیں سمجھے''...... اس مرتبہ روشی نے سلیمان سے کہا۔

''یس مس روشی۔ غلطی ہو گئی ہے مجھ سے''...... سلیمان نے روشی سے کہا اور گردن جھکا لی۔

''جوزف۔ اب بتاؤ کہ کیا کچھ کرنا ہے''...... اس مرتبہ نعمانی نے جوزف سے کہا۔

''نعمانی صاحب۔ ہمارا سارا سامان تو ہوٹل میں رہ گیا تھا۔ اب ہم نے وہ سامان دوبارہ خریدنا ہے''...... جوزف نے نعمانی سے کہا۔

''جوزف صاحب۔ ہماری کرنسی بھی بیگوں میں رہ گئی۔ اب ہم بغیر کرنسی کے پھر رہے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''کوئی بات نہیں خاور صاحب۔ برازیلیا میں بہت سے جوئے خانے ہیں۔ ہم وہاں سے رقم بنا لاتے ہیں''...... جوزف نے سادہ سے لفظوں میں کہا۔

''او کے۔ جوزف اور تنویر پہلے جوئے خانے جائیں اور پھر مارکیٹ سے میک اپ کا سامان، اسلحہ اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا سامان لیتے آئیں''...... صفدر نے کہا۔

''او کے۔ ہم جاتے ہیں اور ڈیڑھ دو گھنٹوں تک واپس آ جاتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... روشی نے ان سے کہا تو وہ کھڑے ہو گئے اور پھر کمرے سے باہر نکل گئے۔

''نعمانی اور صدیقی گیٹ پر چلے جائیں اور نہایت مستعد رہیں۔ چھت پر صفدر اور سلیمان چلے جائیں اور اردگرد گہری نظر رکھیں''۔ روشی نے کہا تو نعمانی، صدیقی، صفدر اور سلیمان بھی اٹھ کر چلے گئے۔

''مس روشی۔ ہم یہاں بالکل غیر محفوظ ہیں۔ کوٹھی کا مالک یا سٹیٹ ڈیلر کسی بھی وقت یہاں آ سکتے ہیں''...... خاور نے روشی سے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو خاور لیکن یہاں سے جانا زیادہ خطرناک ہے۔ اس کوٹھی میں اگر مالک یا پراپرٹی ڈیلر آتے ہیں تو ان پر قابو پانا آسان ہو گا کیونکہ ان کا تعلق ہماری فیلڈ سے تو نہیں ہے جبکہ باہر زیادہ خطرہ ہے۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ اب ہماری تلاش میں ہوں گے''...... روشی نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''مس روشی۔ جوزف اور تنویر باہر گئے ہیں۔ زیرو لینڈ والے انہیں بھی تو دیکھ سکتے ہیں نا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا بھی امکان ہے لیکن بہرحال کام تو ہم نے کرنے ہیں اس لئے جب کام کرنا ہوتا ہے تو پھر رسک بھی لینا پڑتا

ہے''۔ روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ ٹھیک کہتی ہیں مس روشی''...... چوہان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں بھی ذرا گیٹ اور چھت کا راؤنڈ لگا آؤں''...... روشی نے کہا اور پھر وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی۔ خاور اور چوہان نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر روشی کمرے سے باہر چلی گئی۔

''تم کرنل فریدی سے کیوں لڑے''...... سپر باس نے فنچ سے کہا۔ اس کا لہجہ نہایت ہی سخت تھا۔

''سپر باس۔ میرا ارادہ اس سے لڑنے کا نہیں تھا۔ وہ خود ہی مجھ سے جھگڑ پڑا''...... فنچ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور تھریسیا۔ تم نے جولیا سے جھگڑا کیوں کیا''...... اس بار سپر باس نے تھریسیا سے کہا۔

''باس۔ جس طرح کرنل فریدی نے فنچ سے خود جھگڑا کیا اسی طرح جولیا نے بھی مجھ سے خود ہی جھگڑا کیا''...... تھریسیا نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم ان لوگوں سے لڑنا نہیں چاہتے۔ یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو۔ ہم تو انہیں اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں اور اب جبکہ ہم ان سے مایوس ہو چکے ہیں تو ہم ان کا دماغ نکال کر اپنے دماغ

میں ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی دماغی صلاحیتوں سے ہم لوگ فائدہ اٹھائیں۔ یہ باتیں تمہیں پہلے ہی بتائی جا چکی ہیں''...... سپر باس نے کہا لیکن اس مرتبہ اس کا لہجہ نسبتاً نرم تھا۔

''یس سپر باس۔ آپ نے ہمیں بریفنگ دی تھی''...... سنگ ہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سپر باس۔ تجربات کہاں تک پہنچے ہیں''...... اس مرتبہ نانوتا نے سپر باس سے پوچھا۔

اس وقت وہ چاروں سپر باس کے سامنے موجود تھے۔ فنچ، کرنل فریدی سے اور تھریسیا جولیا سے لڑی تھی اور اس لڑائی کے بعد سپر باس نے انہیں طلب کیا تھا۔

''ایک بار تجربات ناکام ہو چکے ہیں۔ اب دوبارہ تجربات کئے جا رہے ہیں۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تجربات کب کامیاب ہوں گے''۔ سپر باس نے کہا تو چند لمحوں کے لئے ان چاروں کے چہروں پر مایوسی کے تاثرات پھیلے اور پھر مٹ گئے۔

''ہمارے سائنس دان بہت ہی قابل ہیں سپر باس۔ وہ ضرور کامیاب ہوں گے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''اگر ہمارے سائنس دان تجربات میں کامیاب نہ ہو سکے تو پھر ہم کچھ اور سوچیں گے۔ اب کرنل فریدی اور علی عمران ہمارے قبضے میں آ چکے ہیں۔ اب وہ سلور سٹی سے فرار تو ہو نہیں سکتے۔ اب یا تو انہیں ہمارے ساتھ شامل ہونا پڑے گا یا پھر اپنی جانوں سے ہاتھ

دھونا پڑے گا۔ اختیار کرنے کے لئے ان کے پاس تیسرا راستہ اور کوئی نہیں ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''یس سپر باس۔ سلور سٹی سے کسی کا فرار ہونا ممکن نہیں ہے''۔ تھریسیا نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ سپر باس اس کی بات کا جواب دیتا اس کی جیب سے میوزک کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیل فون سیٹ نکال لیا۔ یہ سیل فون سیٹ زیرو لینڈ کے سائنس دانوں کی ایجاد تھا اور زمینی ممالک کے تمام موبائل فون سسٹم سے ایڈوانس تھا۔ اس کا تعلق زیرو لینڈ کے سسٹم سے ہی تھا اور آج تک سپر پاورز اپنی تمام تر کوشش کے باوجود بھی زیرو لینڈ کو ٹریس نہیں کر سکی تھیں تو وہ اس کے موبائل فون سیٹ کو بھی چیک نہیں کر سکتی تھیں۔ زیرو لینڈ کے تمام اہم ایجنٹوں کے پاس ان کے لئے خصوصی موبائل فون تھے۔

''یس سپر باس اسپیکنگ''...... سپر باس نے کال او کے کا بٹن دبا کر موبائل فون سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سپر باس۔ برازیلیا سے راکاشو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''ہاں راکاشو۔ تم نے فون کیوں کیا ہے۔ برازیلیا میں انچارج باس تو شون ہے''...... سپر باس نے سخت لہجے میں کہا۔

''سپر باس۔ باس شون نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا تھا

لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ باس شون اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے فرار ہو گئے''...... دوسری طرف سے راکاشو کی ڈری ہوئی آواز سنائی دی۔

''شون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے اور تم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے''...... سپر باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سپر باس۔ باس شون نے برازیلیا پہنچتے ہی چارج سنبھال لیا تھا اور ان کے حکم کے مطابق ہم کوٹھی نمبر پچاس بال سٹریٹ میں محدود ہو گئے۔ جب مجھے باس شون اور ان کے ساتھیوں کی ہلاکت کی خبر ملی تو میں نے پورے برازیلیا میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملے۔ نجانے انہیں زمین کھا گئی ہے یا آسمان نے نگل لیا''۔ دوسری طرف سے راکاشو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ایڈیٹ۔ وہ برازیلیا میں سیر و تفریح کی غرض سے نہیں آئے۔ وہ سلور سٹی کو تلاش کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں لہٰذا تم انہیں برازیلیا سٹی میں نہیں بلکہ جنگلوں میں تلاش کراؤ''...... سپر باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''...... دوسری طرف سے راکاشو کی بدستور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم سب نے اٹھ کر اب جنگلوں میں ہی غائب نہیں ہو جانا۔ یہ کام تم اپنے اسسٹنٹ کے ذمے لگا دو۔ کافرستانی ایجنٹوں کی ٹیم نے بھی برازیلیا پہنچنا ہے۔ تم نے انہیں ٹریس کر کے ان کا یقینی

خاتمہ کرنا ہے اور یہ بات دھیان سے سن لو کہ اگر تم اس کام میں ناکام ہو گئے تو میں تمہارے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دوں گا''...... سپر باس نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔ غصے سے اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو گئی تھیں۔

''یس۔ یس سپر باس۔ کافرستانی ایجنٹوں کا لازمی خاتمہ ہو جائے گا''...... راکاشو کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اب تم برازیلیا میں دوبارہ زیرو لینڈ کے انچارج ہو''...... سپر باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سپر باس۔ او کے سپر باس۔ تھینک یو سپر باس''۔ راکاشو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ پھر سپر باس نے کال منقطع کی اور فون سیٹ جیب میں رکھنے کے بعد دوبارہ ان چاروں کی طرف دیکھا۔

''سپر باس۔ عمران کے ساتھی اس راکاشو کے بس کی بات نہیں ہے''...... نانوتا نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

''مجھے بھی معلوم ہے لیکن اب ان کے تعاقب میں کسی اہم ایجنٹ کو بھیجنا بے کار ہے کیونکہ میرا اندازہ ہے کہ وہ سلور سٹی کی تلاش میں کسی نہ کسی جنگل میں پہنچ چکے ہوں گے''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ یہ تو طے ہے کہ وہ ساری عمر جنگلوں کی خاک چھانتے رہیں وہ سلور سٹی تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ ہاں اگر ان کے ساتھ کرنل فریدی یا علی عمران ہوتا تو پھر زیرو ون پوائنٹس امید کی جا

سکتی تھی"...... فنچ نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے اب ان کی طرف سے تو مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ اگر وہ کسی جنگل میں پہنچ گئے تو کسی آدم خور قبیلے کے ہاتھ لگ جائیں گے یا پھر جنگلی درندوں کی خوراک بن جائیں گے"...... سپر باس نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا سپر باس"...... نانوتا نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

"کرنل فریدی کے ساتھی اگر برازیلیا میں ٹریس ہو جاتے ہیں تو راکاشو ان کا خاتمہ کر دے گا"...... سپر باس نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا کر سپر باس کی تائید کی۔

"سپر باس۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم میں سے کسی ایک کو برازیلیا بھیج دیں"...... تھریسیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت تمہاری یہاں موجودگی ضروری ہے جتنا تم کرنل فریدی اور علی عمران کو جانتے ہو سلور سٹی میں اور کوئی نہیں جانتا"۔ سپر باس نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیس سپر باس۔ آپ بہتر جانتے ہیں"...... تھریسیا نے مؤدبانہ لہجے میں سپر باس سے کہا۔

"سپر باس"...... فنچ نے سپر باس سے کچھ کہنا چاہا تو سپر باس کی جیب سے میوزک کی آواز سنائی دینے لگی۔ سپر باس جیب سے سیل فون نکالنے لگا تو فنچ خاموش ہو گیا۔

"لیس سپر باس اسپیکنگ"...... سپر باس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سپر باس۔ راکاشو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راکاشو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں راکاشو۔ اب کیا بات ہے"...... سپر باس نے کرخت لہجے میں راکاشو سے کہا۔

"سپر باس۔ میرے آدمیوں نے کافرستانی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ وہ ہوٹل ڈریم لینڈ میں موجود تھے۔ میرے آدمی اب انہیں بال سٹریٹ والے ٹھکانے پر لا رہے ہیں"...... دوسری طرف سے راکاشو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو سپر باس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

"ویل ڈن راکاشو۔ تم نے یہ اچھی کارکردگی دکھائی ہے"...... سپر باس نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سپر باس"...... اپنی تعریف پر راکاشو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اب سنو۔ جیسے ہی وہ کافرستانی ایجنٹ تمہارے ٹھکانے پر پہنچیں تم نے ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اگر تم نے ان سب کا خاتمہ کر دیا تو تمہیں زیرو لینڈ میں کوئی اہم عہدہ مل جائے گا"۔ سپر باس نے راکاشو سے کہا۔

"سپر باس۔ ان سب کو میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں

گا''۔ راکاشو کی آواز سنائی دی۔

''جب تم ان سب کا خاتمہ کرلو ان کی لاشیں محفوظ کر لینا۔ میں خود آ کر ان کی لاشوں کو دیکھوں گا اور اپنا اطمینان کروں گا کہ یہ واقعی کرنل فریدی کے ساتھی ہیں''...... سپر باس نے راکاشو کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے سپر باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے راکاشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی سپر باس نے سیل فون سیٹ کان سے ہٹایا اور کال اینڈ کا بٹن دبا دیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے اور اسے یقین تھا کہ راکاشو کرنل فریدی کے ساتھیوں کا خاتمہ کر لے گا۔

''انکل۔ آپ پہلے بھی برازیل کے جنگلات میں آ چکے ہیں''۔ کیپٹن حمید نے طارق سے پوچھا۔

طارق صاحب کرنل فریدی کے والد کے دوست تھے۔ بہت بڑے سیاح تھے اور ان کی زندگی کا بیشتر حصہ جنگلوں میں گزرا تھا۔ انہوں نے ایک سفید نیولا بھی پالا ہوا تھا کیونکہ سفید نیولا جنگلی قبائل میں مقدس جانور سمجھا جاتا تھا اور جس کے پاس سفید نیولا ہوتا تھا جنگلی اس کی بھی عزت کرتے تھے۔ طارق صاحب کی زندگی کا چونکہ بیشتر حصہ جنگلوں میں گزرا تھا اس لئے انہیں کئی جنگلی زبانیں بھی آتی تھیں۔ انہی باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے کیپٹن حمید نے انہیں بلایا تھا اور ان سے ساتھ چلنے کی درخواست کی تھی۔

کیپٹن حمید نے اس مہم کے لئے ریکھا، ہریش، انسپکٹر جگدیش کو بھی کال کر لیا تھا۔ کرنل فریدی یا کیپٹن حمید کسی مہم پر روانہ ہو رہے

ہوں اور اس کی خبر کرائم رپورٹر انور اور رشیدہ کو نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں تھا لہٰذا وہ بھی کیپٹن حمید کے پاس پہنچ چکے تھے اور وہ بھی کیپٹن حمید کی ٹیم میں شامل ہو گئے تھے جبکہ قاسم نے تو پہلے ہی تیاری کر لی تھی۔ اب کیپٹن حمید کی ٹیم میں طارق صاحب، ریکھا، ہریش، انسپکٹر جگدیش، انور، رشیدہ اور قاسم شامل تھے۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی برازیلیا پہنچے تھے اور انہوں نے ڈریم لینڈ ہوٹل میں تین کمرے بک کرائے تھے۔ ایک کمرہ ریکھا اور رشیدہ کے لئے تھا اور باقی دو مرد حضرات کے لئے تھے۔ چونکہ انہوں نے ایک طویل سفر کیا تھا اس لئے ہوٹل پہنچتے ہی سب سے پہلے وہ فریش ہوئے اور پھر ایک ہی کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ کھانا انہوں نے خاموشی کے ساتھ کھایا اور کھانے کے بعد اب وہ چائے پی رہے تھے۔ چائے پینے کے دوران ہی کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے سوال کیا تھا۔

''حمید بیٹے۔ دنیا کا کوئی جنگل بھی ایسا نہیں ہے جو میں نے نہ دیکھا ہو''...... طارق صاحب نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''انکل۔ سنا ہے کہ برازیل کے جنگلات بہت وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے یہ سارے جنگلات دیکھے ہوئے ہیں''۔ رشیدہ نے پرتجسس لہجے میں طارق صاحب سے پوچھا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''نہیں رشیدہ بیٹی۔ یہ جنگلات اتنے گھنے اور لامحدود رقبے پر

پھیلے ہوئے ہیں کہ خود برازیلی گورنمنٹ بھی ان کے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتی۔ میرا خیال ہے کہ اگر میری عمر دو سو سال کی بھی ہو جائے اور میں یہ ساری عمر برازیل کے انہی جنگلات میں گزار دوں تب بھی برازیل کے جنگلات مکمل طور پر نہیں دیکھ سکوں گا''...... طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو رشیدہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''انکل۔ سنا ہے کہ برازیل کے جنگلات میں آدم خور وحشی رہتے ہیں اور وہ موٹے آدمیوں کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے ہیں''...... رشیدہ نے سنجیدہ لہجے میں طارق صاحب سے کہا اور پھر اس نے ترچھی نظروں سے قاسم کی طرف دیکھا۔ اس کی بات سن کر قاسم کے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا ہوئے تھے۔

''ہاں۔ برازیل کے جنگلوں میں کئی خونخوار آدم خور قبائل ہیں اور وہ صرف موٹے آدمیوں کا گوشت ہی نہیں بلکہ دبلے پتلے انسانوں کا گوشت بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں''...... طارق صاحب نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ طارق صاحب کی یہ بات سن کر قاسم کا خوفزدہ چہرہ کسی حد تک نارمل ہو گیا۔

''تم مجھ کو ڈرانے ورانے کی کوسس موسس نہ کرو۔ میں نے بہت سے وحشیوں کو دیکھا ہوا ہے''...... قاسم نے رشیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو رشیدہ نے اسے چونک کر دیکھا۔

''ارے قاسم بھائی۔ میں نے آپ کو ڈرانے کے لئے تو یہ

بات نہیں کی۔ میں نے اپنی معلومات میں اضافے کے لئے انکل سے یہ سوال پوچھا ہے''...... رشیدہ نے معصوم سے لہجے میں قاسم سے کہا۔

''میں سب سمجھتا ہوں بچہ وچہ نہیں ہوں میں اور ہاں۔ یہ تم نے مجھے بھائی وائی کس خوسی مسی میں کہا ہے''...... قاسم نے رشیدہ کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ کیا آپ میرے بھائی نہیں ہیں''...... رشیدہ نے شکایتی لہجے میں قاسم سے کہا۔

''نہیں۔ میں کسی کنواری منواری فل فلوٹی کو بہن وہن سمجھ کر اپنی سادی وادی کا چانس مانس کھراب نہیں کرنا چاہتا''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے قاسم بھائی۔ آپ تو شادی شدہ ہیں۔ اگر آپ کی بیگم کو آپ کے خیالات کی خبر ہوگئی تو وہ آپ کو خوب مارے گی''۔ رشیدہ نے شوخ لہجے میں قاسم سے کہا۔

''وہ چھپکلی بیگم۔ سالی مالی۔ میں اس سے کیوں ڈروں مروں گا''...... قاسم نے دوبارہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو کیپٹن صاحب بتا رہے تھے کہ آپ اپنی بیگم سے بہت ڈرتے ہیں''...... اس مرتبہ انور نے قاسم سے کہا۔

''یہ سالا تو ایسے بکواس مکواس کرتا رہتا ہے۔ قاسم اس سیر کا نام ہے جو کسی سے نہیں ڈرتا ورتا''...... قاسم نے اس مرتبہ کیپٹن حمید کو

آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''اگر میں نے یہ بات بتائی بھی ہے تو غلط نہیں بتائی۔ تم لوگ قاسم کی کمر پر ہنٹروں کے نشان دیکھ سکتے ہو اور اس سے پوچھو کہ یہ ہنٹروں کے نشان کیسے بن گئے ہیں''...... کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابے کپتان سالے مالے۔ ہنٹر مجھے میرا باپ مارتا ہے۔ انکل۔ اب مجھے باپ ہی ایسا ویسا ملا ہے تو میں کیا کروں''...... قاسم نے پہلے کیپٹن سے اور پھر طارق صاحب سے کہا۔

''بری بات ہے قاسم بیٹے۔ اپنے والد کے بارے میں ایسا نہیں کہتے''...... طارق صاحب نے قاسم کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''آپ بھی ٹھیک ویک کہتے ہیں انکل منکل۔ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو پھر میں آپ سے پوچھتا کہ بچو، کیا حال وال ہے''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''قاسم بیٹے۔ کیا تم اپنے والد صاحب کے ساتھ خوش نہیں ہو''۔ طارق صاحب نے قاسم سے پوچھا۔

''خوس۔ انکل۔ اگر آپ کو روجانہ دو تین ہنٹر ونٹر کمریا پر لگتے تو میں آپ سے پوچھتا وچھتا کہ آپ خوس وس ہیں''...... قاسم نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔ سوائے طارق صاحب کے باقی سب افراد قاسم کی باتوں پر زیر لب مسکرا رہے تھے۔

''اچھا۔ آپ کے والد صاحب آپ کو روزانہ ہنٹر سے کیوں

مارتے ہیں''...... طارق صاحب نے پوچھا۔

''یہ تو آپ میرے سیٹھ ویٹھ باپ سے پوچھیں۔ وہ شاید چنگیز منگیز کھان کی اولاد ولاد سے ہیں''...... قاسم نے طارق صاحب سے کہا۔

''بیٹا۔ بزرگوں کے بارے میں ایسا سوچتے بھی نہیں ہیں اور ان کے بارے میں ایسا کہتے بھی نہیں ہیں''...... طارق صاحب نے ایک مرتبہ پھر قاسم کو سمجھاتے ہوئے کہا لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔

''بس انکل منکل۔ آپ اللہ کا سکر مکر کرو کہ آپ کو ایسا ویسا باپ نہیں ملا۔ اگر مل جاتا تو میں آپ سے پوچھتا بول میری مچھلی وچھلی کتنا پانی''...... قاسم نے کہا۔ طارق صاحب نے اس سے مزید بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ سمجھ گئے کہ اس دیو زاد پر کوئی بھی بات اثر کرنے والی نہیں ہے۔

''انکل۔ اب ہم کام کی باتوں کی طرف آتے ہیں''......کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے کہا۔

''ہاں۔ فضول باتوں کی بجائے کام کی باتیں ہونی چاہئیں''۔ طارق صاحب نے کہا۔

''اب آپ سوچیں کہ ہم نے سلور سٹی تک کیسے پہنچنا ہے''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''جو نقشہ اور تفصیلات تم نے مجھے دی ہیں ان سے تو کچھ بھی

حاصل نہیں ہو گا۔ ہاں برازیلیا میں ہمیں کوئی ایسا آدمی ڈھونڈنا پڑے گا جو برازیل کے جنگلات اور جنگلات میں آباد قبائل کے بارے میں مکمل طور پر نہ سہی کچھ نہ کچھ تو جانتا ہو''...... طارق صاحب نے کیپٹن حمید سے کہا۔ طارق صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ وہ کافی دیر تک سوچتے رہے اور کافی دیر سوچنے کے بعد وہ چونکے۔

''آج سے چھ سال پہلے میں برازیل کے جنگلات کی طرف آیا ہوا تھا۔ ان دنوں مجھے ایک وحشی قبائلی آدمی ملا تھا۔ اسے جدید دنیا دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ میں نے اسے جدید دنیا کے بارے میں بہت کچھ بتایا اور یہ بھی اہم بات تھی کہ وہ جس قبائلی زبان میں بات کر رہا تھا۔ وہ زبان مجھے سمجھ بھی آتی تھی اور میں اسے بول بھی لیتا تھا۔ میں اسے جدید دنیا میں لایا اور ایک ہفتے تک اس کی خدمت بھی کی۔ اس کا نام لاکاشا تھا اور اس کے قبیلے کا نام باما تھا''...... طارق صاحب نے کہا۔

''پھر تو انکل ہمیں فوری طور پر اس باما قبیلے میں جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے اس لاکاشا سے کوئی اہم بات معلوم ہو جائے''۔ کیپٹن حمید نے بے چین لہجے میں طارق صاحب سے کہا۔

''جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔ ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے''...... بہت دیر سے خاموش بیٹھی ہوئی ریکھا نے کہا۔

''زیرو لینڈ والے کرنل صاحب کو اغوا کر کے لے گئے ہیں

مہمان بنا کر نہیں لے گئے''...... اس مرتبہ انور نے کہا۔

''زیرو لینڈ والے کافرستان سے کرنل فریدی اور پاکیشیا سے علی عمران کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور ان دونوں کو اغوا کر کے اس لئے لے جایا گیا ہے کہ وہ ان دونوں سے کوئی کام لینا چاہتے ہوں گے۔ اگر ان دونوں کو کوئی نقصان پہنچانا مقصود ہوتا تو وہ انہیں اغوا کرنے کی بجائے وہیں گولی مار دیتے''...... اس مرتبہ انسپکٹر جگدیش نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے لیکن یہ سوچ کر ہم بیٹھ تو نہ جائیں کہ زیرو لینڈ والے کرنل صاحب کو کوئی نقصان تو پہنچا نہیں سکتے''۔ کیپٹن حمید نے جگدیش سے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ایسٹ سٹی جانا پڑے گا۔ انشاء اللہ وہاں سے کوئی نہ کوئی راستہ نظر آ ہی جائے گا جو ہمیں ہماری منزل دکھا دے گا''...... طارق صاحب نے کہا۔ سب نے ان کی تائید میں سر ہلائے۔

''انکل۔ آپ باما قبیلے کو ڈھونڈ لیں گے''...... ریکھا نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''ہم تو اللہ کے نام پر نکلے ہوئے ہیں ریکھا بیٹی۔ وہی اسباب پیدا کرے گا اور وہی ہمیں منزل تک لے جائے گا۔ ہم نے تو صرف حرکت کرنی ہوتی ہے برکت تو اسی نے ڈالنی ہوتی ہے''۔ طارق صاحب نے کہا۔

''طارق انکل۔ آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں''...... رشیدہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہ ہوٹل چھوڑ دینا چاہئے اور ایسٹ سٹی کی جانب بڑھنا چاہئے''...... کیپٹن حمید نے ان سے کہا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ جیسے ہی وہ اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے انہیں کمرے میں تیز بو کا احساس ہوا۔ انہوں نے فوراً سانس روکنے کی کوشش کی کیونکہ اس بو سے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کی بو ہے لیکن ان کے سانس روکنے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ ان کے سانس بند کرنے سے پہلے ہی گیس ان کے ذہنوں پر غلبہ حاصل کر چکی تھی اس لئے ان سب کے دماغ بری طرح چکرائے اور پھر وہ ایک ایک کر کے گرتے چلے گئے۔ ان کے ذہنوں پر تاریک چادر پھیلتی چلی گئی۔

بلیک زیرو بھی برازیلیا پہنچ چکا تھا اور اتفاق سے اسے بھی ہوٹل ڈریم لینڈ میں کمرہ مل گیا تھا۔ اسی ہوٹل میں اس نے قاسم کو بھی دیکھ لیا تھا۔ دیوزاد قاسم اگر اس ہوٹل میں تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے باقی ساتھی بھی یہیں ہوں گے۔

کمرے میں اپنا سامان رکھنے کے بعد وہ نیچے ہال میں آ گیا۔ ہال میں بیٹھ کر اس نے چائے پی اور اس کے بعد وہ کاؤنٹر پر آیا۔ کاؤنٹر گرل نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

”یس سر۔ میں آپ کی کیا کیا خدمت کر سکتی ہوں“...... کاؤنٹر گرل نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”آپ نے مجھے بہت ہی اچھا کمرہ دیا ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کاؤنٹ گرل سے کہا۔

”تھینک یو سر۔ کمرہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے تعریف کی“۔

کاؤنٹر گرل نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

”مجھے برازیلیا کی سیر کرنی ہے اور اس کے لئے مجھے ایک کار کی بھی ضرورت پڑے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”سر۔ کار بھی آپ کو مل جائے گی۔ کار آپ ڈرائیور کے ساتھ لیں گے یا بغیر ڈرائیور کے“...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

”میں برازیلیا میں کئی بار آیا ہوں۔ اس کی سڑکیں، گلیاں اور کالونیاں میری دیکھی ہوئی ہیں اس لئے مجھے ڈرائیور کی ضرورت نہیں ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سر۔ ہوٹل کی پارکنگ میں ڈارک براؤن کلر کی نسان کار موجود ہے جس کا نمبر بی ڈبل فور ڈبل زیرو ہے۔ وہ کار بھی میں آپ کے لئے بک کر لیتی ہوں“...... کاؤنٹر گرل نے بلیک زیرو سے کہا۔

”شکریہ۔ کار اچھی کنڈیشن کی ہے نا“...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ابھی یہ کار پچھلے مہینے ہی خریدی گئی ہے“...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

”او کے۔ ایک بار پھر آپ کا شکریہ بلکہ بہت زیادہ شکریہ“۔ بلیک زیرو نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

”سر۔ اپنے گاہکوں کی خدمت کرنا ہی ہمارا نصب العین ہے“۔ کاؤنٹر گرل نے کاروباری جملہ ادا کیا۔

”تھینک یو۔ آپ کار کی چابی بھی مجھے دے دیں“...... بلیک

زیرو نے اس سے چابی طلب کی تو اس نے کی بورڈ پر لٹکی ہوئی ایک چابی اتاری اور بلیک زیرو کی طرف بڑھائی۔

''سر۔ یہ آپ کی کار کی چابی''...... کاؤنٹر گرل نے اسے چابی دیتے ہوئے کہا۔

''تھینکس مس''...... بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''سر۔ میرا نام لاشانہ ہے''...... کاؤنٹر گرل نے بلیک زیرو کو اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی طرح آپ کا نام بھی بہت خوبصورت ہے''...... بلیک زیرو نے کاؤنٹر گرل سے کہا اور اس دفعہ کاؤنٹر گرل کے چہرے پر جو مسکراہٹ آئی تھی وہ کاروباری نہیں تھی بلکہ اپنی تعریف سن کر انسان جس طرح خوش نظر آتا ہے کاؤنٹر گرل لاشانہ بھی اسی طرح خوش نظر آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے اس سے کار کی چابی لی اور پھر وہ ہال سے باہر آ گیا۔ اس کے ذہن میں کوئی واضح خاکہ نہیں تھا کہ اس نے اس وقت کیا کرنا ہے۔ اس نے فی الحال ایسے ہی برازیلیا شہر کا چکر لگانے کا سوچا۔ یہ سوچ کر وہ پارکنگ میں آ گیا اور اس نے اپنی مطلوبہ کار کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔

''سر۔ کیا آپ اپنی گاڑی ڈھونڈ رہے ہیں''...... ایک پارکنگ وائے نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے اس ہوٹل سے رینٹ پر کار لی ہے اس کا نمبر

بی ڈبل فور ڈبل زیرو ہے اور رنگ ہے اس کا ڈارک براؤن''۔ بلیک زیرو نے پارکنگ بوائے کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ کار اس طرف کھڑی ہوئی ہے۔ آیئے میں کار تک آپ کی رہنمائی کر دوں''...... پارکنگ بوائے نے مؤدبانہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اس کے ساتھ اپنی مطلوبہ کار تک پہنچ گیا۔ اس نے پارکنگ بوائے کو ایک چھوٹا سا نوٹ تھما دیا۔

''تھینک یو بوائے''...... ٹپ دینے کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''یو آر ویلکم سر''...... پارکنگ بوائے نے کہا اور پھر وہ ایک طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار واقعی نئی تھی۔ اس نے کار اسٹارٹ کی اور پھر وہ کار کو پارکنگ سے باہر لے آیا۔ جوزف کے تمام لباسوں میں بٹنوں میں ایک ایک بٹن میں مخصوص مائیک تھا جس سے بلیک زیرو اپنی ٹیم کی باتیں سنتا تھا اور ان کے حالات سے باخبر رہتا تھا۔ اس کے ساتھی زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی قید میں آ گئے تھے لیکن جلد ہی انہوں نے زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور آزاد ہو گئے تھے اب وہ برمیہ سٹی جا رہے تھے۔ برمیہ سٹی کے بارے میں جوزف نے معلومات حاصل کی تھیں۔ بلیک زیرو کا ارادہ بھی برمیہ سٹی ہی جانے

کا تھا لیکن اس نے قاسم کو دیکھ کر اپنا ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیپٹن حمید کی ٹیم کس سمت جانا چاہتی تھی اور کیپٹن حمید کی ٹیم چونکہ ابھی برازیلیا پہنچی تھی اس لئے ان لوگوں نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ابھی ریسٹ کرنا تھا اور اس دوران بلیک زیرو نے برازیلیا شہر کا ایک چکر لگانے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح شاید اسے بھی کوئی کام کی بات معلوم ہو جاتی۔

وہ ہوٹل سے باہر آیا اور اس کی کار ایک طرف بڑھی۔ اس کی کار کی رفتار بہت ہی آہستہ تھی۔ وہ آہستہ رفتار سے کار چلاتا ہوا ہوٹل کی عقبی سڑک پر آ گیا۔ اس سڑک پر ٹریفک بہت کم تھی اور پھر اچانک ہی اس کی نظر ایک گلی میں پڑی اور وہ چونک گیا کیونکہ گلی میں ایک وین کھڑی ہوئی تھی اور اس نے چند آدمیوں کو دیکھا جو ایک گرانڈیل جسم کو وین میں ڈال رہے تھے۔ گرانڈیل جسم کو دیکھ کر بلیک زیرو کو فوراً ہی قاسم کا خیال آ گیا۔ یہ یقیناً قاسم ہی تھا جسے وہ لوگ وین میں ڈال رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ کیپٹن حمید کی ٹیم کو بھی اغوا کیا جا رہا تھا۔

بلیک زیرو نے وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس نے صرف ایک ہی نظر اس وین کو دیکھا تھا اور پھر اس کی کار آگے بڑھ گئی لیکن اس ایک ہی نظر میں اسے ساری سچوایشن سمجھ میں آ گئی تھی۔ اس کی کار نہایت سست روی سے آگے بڑھ رہی تھی اور وہ بیک مرر سے پیچھے دیکھ رہا تھا پھر تقریباً چالیس پچاس میٹر آگے جا کر

اس نے کار سائیڈ پر روک لی۔ اسے یہاں سے بھی وہ گلی نظر آ رہی تھی۔ جس گلی میں اس نے وین کو دیکھا تھا۔ وہ گلی اسے آگے سے بند بھی دکھائی دی تھی اس لئے وہ مطمئن تھا کہ وین گلی سے نکل کر روڈ پر ضرور آئے گی۔ آگے نہیں بڑھ جائے گی۔

بلیک زیرو کو وہاں رکے ہوئے تین منٹ ہوئے تھے کہ اس نے وین کو گلی سے نکلتے دیکھا۔ وین گلی سے باہر آنے کے بعد اس کی مخالف سمت میں بڑھنے لگی تھی۔ اس نے بھی کار موڑی اور پھر وہ وین کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ نہایت ہی احتیاط سے وین کا تعاقب کر رہا تھا۔

بلیک زیرو تین بار برازیلیا آ چکا تھا اور اب بھی اس نے برازیلیا کا تفصیلی نقشہ دیکھ لیا تھا اس لئے اسے یہاں کوئی دقت پیش نہیں آ سکتی تھی۔ وہ برازیلیا کے اکثر روڈز اور کالونیوں سے واقف تھا اس لئے وہ نہایت ہی اطمینان سے وین کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس کی جیب میں گیس پسٹل اور مشین پسٹل موجود تھا۔ مشین پسٹل پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔

وہ وین کا تعاقب کرتے ہوئے برازیلیا کے علاقے بال سٹریٹ پہنچ گیا۔ وین بال سٹریٹ کی ایک کوٹھی کے گیٹ کے قریب پہنچ کر رک گئی اور وین کے ڈرائیور نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ جب کوٹھی کا گیٹ کھل گیا تھا تو بلیک زیرو کی کار گیٹ کے قریب سے گزر رہی تھی لیکن بلیک زیرو کی توجہ اس کی طرف نہیں تھی۔ بلیک

زیرو کافی آگے آ گیا۔ کافی آگے جانے کے بعد اس نے کار روکی اور پھر کار موڑ کر واپس آ گیا۔ وین جس کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوئی تھی اس پر صرف نمبر درج تھا۔ نمبر اس پر پچاس لکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا۔ قریب ہی اسے ایک پبلک پارکنگ نظر آ گئی۔ اس نے کار کو وہاں پارک کیا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ کار کو لاک کرنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک بار پھر کوٹھی نمبر پچاس کے قریب پہنچا لیکن یہاں پہنچ کر بھی وہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند قدم آگے جانے کے بعد ایک ذیلی سڑک آ گئی تھی۔ بلیک زیرو اس ذیلی سڑک پر آ گیا اور چند قدم مزید چلنے کے بعد وہ پچاس نمبر کوٹھی کی عقبی گلی میں داخل ہو گیا۔ ذیلی سڑک پر بھی ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اور اس گلی میں تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا البتہ گلی میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے آگے پیچھے دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے کوٹھی نمبر پچاس کی عقبی دیوار سے ایک ڈرم لگا دیا پھر اس ڈرم پر ایک اور ڈرم رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے پھر ایک مرتبہ آگے پیچھے دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دیوار پر چڑھ چکا تھا۔ اس نے جیب میں سے گیس پسٹل نکالا اور کوٹھی کے اندر تین چار گیس کیپسول فائر کر دیئے۔ گیس کیپسول فائر کرتے وقت اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ تقریباً دو منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا۔ گیس فضا میں تحلیل ہو چکی تھی پھر اس

نے بھرپور سانس لیا اور اس کے بعد اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ اس کے نیچے کودنے سے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور وہ ایک پودے کے پیچھے دبک گیا۔ تقریباً دو تین منٹ وہ وہیں بیٹھا رہا پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ مشین پسٹل جیب میں سے نکالنے کے بعد وہ نہایت ہی احتیاط کے ساتھ اٹھا اور آگے بڑھنے لگا۔ اصل عمارت وہاں سے کچھ ہی فاصلے پر تھی۔ بلیک زیرو چوکنا انداز میں آگے بڑھتا رہا۔ وہ کمروں کے قریب پہنچا تو اسے فرش پر چار بے ہوش آدمی پڑے دکھائی دیئے۔ ان کی مشین گنیں ان کے قریب ہی پڑی ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو انہیں نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھا اور ان کمروں کی تلاشی لینے لگا۔ ایک کمرے میں اسے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی نظر آ گئے۔ بلیک زیرو ان سب سے واقف تھا۔ کیپٹن حمید اور قاسم کے علاوہ طارق صاحب، ریکھا، انسپکٹر جگدیش، ہریش، انور اور رشیدہ تھے۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ اس کمرے میں ان کے علاوہ چار اور افراد بھی تھے۔

بلیک زیرو نے کمرے میں نظریں دوڑائیں اور پھر اس کی نظر ایک الماری پر ٹھہر گئی۔ وہ اس الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کو کھول کر دیکھا۔ اسے میڈیکل باکس کی تلاش تھی جو اسے اس الماری میں نظر آ گیا۔ اس نے میڈیکل باکس الماری سے نکال کر میز پر رکھا اور اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں اینٹی گیس انجکشن

موجود تھے۔ اس نے ایک انجکشن تیار کیا اور سب سے پہلے کیپٹن حمید کو لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے طارق صاحب اور انسپکٹر جگدیش کو بھی انجکشن لگایا اور پھر ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد کیپٹن حمید کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر مزید تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آ گیا۔

''کک۔ کون ہو تم''...... ہوش میں آتے ہی کیپٹن حمید نے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''میں تو تمہارا ایک ہمدرد ہوں۔ یہ لوگ تمہیں اغوا کر کے لائے ہیں۔ ان کے کچھ ساتھی بھی باہر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے تمہیں، طارق صاحب اور انسپکٹر جگدیش کو اینٹی گیس انجکشن لگا دیا ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام''...... بلیک زیرو نے کیپٹن حمید سے کہا تو اس نے طارق صاحب اور انسپکٹر جگدیش کی طرف دیکھا۔ ان کے جسموں میں بھی حرکت ہو رہی تھی۔

''یہ زیرو لینڈ والوں کا ایک پوائنٹ ہے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے تم یہاں سے نکل جاؤ''...... بلیک زیرو نے کیپٹن حمید سے کہا اور پھر وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔

''جناب۔ اپنا تعارف تو کراتے جائیں''...... کیپٹن حمید نے بلیک زیرو سے کہا لیکن اس نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو کیپٹن حمید اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔

طارق صاحب اور انسپکٹر جگدیش ہوش میں آ چکے تھے۔ کیپٹن

حمید نے میڈیکل باکس میں سے ایک اور اینٹی گیس انجکشن نکالا اور انجکشن تیار کر کے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی لگا دیا۔ اس کی اس کارروائی کے دوران انسپکٹر جگدیش اور طارق صاحب کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ کیپٹن حمید سب کو انجکشن لگا چکا تو انسپکٹر جگدیش واپس کمرے میں آ گیا۔

''کیپٹن صاحب۔ چار آدمی تو باہر کمروں کے قریب ہی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ تین آدمی گیٹ کے قریب بے ہوش پڑے ہیں۔ یہ کون ہیں اور انہیں کس نے بے ہوش کیا ہے''...... انسپکٹر جگدیش نے کہا۔

''یہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہیں۔ یہ ہمیں بے ہوش کر کے اغوا کر لائے تھے۔ ہمارے ایک انجان ہمدرد نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے اور ہمیں ہوش دلایا ہے۔ اب ہم نے ان سے سلور سٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں لیکن اس کوٹھی میں نہیں کیونکہ یہ زیرو لینڈ والوں کی ہے۔ یہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... کیپٹن حمید نے انسپکٹر جگدیش سے کہا۔

اس دوران اس کے سب ساتھی ہوش میں آ گئے اور اس نے اپنی باتیں بھی دوہرا بھی دیں۔

''جگہ کا بندوبست میں کر کے آتی ہوں''...... ریکھا نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کی واپسی تقریباً دس منٹ بعد ہوئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''میں نے ساتھ والی کوٹھی کے مکینوں کو بے ہوش کر دیا ہے۔ ان سب کو وہیں لے چلتے ہیں اور ان سے وہیں معلومات حاصل کرتے ہیں''...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کوٹھیوں کی تو جنوبی دیوار بھی ایک ہی ہے۔ ان سب کو اسی دیوار کے دوسری طرف پھینک دیتے ہیں''...... انسپکٹر جگدیش نے کہا کیونکہ وہ ساری کوٹھی کا جائزہ لے چکا تھا۔

''او کے۔ میڈیکل باکس، رسیوں کا بنڈل اور ضرورت کا دیگر سامان بھی ساتھ لے چلو''...... کیپٹن حمید نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اس کی ہدایات پر فوراً ہی عمل کیا گیا اور تقریباً دس منٹ بعد وہ نہ صرف خود ساتھ والی کوٹھی میں پہنچ چکے تھے بلکہ انہوں نے زیرو لینڈ کے تمام ایجنٹوں کو بھی باندھ کر اس کوٹھی میں پہنچا دیا تھا۔ اب وہ سب ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔

''ریکھا۔ اس کوٹھی میں کتنے لوگ موجود تھے''...... کیپٹن حمید نے ریکھا سے پوچھا۔

''فی الحال تو صرف دو خواتین ہیں۔ میں نے انہیں بے ہوش کر کے کچن میں ڈال دیا تھا''...... ریکھا نے کہا۔

''ہریش۔ تم گیٹ پر چلے جاؤ۔ اگر کوئی آ جائے تو تم اسے سنبھال لینا''...... کیپٹن حمید نے اس مرتبہ ہریش سے کہا۔

''او کے سر''...... ہریش نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''انور۔ تم چھت پر چلے جاؤ اور اردگرد کا خیال رکھو''...... کیپٹن حمید نے اس مرتبہ انور سے کہا۔

''اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ان کا انچارج کون ہے''...... کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے کہا۔

''کسی ایک آدمی کو ہوش میں لے آؤ اور اس سے پوچھ لو''۔ طارق صاحب نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اوہ یس۔ یہ تو بہت ہی آسان حل ہے۔ لگتا ہے اس وقت میرا دماغ کام نہیں کر رہا''...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میڈیکل باکس کی طرف متوجہ ہوا۔

''سالے کپتان وپتان۔ اس وقت سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ تمہارا دماغ وماگ تو کسی وقت بھی کام نہیں کرتا''...... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا۔ کیپٹن حمید نے غصے سے اس کی طرف دیکھا لیکن رشیدہ اور طارق صاحب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔ کیپٹن حمید بولا کچھ نہیں کیونکہ وہ اس وقت مصروف تھا اور اس مشن کی ساری ذمہ داری بھی اسی پر تھی اور اسے احساس بھی تھا لہٰذا وہ قاسم کی بات پر خاموش ہی رہا۔ اس نے ایک اینٹی گیس انجکشن تیار کیا اور اس کا تھوڑا سا حصہ بے ہوش آدمیوں میں سے ایک کو لگا دیا۔ انجکشن لگنے کے کچھ دیر بعد وہ آدمی ہوش میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آیا اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ رسی سے بندھا ہوا تھا اس لئے وہ اٹھ نہ سکا۔ اٹھنے میں ناکامی کے بعد اس نے

کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے۔

''بے ہوش تو ہم تمہیں کر کے لائے تھے۔ پھر تم ہوش میں کیسے آ گئے اور ہم بے ہوش کیسے ہو گئے''...... اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''تم حیران بعد میں ہوتے رہنا پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا انچارج کون ہے''...... کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

''راکاشو۔ ہمارا انچارج راکاشو ہے''...... اس آدمی نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے راکاشو کون ہے''...... کیپٹن حمید نے بدستور سخت لہجے میں اس سے کہا۔

''نیلی پینٹ اور سرخ شرٹ والا راکاشو ہے''...... اس آدمی نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''او کے۔ باقی تم سب فوری چھٹی کرو''...... کیپٹن حمید نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل بھی نکال لیا۔ اس مشین پسٹل پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔ اپنی ضرورت کا اسلحہ بھی انہوں نے ساتھ والی کوٹھی سے لے لیا تھا۔

کیپٹن حمید کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس آدمی کا چہرہ خوفزدہ ہو گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے اور موت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رہ گیا۔

''مم۔ مم۔ مجھے۔ مت مارنا''...... اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن کیپٹن حمید نے بھلا اس کی بات کہاں ماننا تھی۔ اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا اور سب سے پہلے وہی آدمی فائرنگ کی زد میں آیا۔ چند سیکنڈوں میں ہی سوائے راکاشو کے باقی سب گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ ان سب کا خاتمہ کرنے کے بعد کیپٹن حمید نے قاسم کی طرف دیکھا۔

''تم کتنے جالم والم آدمی ہو سالے کپتان۔ تم نے اتنے سارے آدمیوں کو گولیاں وولیاں مار دیں اور پریسان بھی نہیں ہوئے''۔ قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''انکل۔ قاسم مجھے زیادہ ہی تنگ کرتا ہے۔ اس موقع پر میں اسے بھی گولی مار دیتا ہوں۔ میری جان چھوٹ جائے گی اس سے''۔ کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے کہا اور مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ کیپٹن حمید کی بات سنتے ہی قاسم کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''کک۔ کپتان۔ بھبھ۔ بھائی۔ میں تو مجاق وجاق کرتا ہوں۔ اگر مگر تم مجاق برداشت نہیں کرتے مرتے۔ تو میری توبہ۔ میں آئندہ مجاق نہیں کروں گا''...... قاسم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے کانوں کو بھی ہاتھ لگا لیا۔

''نہیں۔ میں تمہیں ضرور گولی ماروں گا''...... کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں قاسم سے کہا۔

''کک۔ کپتان بھائی۔ اگر میں گیا تو تمہاری دوسری بھابی وابھی سادی سے پہلے ہی بیوہ میوہ ہو جائے گی''...... قاسم نے پہلے سے بھی زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ دوسری کے بیوہ ہونے کا احساس ہے اور پہلی جو گھر میں بیٹھی ہوئی ہے اس کا احساس نہیں ہے''...... کیپٹن حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر معمولی سا دباؤ ڈالا۔

''وہ سالی چھپکلی بیگم۔ بیوہ میوہ ہو کر اسے کیا پھرک پڑے گا کپتان بھائی''...... قاسم نے کہا۔

''میں بھابی کی وجہ سے ہی تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ اگر مجھے اس کا احساس نہ ہوتا تو میں سب سے پہلے تمہیں گولی مارتا''...... کیپٹن حمید نے قاسم کو گھورتے ہوئے کہا۔

''سکریہ مکریہ سالے مالے کپتان''...... قاسم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید نے اس کی طرف سے توجہ ہٹائی اور پھر وہ راکاشو کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سرنج میں بچا ہوا انجکشن اسے لگا دیا اور پھر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد راکاشو ہوش میں آ گیا۔

''تمہارا نام راکاشو ہے اور تم برازیلیا میں زیرو لینڈ کے انچارج ہو''...... کیپٹن حمید نے اس سے کہا۔

''کون راکاشو اور کون سی زیرو لینڈ۔ میں تو ان دونوں ناموں

کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... راکاشو نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم بھی بے کار آدمی ہو۔ بے کار آدمیوں کو تو میں زندہ رکھنے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ دیکھ لو کہ تمہارے بہت سے ساتھی چوہوں کی طرح مرے پڑے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ راکاشو کی طرف کیا تو وہ یکدم چیخ پڑا۔

''گولی مت چلانا۔ میں راکاشو ہی ہوں''...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں مانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم یہاں کے انچارج ہو لیکن میں تمہاری زبان سے اس کا اقرار سننا چاہتا ہوں''...... کیپٹن حمید نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔ اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر وہ کچھ زیادہ ہی خوف زدہ ہو گیا تھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں یہاں کا مقامی انچارج ہوں''...... راکاشو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر تو تم سلورسٹی کے بارے میں جانتے ہو گے''...... کیپٹن حمید نے اس سے کہا۔

''نہیں۔ میں سلورسٹی کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا''۔ راکاشو نے کہا۔

''جتنا جانتے ہو اتنا ہی بتا دو''...... کیپٹن حمید نے نہایت ہی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں تو اتنا جانتا ہوں کہ زیرو لینڈ میں ایک نیا شہر آباد کیا گیا ہے جسے سلور سٹی کہتے ہیں''...... راکاشو نے اتنا کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''سلور سٹی زیرو لینڈ میں آباد نہیں کیا گیا بلکہ یہاں برازیلیا کے جنگلات میں کہیں آباد کیا گیا ہے''...... کیپٹن حمید نے راکاشو سے کہا۔

''میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ زیرو لینڈ کے مقامی انچارج کو کوئی خاص اہمیت تو حاصل نہیں ہوتی۔ وہ تو بس ایک غلام کی طرح ہوتا ہے''...... راکاشو نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''پھر تو تم ہمارے لئے بے کار ہی ہوئے اور بے کار آدمیوں کے متعلق میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں انہیں ایک سیکنڈ بھی زندہ نہیں رکھنا چاہتا''...... کیپٹن حمید نے کہا اور اس نے ایک بار پھر مشین پسٹل کا رخ راکاشو کی طرف کیا اور ساتھ ہی کیپٹن حمید کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

''مم۔ میں۔ واقعی۔ کک۔ کچھ نہیں جانتا۔ لل۔ لیکن میں ایک ٹپ دے سکتا ہوں۔ اس سے شاید تمہیں کوئی مدد مل سکے''۔ راکاشو نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ بولو۔ کیا ٹپ ہے''...... کیپٹن حمید نے اس سے کہا۔

''لائم کالونی کی کوٹھی نمبر تیس میں مسٹر جیمسن پال رہتے ہیں۔

ان کے پاس کبھی کبھی ایک قبائلی آتا ہے جو کہ برازیل کے کسی جنگلی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے ایک بار مسٹر جیمسن پال کو بتایا تھا کہ اس نے ایک دفعہ جنگل میں کسی جگہ سیاہ بادلوں کا ایک ٹکڑا اترتے ہوئے دیکھا تھا۔ بادل کے سیاہ ٹکڑے کو جنگل میں اترتے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گیا تھا اور وہاں سے بھاگ گیا تھا لیکن مسٹر جیمسن پال نے اس کی اس بات پر یقین ہی نہیں کیا''...... راکاشو نے کہا۔

''یہ بات یقین کرنے والی ہے ہی نہیں۔ بادل بلند و بالا پہاڑوں پر تو اڑتے دکھائی دیتے ہیں اور انہیں چھوا بھی نہیں جا سکتا لیکن جنگل میں وہ کیسے اتر سکتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''میں نے سنا ہوا ہے کہ زیرو لینڈ کے اہم ایجنٹوں کے پاس ائیر کار ہے جو زیرو لینڈ والوں کی ایجاد ہے اور وہ فضا میں سفر کرتی ہے۔ جب وہ فضا میں سفر کر رہی ہو تو پھر اس کے اردگرد سیاہ بادل کا ٹکڑا موجود ہوتا ہے جو کہ شاید مخصوص گیس سے بنا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ائیر کار کو دنیا کی کوئی مشین دیکھ نہیں سکتی اور وہ بے خوف و خطر ہو کر سفر کرتے ہیں۔ وہ یقیناً اسی ائیر کار میں سلور سٹی آتے جاتے ہوں گے''...... راکاشو نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''مسٹر جیمسن پال کے پاس جو جنگلی آتا ہے وہ برازیلیا کے کس جنگلی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے''...... اس مرتبہ طارق صاحب نے

راکاشو سے پوچھا۔

''اس سوال کا جواب بھی مسٹر جیمسن پال ہی دے سکتے ہیں''۔ راکاشو نے طارق صاحب سے کہا۔

''بات تو وہی آ گئی نا کہ تم ہمارے لئے بے کار ہو''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ بے آواز گولیاں راکاشو کے سینے میں لگیں اور اس کے سینے سے خون بہنے لگا۔

''عمران۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں یہاں زیرو لینڈ کیوں لایا گیا ہے''...... سنگ ہی نے عمران سے پوچھا۔

اس وقت سنگ ہی اور تھریسیا، عمران کے سامنے تھے جبکہ جولیا کو عمران سے دور کر دیا گیا تھا۔

''چچا۔ اتنا میں جانتا ہوں کہ یہ زیرو لینڈ نہیں ہے۔ یہ بات میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں''...... عمران نے سنگ ہی سے کہا تو وہ غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم جانتے ہیں کہ تم بہت سمجھ دار ہو۔ ٹھیک ہے یہ زیرو لینڈ نہیں ہے۔ یہ سلور سٹی ہے لیکن میرا سوال وہی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہیں یہاں لانے کا مقصد کیا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''تھریسیا سے میری شادی۔ اس کے علاوہ اور کیا مقصد ہو سکتا

ہے بھلا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت خوش فہمی ہے تمہیں اپنے بارے میں''...... تھریسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ میری خوش فہمی نہیں ہے تھریسیا ڈیئر۔ بلکہ بزرگوں کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کے بچوں کے گھر جلد سے جلد آباد ہو جائیں اور تم جانتی ہو کہ چچا کو بزرگوں میں خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے''۔ عمران نے شوخ لہجے میں تھریسیا سے کہا تو اس کا منہ اور زیادہ پھول گیا۔

''عمران۔ تم پر بہت برا وقت آنے والا ہے۔ تمہاری ساری شوخی ختم ہو جائے گی''...... تھریسیا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو تھریسیا ڈیئر۔ شادی کے بعد سے انسان کا برا وقت شروع ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب میری بات غور سے سنو بھتیجے''...... سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے کہا۔

''آج کل کے نوجوان بزرگوں کی باتوں کو غور سے نہیں سنتے چچا۔ بہرحال تم کہو میں تمہاری بات غور سے سنوں گا کیونکہ میں تو تمہارا فرمانبردار بھتیجا ہوں''...... عمران نے سعادت مندی سے کہا۔

''عمران۔ تم یہ بات تو جانتے ہو کہ زیرو لینڈ سائنسی ترقی میں بہت آگے نکل چکا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''کاش۔ تم اپنی اس سائنسی ترقی کو مثبت کاموں میں استعمال

کرتے''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں۔

''ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں۔ یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے تمہیں نہیں''...... سنگ ہی نے غصے سے کہا۔

''او کے او کے۔ آل او کے۔ اب تم آگے بولو''...... عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہاں اس لئے لایا گیا ہے تاکہ تمہارا دماغ حاصل کر لیا جائے''...... تھریسیا نے عمران سے کہا۔

''تھریسیا ڈیئر۔ اگر میرے پاس دماغ ہوتا تو کیا میں تم سے دل لگا لیتا''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''ان بچکانہ باتوں سے کچھ نہیں ہو گا عمران۔ ہم تمہیں حقیقت بتا رہے ہیں کہ ہم تمہارا دماغ حاصل کریں گے اور پھر اسے مخصوص پراسس سے گزار کر تمہارا دماغ سپر چیف استعمال کریں گے اور جیسے ہی دماغ نکالنے کے لئے تمہاری کھوپڑی کھولی جائے گی تم ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکو گے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''چچا۔ یہ تو بہت خوفناک سچوئیشن بتائی ہے تم نے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جتنا تم تصور کر سکتے ہو اس سے بھی زیادہ خوفناک سچوئیشن ہے یہ''...... سنگ ہی نے کہا۔

''سنگ ہی چچا۔ پھر تمہارا کیا مشورہ ہے مجھے کیا کرنا چاہئے''۔ عمران نے سنگ ہی پوچھا۔

''عمران۔ اب تمہارے پاس دو ہی راستے ہیں''...... اس مرتبہ تھریسیا نے عمران سے کہا۔

''اور وہ راستے کون کون سے ہیں''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پہلا راستہ تو عیش و آرام کا ہے۔ اقتدار اور مال و دولت، حسن و جوانی کا ہے''...... تھریسیا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اور دوسرا راستہ کس چیز کا ہے''...... عمران نے کہا۔ ویسے وہ جانتا تھا کہ زیرو لینڈ والے اس سے کیا چاہتے ہیں۔ زیرو لینڈ کے بڑوں کی کب سے خواہش تھی کہ عمران اور کرنل فریدی ہر حال میں ان کے ساتھ آ ملیں لیکن وہ لوگ ان دونوں کو اپنے ساتھ ملانے میں آج تک کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔

''اور دوسرا راستہ موت کی طرف جاتا ہے عمران۔ تم ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہو''...... سنگ ہی نے کہا۔

''اور تم بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے ساتھ ملانے کی تمہاری خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی''...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا تو سنگ ہی طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔

''عمران۔ تم اس وقت سلورسٹی میں ہو اور یہاں سے فرار ہونا ناممکنات میں سے ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''میں یہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچ ہی نہیں رہا۔

بھلا جہاں تھریسیا ہو وہاں سے فرار ہونے کا کون سوچ سکتا ہے''۔ عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران کی بات سن کر تھریسیا کے دل میں ہلچل مچ گئی تھی۔ وہ دل سے عمران کو چاہتی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ عمران ایک پتھر ہے جو کبھی بھی اس کا نہیں بن سکتا پھر بھی اس کے دل میں عمران کی محبت کی شمع جلتی رہتی تھی۔ اب بھی عمران کی بات سن کر اس کے دل کی عجیب حالت ہونے لگی تھی لیکن اس نے اپنی یہ کیفیت نہ عمران پر ظاہر ہونے دی اور نہ ہی سنگ ہی پر بلکہ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات آ گئے۔

''لوگ بالکل سچ کہتے ہیں کہ تم فضول باتوں کے ایکسپرٹ ہو''۔ تھریسیا نے غصے سے کہا۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم بھی لوگوں کی باتوں میں آ جاتی ہو حالانکہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ لوگ محبت کرنے والوں کے خلاف باتیں کرتے ہی ہیں''...... عمران نے تھریسیا سے کہا۔

''شٹ اپ۔ جو بات سنگ ہی تمہیں بتا رہا ہے وہ غور سے سنو''...... تھریسیا نے اسے جھاڑتے ہوئے کہا۔

''دیکھو تھریسیا۔ تمہاری اور میری لو سٹوری میں چچا کیدو کو نہیں آنا چاہئے''...... عمران نے تھریسیا سے کہا۔

''چچا کیدو۔ کون چچا کیدو''...... سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔

"لو سٹوری میں اگر کوئی ولن آ جائے تو اسے چچا کیدو کہتے ہیں۔ اب بھی سمجھے کہ نہیں"...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو سنگ ہی کا منہ بن گیا۔

"سنو عمران۔ غور سے میری بات سنو"...... تھریسیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"سنو۔ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو تمہارا دماغ نکالنے سے پہلے ہم تمہارے سامنے جولیا کے کئی ٹکڑے کریں گے۔ اس کے جسم کی ایک ایک بوٹی الگ الگ ہو جائے گی"...... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی سی کوششیں کر کے دیکھ لو۔ شاید تمہارا کام بن جائے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"شاید نہیں یقیناً۔ اب ہم کامیابی کے بہت قریب ہیں"۔ تھریسیا نے اس مرتبہ ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ تمہاری کامیابی کے دعوے سنتے ہوئے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ خالی دعوے نہیں ہیں عمران۔ اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تو دیکھو گے کہ ساری دنیا ایک ملک میں بدل جائے گی اور اس ملک پر ہماری حکمرانی ہو گی"...... تھریسیا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اور تمہارے ساتھ میں نے شامل ہونا نہیں ہے"...... عمران

نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ہمارے ساتھ شامل نہ ہوئے تو پھر ہم تمہاری روح کو اس دنیا سے نکلنے نہیں دیں گے۔ تمہارے جسم سے نکل کر وہ اسی دنیا میں بھٹکتی رہے گی اور جب وہ ہماری حکمرانی کو دیکھے گی تو چیخے گی، چلائے گی اور پچھتاوے اسے بچھو کی طرح ڈنک ماریں گے"۔ تھریسیا نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تم نے انسانی روح پر بھی اختیار حاصل کر لیا ہے"۔ عمران نے بدستور طنزیہ انداز میں کہا۔

"ابھی نہیں کیا لیکن ہم لوگ سائنس میں اس قدر آگے ہیں کہ ہم اس پر بھی تجربات کریں گے"...... سنگ ہی نے کہا۔

"دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو سائنس کے دائرہ اختیار میں نہیں آتیں اور روح ہے کیا۔ یہ تم کبھی سمجھ ہی نہیں سکو گے"۔ عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

"ہم تم سے روح کے موضوع پر بحث نہیں کر رہے عمران۔ ہم تم سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہو یا نہیں"...... سنگ ہی نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

"چچا سنگ ہی۔ تم بھی ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ میں ہزاروں مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے"...... عمران نے ایک مرتبہ پھر طنزیہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا تو سنگ ہی نے اسے گھور کر دیکھا۔

”تھریسیا۔ تم جولیا کو بگ روم میں پہنچاؤ پھر عمران کو بھی وہاں لے چلیں گے اور اس کی آنکھوں کے سامنے جولیا کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے“ ..... سنگ ہی نے سرد لہجے میں تھریسیا سے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ ہے ہو سنگ ہی۔ اس ڈھیٹ آدمی کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے“ ..... تھریسیا نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بھی عمران کو گھور کر دیکھا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

کیپٹن حمید اور اس کی ساری ٹیم نے مقامی میک اپ کر لیا تھا۔ دیوزاد قاسم بھی اس وقت مقامی میک اپ میں تھا اور کافی دیر سے خاموش تھا۔

وہ اس وقت جس کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے اس پر فار رینٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا اور کوٹھی کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ کئی مہینوں سے خالی ہے۔ انہوں نے ایک کمرہ صاف کر کے اپنے استعمال کے قابل بنایا تھا اور اس کے بعد ریکھا اور رشیدہ مارکیٹ سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے آئی تھیں اور انہوں نے میک اپ کر لئے تھے۔

”اب ہم نے جیمسن پال سے ملاقات کرنی ہے“...... میک اپ کرنے کے بعد کیپٹن حمید نے کہا۔

”میرے خیال میں جیمسن پال سے ملاقات کے لئے زیادہ

افراد کو جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... ریکھا نے کہا۔

''ریکھا بیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ جیمسن پال سے میں اور ریکھا ہی مل آتے ہیں''...... طارق صاحب نے کہا۔

''ٹھیک ہے انکل۔ آپ دونوں ہو آئیں۔ اللہ کرے کہ آپ کو معلومات مل جائیں اور ہم جلد از جلد کرنل صاحب تک پہنچ جائیں''...... کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے کہا۔

''بھگوان بھلی کرے گا''...... ریکھا نے کہا اور پھر وہ طارق صاحب کے ساتھ کوٹھی سے باہر آ گئی۔

اس کوٹھی میں آنے جانے کے لئے انہوں نے فرنٹ گیٹ کی بجائے عقبی راستہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ عقبی دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا اور یہ دروازہ ایک تنگ سی گلی میں کھلتا تھا۔ اس طرف آمد و رفت بالکل دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس لئے ان کے خیال کے مطابق یہ کچھ محفوظ راستہ تھا۔ طارق صاحب اور ریکھا سڑک پر آ کر پیدل ہی آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچ گئے۔ وہ نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھے تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھائی۔

''سر۔ کہاں جائیں گے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''لائم کالونی چلو''...... طارق صاحب نے اسے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ لائم

کالونی پہنچ گئے۔ ڈرائیور نے رفتار آہستہ کر لی۔

''سر۔ کہاں اتریں گے آپ''...... رفتار آہستہ کرنے کے بعد ڈرائیور نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''بس۔ یہیں اتار دو''...... طارق صاحب نے کہا تو ڈرائیور نے چند میٹر آگے جا کر ٹیکسی سائیڈ پر کر کے روک دی۔ میٹر دیکھ کر طارق صاحب نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو طارق صاحب اور ریکھا رہائشی کوٹھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

رہائشی کوٹھیوں کی دو قطاریں تھیں اور درمیان میں سڑک تھی۔ کوٹھیوں پر نمبر لگے ہوئے تھے اور کچھ کوٹھیوں پر نیم پلیٹیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد انہیں کوٹھی نمبر تین بھی نظر آ گئی۔ اس کے گیٹ پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر جیمسن پال لکھا ہوا تھا۔ نام کے نیچے ریٹائرڈ آفیسر فاریسٹ بھی لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ریکھا اور طارق صاحب نے نام اور عہدہ پڑھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر ایک کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پر بیل لکھا ہوا تھا۔ بٹن پریس ہونے کے تقریباً ایک منٹ بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک ملازم ٹائپ آدمی کی شکل دکھائی دی۔

''ہم مارننگ نیوز سے آئے ہیں اور ہمیں مسٹر جیمسن پال سے ملنا ہے''...... ریکھا نے ملازم سے کہا۔

"جی بہتر۔ میں جیمسن پال صاحب کو اطلاع دیتا ہوں"۔ ملازم نے کہا اور واپس چلا گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ منٹ بعد ذیلی کھڑکی دوبارہ کھلی اور ملازم کی شکل دکھائی دی۔

"تشریف لے آئیے"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ ملازم انہیں ساتھ لے کر ایک سجے سجائے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ صاحب ابھی تشریف لاتے ہیں"۔ ملازم نے کہا تو وہ صوفوں پر بیٹھ گئے جبکہ ملازم ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ انہیں صوفوں پر بیٹھے ابھی ایک منٹ ہی گزرا تھا کہ ایک ضعیف لیکن باوقار سا آدمی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ ریکھا اور طارق صاحب کے خیال کے مطابق یہی مسٹر جیمسن پال تھا۔ اس لئے اسے دیکھ کر وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھیے بیٹھیے"...... ضعیف آدمی نے کہا تو وہ ایک بار پھر صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"شکریہ سر"...... صوفے پر بیٹھنے کے بعد ریکھا نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جیمسن پال ہے"...... اس آدمی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں نے پہلے آپ کو دیکھا ہوا ہے۔ میرا نام شلینہ ہے اور میں مارننگ نیوز کے لئے انٹرویوز کرتی ہوں اور فیچر بھی لکھتی

ہوں۔ یہ مسٹر بیلے ہیں اور مارننگ نیوز کے سینئر صحافی ہیں"۔ ریکھا نے اپنا اور طارق صاحب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے لیکن آپ نے اپنے آنے کی اطلاع پہلے نہیں دی"...... مسٹر جیمسن پال نے کہا۔

"سر۔ اس کے لئے میں بہت معذرت خواہ ہوں۔ ایک عرصے سے میری خواہش تھی کہ میں آپ کا انٹرویو کروں۔ جنگلات کے تجربات پر مبنی آپ کا انٹرویو بہت سی سنسنی خیز ہو سکتا ہے لیکن مجھے وقت نہیں مل رہا تھا۔ میں آج صبح ہی برازیلیا واپس آئی ہوں کیونکہ میں فارن منسٹر کے ساتھ غیر ملکی دورے پر گئی ہوئی تھی اور آج رات میں نے صدر صاحب کے ساتھ ایکریمیا کے دورے پر روانہ ہو جانا ہے۔ بس یہ تین چار گھنٹے میرے پاس تھے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کا انٹرویو کر لیا جائے"...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی وقت ملازم کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن اٹھا رکھے تھے۔ اس نے ان تینوں کو چائے پیش کی اور پھر واپس چلا گیا۔

"ہاں۔ آپ کی پیشہ ورانہ مصروفیات بہت زیادہ ہوں گی"۔ جیمسن پال نے کہا۔

"سر۔ پچھلے چھ ماہ سے میں نے کئی بار ارادہ کیا کہ آپ سے انٹرویو کیا جائے لیکن ہر بار مجھے ایمرجنسی میں کہیں نہ کہیں جانا پڑ گیا اس لئے آج میں نے سوچا کہ آپ سے وقت لئے بغیر ہی

آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ اگر آپ سے ملاقات ہوگئی تو ٹھیک ورنہ پھر کسی دن کوشش کرلوں گی“...... ریکھا نے کہا۔

”اچھا کیا آپ نے کہ آپ آ گئیں۔ میری بھی خواہش تھی کہ مارننگ نیوز جیسے اخبار میں میرا انٹرویو شائع ہو“...... اس مرتبہ جیمسن پال نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریکھا بھی جواباً مسکرانے لگی۔

”سر۔ آپ جیسی شخصیات کا انٹرویو کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے“۔ ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے آن کر کے میز پر رکھ دیا جبکہ طارق صاحب نے جیب سے سیل فون نکال کر جیمسن پال کی تصویریں بنا لیں۔

”سر۔ سنا ہے کہ برازیلیا کے جنگلات میں وحشی قبائل بھی آباد ہیں جو اس جدید دور میں بھی آدم خوری کرتے ہیں“...... چند رسمی سوالوں کے بعد ریکھا نے جیمسن پال سے پوچھا۔

”مس شلینہ۔ یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے۔ دنیا میں جہاں بھی گھنے جنگلات ہوں گے وہاں وحشی قبائل بھی ہوں گے۔ برازیل میں وحشی قبائل کا آباد ہونا کوئی انوکھی بات تو نہیں ہے“۔ جیمسن پال نے کہا۔

”آپ فاریسٹ آفیسر رہے ہیں۔ آپ تو جنگلات میں بہت آگے تک گئے ہوں گے۔ کیا کبھی آپ کسی جنگلی قبیلے تک بھی پہنچے ہیں“...... ریکھا نے جیمسن پال سے ایک اور سوال پوچھا۔

”نہیں۔ میں کبھی کسی جنگلی قبیلے کے قریب نہیں گیا۔ اگر گیا ہوتا تو شاید اب تک زندہ نہ ہوتا البتہ مجھے دو تین جنگلی آدمی ضرور ملے لیکن وہ ایسے انسان تھے جنہیں جدید دنیا دیکھنے کا بہت شوق تھا اور اپنے اسی شوق کی بنا پر وہ جنگلات سے نکل کر شہری آبادی کے قریبی جنگلات تک آئے ہوئے تھے“...... جیمسن پال نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ ان کی قبائلی معاشرت کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہوں گے“...... ریکھا نے کہا۔

”ہاں۔ ایک قبائلی انسان جس کا نام لاکاشی تھا۔ اس سے میری کافی دوستی ہوگئی تھی۔ وہ کئی بار جدید دنیا میں آ چکا تھا اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہماری زبان بھی بول لیتا تھا۔ اس نے مجھے قبائلی معاشرت کے بارے میں بہت کچھ بتایا“...... جیمسن پال نے کہا اور پھر اس نے قبائل کی بہت سی باتیں بتائیں۔

”سر۔ جنگلات میں وحشیوں کے بہت سے قبیلے ہوتے ہیں۔ اس لاکاشی کا تعلق کس قبیلے سے تھا“...... ریکھا نے کہا۔

”وہ کہتا تھا کہ اس کا تعلق لاشا قبیلے سے ہے“...... جیمسن پال نے کہا۔

”وہ عجیب وغریب واقعہ سیاہ بادل کے ایک بہت بڑے ٹکڑے کا جنگل میں آ کر اترنا، اسی لاکاشی نے آپ کو سنایا تھا“...... ریکھا نے جیمسن پال سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا“...... جیمسن پال نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اس بات کا ذکر آپ نے ایک محفل میں کیا تھا۔ شاید آپ کو یاد نہیں''...... ریکھا نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا تم بھی اس محفل میں موجود تھیں''...... جیمسن پال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ بلکہ میرا ایک دوست اس محفل میں موجود تھا۔ اس نے اس بات کا ذکر کیا تو مجھے بہت حیرت ہوئی اور اسی دن میں نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کا انٹرویو کرنا ہے''...... ریکھا نے جیمسن پال سے کہا۔

''یہ جنگلی لوگ اعتقاد کے بہت کمزور ہوتے ہیں۔ نجانے اس نے کیا دیکھا کہ وہ یہ سمجھا کہ بادل کا کوئی سیاہ ٹکڑا جنگل میں اتر آیا ہے۔ وہ خوفزدہ ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھا''...... جیمسن پال نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا سر۔ آپ قبائلی علاقے کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔ اچھا اب آپ یہ بتائیں کہ لاشا قبیلے کا یہ جنگلی آپ کو کس جنگل میں ملا تھا''...... ریکھا نے جیمسن پال سے پوچھا۔

''اُن دنوں میں میری پوسٹنگ بریٹا سٹی میں تھی۔ سٹی کی حدود سے نکل کر یہ جنگل شروع ہو جاتا ہے۔ میں اس جنگل میں کوئی پچاس ساٹھ کلو میٹر آگے گیا ہوا تھا کہ میری ملاقات اس جنگلی سے ہوئی تھی''...... جیمسن پال نے کہا تو ریکھا نے اثبات میں سر ہلایا۔

مزید کوئی ایسی بات نہیں تھی جو اس سے معلوم ہو سکتی اس لئے اس نے انٹرویو کلوز کرنے کا فیصلہ کیا۔

''سر۔ آپ سے ملاقات اور آپ کا انٹرویو بہت شاندار رہا۔ یہ بہت جلد کسی سنڈے میگزین میں شائع ہو جائے گا''...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیمسن پال نے اثبات میں سر ہلایا۔

''شکریہ مس شلینہ۔ میں اپنے انٹرویو کی اشاعت کا انتظار کروں گا''...... جیمسن پال نے کہا۔

ریکھا کھڑی ہوئی تو طارق صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے جیمسن پال سے اجازت لی اور اس کی کوٹھی سے باہر آ گئے۔

''انکل۔ کیا خیال ہے۔ مسٹر جیمسن پال کے انٹرویو سے آپ کو کچھ مفید باتیں معلوم ہو گئی ہیں''...... ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے ریکھا نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''مجھے یقین ہے کہ اب میں لاشا قبیلے کو تلاش کر لوں گا اور جہاں لاکاشی نے بادل کا سیاہ ٹکڑا دیکھا تھا، سلور سٹی اس کے کہیں قریب ہی ہو گا۔ انشاء اللہ ہم کرنل تک پہنچ جائیں گے''۔ طارق صاحب نے یقین بھرے لہجے میں کہا تو ریکھا نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچ گئے۔

وہ سب اس وقت ایک بڑی جیپ میں سوار تھے۔ جیپ انتہائی طاقتور انجن کی تھی اس لئے جوزف اسے دو سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا رہا تھا۔ برازیلیا سے برمیہ کا فاصلہ ایک ہزار کلو میٹر تھا اور انہوں نے یہ فاصلہ جیپ میں ہی طے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ مخصوص جیپ تھی جو جنگلات میں بہت حد تک سفر کر سکتی تھی۔ جوزف نے یہ جیپ خریدی تھی اور جوزف ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ برازیلیا سے روانگی سے قبل ان سب نے مقامی میک اپ کر لئے تھے البتہ جوزف بغیر میک اپ کے تھا۔

جیپ میں بڑے بڑے بیگ بھی رکھے ہوئے تھے جن میں ایسا سامان تھا جو انہیں جنگل میں کام آنا تھا۔ اس سامان میں خشک خوراک کے ڈبے، خیمے، میڈیکل باکس، اسلحہ جوزف کی پسند کے مطابق خریدا گیا تھا جبکہ روشی نے چند خصوصی سائنسی آلات بھی

خریدے تھے۔ اس کے کہنے کے مطابق یہ ان کے کام آ سکتے تھے کیونکہ وہ ایک سائنسی شہر جا رہے تھے۔

دو سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے جوزف نے انہیں صرف ساڑھے پانچ گھنٹے میں ہی برازیلیا کے برمیہ سٹی پہنچا دیا تھا۔ وہ برمیہ سٹی پہنچے تو رات ہونے والی تھی اور انہیں بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

''مس روشی۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کیا خیال ہے کھانا نہ کھا لیا جائے''...... سلیمان نے روشی سے کہا۔

''بھوک تو سب کو لگ رہی ہے لیکن کسی ہوٹل میں بیٹھ کر کھانا کھانے کی بجائے کھانا خرید کیا جائے اور اسے جنگل میں ہی جا کر کھایا جائے۔ اس طرح ہمارا بہت سا وقت بچ سکتا ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''تمہاری تجویز معقول ہے۔ ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے''...... صفدر نے جوزف سے کہا۔

''جوزف۔ تمہیں برمیہ سٹی کے تفصیلی نقشے کی بھی تو ضرورت پڑے گی''...... روشی نے جوزف سے کہا۔

''یس مسی''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم ایسا کرو کہ کسی پٹرول پمپ پر جیپ روک کر تم جیپ میں پٹرول ڈلواؤ۔ میں اور صفدر اس دوران کھانا اور نقشہ خرید لیتے ہیں''...... روشی نے جوزف سے کہا۔

"برمیہ سٹی کی حدود میں داخل ہوتے ہی جوزف نے جیپ کی سپیڈ آہستہ کر لی تھی۔ اب روشی کی بات سن کر اس نے سپیڈ مزید آہستہ کر دی پھر ایک پٹرول پمپ دیکھ کر وہ جیپ پٹرول پمپ پر لے گیا۔ صفدر اور روشی جیپ سے اتر گئے جبکہ باقی ساتھی جیپ میں بیٹھے رہے۔ جوزف نے فیول ٹینکی فل کرائی اور پھر وہ جیپ کو آگے لے آیا اور پھر اس نے جیپ ایک سائیڈ پر روک لی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور روشی واپس آ گئے۔ وہ کھانا اور نقشہ لے آئے تھے۔ وہ جیپ میں بیٹھے تو جوزف نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"جوزف۔ تم نے بتایا تھا کہ تم پہلے بھی برازیل آ چکے ہو۔ کیا برمیہ سٹی بھی پہلے آئے ہو"...... تنویر نے جوزف سے کہا۔

"یس مسٹر تنویر۔ میں پہلے بھی برمیہ سٹی آ چکا ہوں"...... جوزف نے اس سے کہا۔

"پھر تو تمہیں نقشے کی ضرورت نہیں تھی۔ تمہاری یادداشت تو بہت اچھی ہے"...... نعمانی نے جوزف سے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو مسٹر نعمانی۔ نقشہ بس احتیاطاً ہی لیا ہے"۔ جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیپ کی رفتار بھی بڑھا دی۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے جیپ سڑک سے نیچے اتار کر روک لی۔

"مسی۔ وہ نقشہ مجھے دکھائیں"...... جوزف نے روشی سے کہا تو اس نے برمیہ کا نقشہ جوزف کو دے دیا۔ جوزف غور سے نقشہ

دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے نقشہ واپس کر دیا تو دیگر ساتھی بھی نقشہ دیکھنے لگے۔

"مسی۔ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ تقریباً پون گھنٹے بعد ہم برمیہ سٹی کی حدود سے نکل جائیں گے اور جنگل کی حدود میں داخل ہو جائیں گے"...... جوزف نے روشی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

جوزف نے ایک بار پھر جیپ آگے بڑھائی۔ اب بھی جیپ کی رفتار بہت زیادہ تھی اور پھر تقریباً چالیس منٹ بعد جیپ ایک جنگل میں داخل ہو گئی۔ جنگل میں کوئی باقاعدہ راستہ تو تھا نہیں لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا اس لئے جیپ آگے بڑھ رہی تھی البتہ اب جیپ کی رفتار بہت آہستہ تھی۔ جنگل میں سفر کرتے ہوئے انہیں تقریباً پندرہ منٹ گزر گئے۔

"مس روشی۔ اب تو بھوک مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی"۔ سلیمان نے دہائی دینے والے انداز میں روشی سے کہا۔

"سلیمان۔ اگر تم سفر کی مشکلات برداشت نہیں کر سکتے تو پھر ہمارے ساتھ سفر کرتے کیوں ہو"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اے کالئے۔ کھانا پینا بھی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے"۔ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس سفر میں تمیز سے مجھ سے بات کرنا۔ میں تمہارا لیڈر

ہوں“...... جوزف نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

”اگر میں تمیز سے بات نہ کروں تو تم کیا کرو گے“......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ان خطرناک جنگلات میں بے شمار جنگلی درندے ہیں اور وہ درندے میرا کہنا مانتے ہیں۔ میں کسی درندے کو حکم دوں گا وہ تمہارا صرف ایک لقمہ ہی بنائے گا“...... جوزف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ اگر مجھے چیف ایکسٹو کی ہدایت یاد نہ ہوتی تو میں ابھی تمہاری لیڈری خاک میں ملا دیتا“......سلیمان نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ جیپ روک لو۔ میرے خیال میں آج رات ہمیں یہیں قیام کرنا چاہئے“...... روشی نے جوزف سے کہا۔ جوزف نے جیپ روک لی۔ اس نے جیپ کی ہیڈ لائٹس روشن ہی رہنے دی اور نیچے اتر آیا۔

”مسی۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ہم خیمے لگا لیں پھر کھانا کھائیں گے“...... جوزف نے روشی سے کہا۔

”نہیں۔ پہلے کھانا کھائیں گے پھر خیمے لگائیں گے“......سلیمان نے جوزف کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”بالکل نہیں۔ پہلے قیام پھر طعام“...... جوزف نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ سلیمان کو تنگ نہ کرو۔ ہم پہلے کھانا کھا لیں پھر خیمے لگا لیں گے“...... روشی نے کہا۔

”اگر آپ کی بھی یہی مرضی ہے مسی تو پھر ٹھیک ہے“۔ جوزف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

جیپ میں پانی کے کین موجود تھے۔ انہوں نے جیپ سے نیچے اتر کر منہ ہاتھ دھوئے اور پھر انہوں نے جیپ میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد انہوں نے زمین کا کچھ حصہ صاف کیا اور اس پر دو خیمے لگا دیئے۔ ایک خیمہ چھوٹا تھا جبکہ دوسرا خیمہ بڑا تھا۔ چھوٹا خیمہ روشی کے لئے لگایا گیا تھا اور بڑا خیمہ باقی تمام افراد کے لئے۔

”تم سب لوگ آرام کرو۔ میں خیموں سے باہر پہرے پر رہوں گا“...... جوزف نے ان سے کہا۔

”جوزف۔ ہم سب باری باری پہرہ دیں گے۔ نیند بھی سب کے لئے ضروری ہے“...... صدیقی نے جوزف سے کہا۔

”صدیقی صاحب۔ میں دو اڑھائی گھنٹے سو لوں تو مجھے وہ نیند کافی رہتی ہے اس لئے تم سب بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ میں رات کے آخری پہر تمہیں جگا دوں گا“...... جوزف نے صدیقی سے کہا۔

”نہیں۔ پہلے تم سو جاؤ۔ نصف رات کے بعد ہم تمہیں جگا دیں گے“...... خاور نے جوزف سے کہا۔

”مسٹر خاور۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ باس کی موجودگی میں پہرے

کا کام میں ہی کرتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں جوزف۔ فی الحال تم سو جاؤ۔ تین چار گھنٹے صدیقی اور خاور پہرہ دیں گے پھر یہ تمہیں اٹھا دیں گے اور یہ کام تم سنبھال لینا''...... روشی نے جوزف سے کہا۔

''او کے مسی۔ تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے''...... جوزف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

صدیقی اور خاور نے مشین پسٹل جیب سے نکال لئے۔ روشی اپنے خیمے میں چلی گئی جبکہ باقی افراد دوسرے خیمے میں۔ جوزف نے جاتے ہوئے جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی آف کر دیں۔ کچھ دیر تک صدیقی اور خاور کو اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا پھر ان کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں اور انہیں درخت وغیرہ سائے کی طرح نظر آنے لگے۔ بڑے اور گھنے درخت بڑے بڑے دیوؤں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ صدیقی اور خاور خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ تھک وہ بھی چکے تھے لیکن ڈیوٹی دینا بھی ضروری تھا اور اس وقت وہ آپس میں گفتگو بھی نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔ گہرے سناٹے میں ان کی دھیمی آواز بھی بہت دور تک جا سکتی تھی اور ان کی آوازوں سے ان کے ساتھیوں کی نیند خراب ہو سکتی تھی اس لئے وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے البتہ کبھی کبھی وہ سر اٹھا کر دور تک دیکھ لیتے تھے۔

انہیں اس طرح بیٹھے ہوئے نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا کہ

انہوں نے خیمے کا پردہ ہٹتے دیکھا اور پھر جوزف باہر آ گیا۔

''میں نے نیند کر لی ہے اب تم دونوں جا کر سو جاؤ''۔ جوزف نے نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا۔

صدیقی نے ریسٹ واچ کا بلب جلا کر وقت دیکھا۔ انہیں باہر بیٹھے ہوئے ساڑھے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ وہ دونوں خاموشی سے اٹھے اور خیمے کے اندر چلے گئے۔

اگلی صبح ناشتے کے بعد ان کا سفر ایک بار پھر شروع ہو گیا۔ انہوں نے بمشکل ایک گھنٹہ جیپ میں سفر کیا ہو گا کہ راستہ اس قدر دشوار ہو گیا کہ اب جیپ کا آگے جانا ممکن نہیں رہا تھا اس لئے انہوں نے جیپ کو وہیں چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور اپنے بیگ اٹھا کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔ وہ کئی گھنٹوں تک مسلسل چلتے رہے۔ اس دوران انہیں جنگل کا کوئی خطرناک جانور نظر نہیں آیا تھا۔ خرگوش، ہرن، گیدڑ، گلہریاں اور سانپ انہیں دکھائی دیئے تھے اور یہ سب چیزیں انہیں دیکھ کر بھاگ گئی تھیں۔

''مس روشی۔ اگر جوزف برا نہ مانے تو ایک بات کہوں''۔ دوپہر کے بعد سلیمان نے روشی سے کہا۔

''اگر ایسی کوئی بات ہے تو یہ جوزف سے پوچھو''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اس سے بات کروں گا تو یہ مجھے کاٹ کھانے کو دوڑے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''دوڑنا بزدلوں کا کام ہے، میں کیوں دوڑوں گا''...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جوزف کی بات سن کر سلیمان اور روشی کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''سلیمان۔ میں بتاؤں تم روشی سے کیا بات کہنا چاہتے ہو''۔ چوہان نے سلیمان سے کہا۔

''اگر آپ کو بھی بھوک لگ رہی ہے تو آپ مس روشی کو بتا دیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں''...... سلیمان نے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس مرتبہ سب کے چہروں پر ہی مسکراہٹ آ گئی۔

''ایک تو اس سلیمان کے بچے کو بھوک بہت لگتی ہے''۔ جوزف نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تم اونٹ جیسی خوبیاں رکھتے ہو تو اس پر دوسروں کا کیا قصور ہے''...... سلیمان نے جوزف سے کہا۔

''اونٹ جیسی خوبیاں۔ کیا مطلب ہے تمہارا''...... جوزف نے سلیمان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''اونٹ اپنے پیٹ میں پانی ذخیرہ کر لیتا ہے اور پھر کئی دنوں تک پانی پیئے بغیر ریگستان میں سفر کر سکتا ہے کیونکہ وہ ریگستانی جانور ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے پیٹ میں کئی دنوں کی خوراک ذخیرہ کر لیتے ہو اور جنگل میں کئی دنوں تک بغیر کھائے پیئے سفر کر سکتے ہو کیونکہ تم جنگل کے جانور ہو''...... سلیمان نے کہا۔

''اے مسٹر سلیمان۔ میں جنگلی ضرور ہوں لیکن جانور نہیں، انسان

ہوں۔ سمجھے''...... جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''سمجھ گیا مائی باپ۔ سمجھ گیا۔ اب اپنی ٹیم کی حالت پر ترس کھاؤ اور کچھ کھانے پینے کا اہتمام کرو''...... سلیمان نے اس سے کہا اور ساتھ ہی اس نے جوزف کے سامنے ہاتھ بھی باندھ دیئے۔

''اگر سب کو بھوک محسوس ہو رہی ہو تو پھر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں''...... جوزف نے سب سے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ کھانا کھا ہی لیا جائے''...... خاور نے سلیمان کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ دستر خوان بچھایا جائے''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ سب زمین پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے زمین پر دری بچھا لی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ ابھی وہ دری پر سے اٹھے ہی نہیں تھے کہ انہیں ایک خوفناک آواز سنائی دی اور وہ سب اچھل پڑے۔

''بچو۔ میں تمہیں کسی خوش فہمی میں نہیں رکھنا چاہتا اور یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو سفر اب ہم شروع کرنے والے ہیں وہ انتہائی خطرناک ہے۔ معلوم نہیں کہ ہم زندہ واپس آ سکیں گے یا نہیں۔ ہم کسی جنگلی درندے کا شکار ہو سکتے ہیں، کسی آدم خور قبیلے میں پھنس سکتے ہیں۔ برازیلیا کے جنگلات میں اڑنے والے ایسے زہریلے سانپ موجود ہیں جو ماتھے پر ڈس لیتے ہیں اور جس جانور کو وہ ڈستے ہیں وہ سیکنڈوں میں پانی بن کر بہہ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آدم خور درختوں کی بھی کثرت ہے۔ ان درختوں کے قریب سے جو بھی جاندار گزرنے لگے تو وہ اسے جکڑ لیتے ہیں اور منٹوں میں اس جاندار کا خون پی لیتے ہیں اور گوشت کھا جاتے ہیں البتہ ہڈیاں بچا دیتے ہیں۔ آدم خور چیونٹیاں، کیڑے، بچھو، سانپ، اژدھے اور دیگر خطرناک بلائیں ان جنگلات میں بکثرت پائی جاتی

ہیں۔ ان سب دشمنوں کی موجودگی میں زندہ واپس آنا بہت مشکل نظر آتا ہے''...... طارق صاحب نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

اس وقت وہ برینٹا سٹی میں موجود تھے۔ برازیلیا میں طارق صاحب نے ایک مخصوص جیپ خریدی تھی اور وہ ایک طویل سفر کر کے برینٹا پہنچے تھے۔ اپنی ضرورت کا تمام سامان انہوں نے برازیلیا سے ہی خرید لیا تھا جو اس وقت بیگوں میں بند جیپ میں پڑا ہوا تھا۔

طارق صاحب کی بات سن کر تجسس تو سب کے چہرے پر ابھر آیا تھا لیکن خوفزدہ کوئی بھی نہیں ہوا تھا۔

''انکل۔ اگر کرنل صاحب کی تلاش میں مجھے اپنے ساتوں جنم بھی قربان کرنا پڑے تو میں انکار نہیں کروں گی''...... ریکھا نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو طارق صاحب نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

''انکل۔ اگر ہم ڈرنے والے ہوتے تو گھر سے ہی کیوں نکلتے''...... ہریش نے طارق صاحب سے کہا۔

''انکل۔ میں تو سوگند کھا کے آیا ہوں کہ اب کافرستان واپس آؤں گا تو کرنل صاحب کے ساتھ ورنہ میں برازیلیا کے جنگلوں میں مر مٹ جاؤں گا''...... جگدیش نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اور ہماری تو جانیں ہر لمحہ کرنل صاحب کے لئے حاضر رہتی

ہیں۔ کیوں انور‘‘...... رشیدہ نے کہا۔

’’بالکل۔ ہماری یہ زندگیاں کرنل فریدی صاحب کی محبت سے سرشار ہیں۔ اگر کرنل صاحب ہمیں نہ ملتے تو ہماری یہ زندگیاں کسی کام کی نہیں‘‘...... انور نے جذباتی لہجے میں کہا۔

’’قاسم۔ تم نے سن لیا کہ برازیلیا کے جنگل کتنے خطرناک ہیں لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ تم رئیس گھرانے کے ناز و نعم میں پلے نوجوان ہو۔ جنگل کی صعوبتیں برداشت نہیں کر سکو گے‘‘۔ کیپٹن حمید نے قاسم کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تو اس کا منہ بن گیا۔

’’ابے سالے کپتان۔ تم مجھے بزدل مزدل سمجھتے ہو، مجبور سمجھتے ہو۔ میں مکا مار کر ہاتھی واتھی کی گردن توڑ موڑ سکتا ہوں‘‘...... قاسم نے دکھی لہجے میں کہا۔ کیپٹن حمید کی بات سن کر اسے دکھ ہو رہا تھا۔

’’قاسم۔ میں تمہیں کافرستان سے ہی نہیں لانا چاہتا تھا لیکن تم نے اصرار کیا تو میں لے آیا لیکن آگے خطرہ ہی خطرہ اور موت ہی موت ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے قاسم سے کہا۔

’’سالے کپتان وپتان۔ صرف تمہیں کرنل صاحب سے محبت وحبت ہے۔ صرف تمہی اس کے لئے جان وان قربان کر سکتے ہو۔ مجھے معلوم ہے کرنل صاحب ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔ میں بھی ان کے لئے جان وان قربان کر سکتا ہوں‘‘...... قاسم نے جوش سے بھرپور لہجے میں کہا۔

’’مجھے خوشی ہے قاسم کہ تم کرنل سے اتنی محبت کرتے ہو۔ ٹھیک ہے تم بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہو‘‘...... طارق صاحب نے قاسم سے کہا تو قاسم کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

’’تھینک یو مینک یو انکل۔ آپ بہت عجیم ہو‘‘...... قاسم نے طارق صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

’’میں برٹینا سٹی پہلے بھی آ چکا ہوں اور اس سٹی کے بعد جو جنگل شروع ہوتا ہے میں نے اس جنگل کی سیر بھی کی ہوئی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہم لاشا قبیلے کو تلاش کر لیں گے‘‘...... طارق صاحب نے کہا۔

’’انکل۔ آپ نے بتایا تھا کہ برازیل کے کئی شہر ہیں جن کے بعد جنگلات شروع ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ سب جنگلات الگ الگ ہیں‘‘...... رشیدہ نے طارق صاحب سے پوچھا۔

’’مختلف زاویوں سے یہ جنگلات آپس میں ملے ہوئے بھی ہیں یعنی ہم برینا سٹی سے جنگل میں داخل ہو رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہم ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں سے ہم برمیہ سٹی یا لاس سٹی سے بھی پہنچ سکتے ہیں۔ میں نے بتایا تھا نا کہ یہ جنگلات بہت وسیع ہیں اور نجانے کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں‘‘...... طارق صاحب نے کہا۔

’’انکل۔ ابھی آپ نے بتایا کہ آپ برنٹیا سٹی پہلے بھی آ چکے ہیں اور اس جنگل میں بھی جا چکے ہیں۔ اس جنگل میں آپ کہاں تک گئے ہوئے ہیں‘‘...... ہریش نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''میں بہت آگے تک گیا ہوا ہوں۔ اس طرف سے جنگل کا پہلا قبیلہ بالاسی ہے۔ بالاسی قبیلہ آدم خور نہیں ہے لیکن یہ قبائلی بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی غیر آدمی ان کے قبیلے میں آئے لہذا جیسے ہی انہیں کوئی غیر آدمی نظر آتا ہے یہ اسے گرفتار کر لیتے ہیں اور اپنے قبیلے میں آنے کی سزا کے طور پر اسے قتل کر دیتے ہیں''۔ طارق صاحب نے بالاسی قبیلے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ آپ اس قبیلے تک پہنچے پھر آپ کیسے بچ گئے''۔ رشیدہ نے طارق صاحب سے کہا۔

''اس کی وجہ یہ ہے رشیدہ بیٹی کہ میں جنگلوں میں بولی جانے والی بہت سی زبانوں سے واقفیت رکھتا ہوں اور وحشی قبائل کی طرزِ معاشرت کو جانتا ہوں۔ افریقہ کے جنگلات ہوں یا برازیل کے۔ جہاں جہاں وحشی قبائل ہیں۔ سفید نیولا مقدس جانور سمجھا جاتا ہے اور جس کے پاس سفید نیولا ہو اس کا احترام کیا جاتا ہے اس لئے میں نے سفید نیولا پالا ہوا ہے جو مجھ سے بہت مانوس ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ہر وقت میری جیب میں رہتا ہے اور ضرورت پڑنے پر میں اسے اپنے کندھے پر بٹھا کر قبائلیوں سے اپنی عزت کراتا ہوں''...... طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ پھر تو آپ کے ہوتے ہوئے وحشی ہمیں کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ تو ہمیں بلاوجہ ڈرا رہے ہیں''...... جگدیش نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ جنگلی انسان سفید نیولے کی وجہ سے کچھ رعایت

کر جائیں لیکن میں نے دیگر جن دشمنوں کا ذکر کیا ہے وہ تو کسی چیز کا لحاظ نہیں کریں گے''...... طارق صاحب نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ اللہ ہمیں ہر بلا سے محفوظ رکھے گا''...... رشیدہ نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

''انکل۔ زیرو لینڈ والے مجرم ہیں اور مجرم شیطان کے نمائندے ہوتے ہیں۔ ہم شیطانوں کے خلاف کام کرنے کے لئے گھروں سے نکلے ہیں۔ بھگوان ہماری رکشا کرے گا''...... ریکھا نے طارق صاحب سے کہا۔

''ہاں۔ تم لوگوں کا یقین دیکھ کر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم کرنل صاحب کو تلاش کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے اور زیرو لینڈ والوں کو شکست سے دوچار کریں گے''...... طارق صاحب نے کہا۔

''ہماری پراتھنا ہے کہ ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں''...... ہریش نے کہا۔

''او کے۔ اب میں مطمئن ہوں اور اب ہم جنگل کی طرف بڑھ رہے ہیں''...... طارق صاحب نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جیپ آگے بڑھا دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ان کی جیپ جنگل میں داخل ہوگئی۔ جنگل ابھی کم گھنا تھا اور اس میں جیپ آسانی سے چل رہی تھی البتہ طارق صاحب نے رفتار آہستہ کر لی تھی۔ جیپ کے انجن کی آواز بھی بہت کم تھی اور وہ سب بھی

خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

''سر۔ جب ہم بال سٹریٹ میں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے قابو میں آ گئے تھے تو کس نے ہماری مدد کی تھی''...... کافی دیر کی خاموشی کے بعد ہریش نے کیپٹن حمید سے پوچھا تو وہ سبھی چونک پڑے۔ یہ سوال ان سب کے ذہن میں ہی تھا لیکن اس وقت ذہنوں سے محو ہو چکا تھا۔ ہریش کے بولنے پر ان سب نے کیپٹن حمید کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''اسے میں خود بھی نہیں جانتا اور میرے پوچھنے پر اس نے صرف اتنا کہا کہ وہ ہمارا ہمدرد اور دوست ہے۔ اس کے بعد وہ رکا نہیں چلا گیا''...... کیپٹن حمید نے انہیں بتایا۔

''کیا آپ نے اس آدمی کو پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا''۔ جگدیش نے کیپٹن حمید سے پوچھا۔

''نہیں۔ ویسے بھی ہماری فیلڈ ایسی ہے کہ ہم چہروں پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ ہماری فیلڈ کے لوگ اکثر میک اپ میں رہتے ہیں جس طرح کہ اس وقت ہم بھی میک اپ میں ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''آپ کو یقین ہے کہ ہمارا وہ ہمدرد میک اپ میں تھا''۔ ریکھا نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''ہاں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ میک اپ میں ہی تھا''۔ کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم نے کوئی اندازہ تو لگانے کی کوشش کی ہو گی''...... اس مرتبہ طارق صاحب نے اس سے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے ایک اندازہ لگایا ہے''...... کیپٹن حمید نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

''حمید بیٹے۔ تم نے کیا اندازہ لگایا ہے''...... طارق صاحب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ باقی سب افراد بھی پرتجسس نظروں سے کیپٹن حمید کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ واقعی جاننا چاہتے تھے کہ ان کی مدد کس نے کی۔ اگر وہاں ان کی مدد نہ کی گئی ہوتی تو ممکن تھا کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ان کا خاتمہ کر دیتے۔

''سلور سٹی کے متعلق مجھے معلومات سلیمان نے دی ہیں اور اس نے بتایا تھا کہ علی عمران بھی اغوا ہو چکا ہے۔ لازمی بات ہے کہ اس کے ساتھی بھی اس کی تلاش میں برازیلیا پہنچے ہوئے ہوں گے اور میرا اندازہ ہے کہ ہماری مدد کرنے والا علی عمران کا ہی کوئی ساتھی ہو گا''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے''...... طارق صاحب نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اگر عمران صاحب کے ساتھی بھی برازیلیا پہنچے ہوئے ہیں پھر تو ہمیں مل کر کام کرنا چاہئے تھا''...... رشیدہ نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان کے کام کرنے کا انداز مختلف ہے اور پھر ہمارے مزاج بھی مختلف ہیں اس لئے ہمارا ایک ساتھ

سفر کرنا اور کام کرنا بہت مشکل ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ویسے کئی مشنز ایسے آئے ہیں کہ ہم اکٹھے بھی ہوئے ہیں''۔ ریکھا نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''ہاں۔ کئی موقعے ایسے آئے ہیں کہ ایک ہی مشن پر ہم دونوں ٹیموں نے کام کیا ہے لیکن کام الگ الگ ہی کیا ہے البتہ آخر میں ہم ساتھ ضرور ملے ہیں اور ایسے اکثر مشنز میں کریڈٹ عمران کو ہی مل جاتا ہے''...... کیپٹن حمید نے ریکھا سے کہا۔

''سر۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمران صاحب تو کریڈٹ کے پیچھے بھاگتے ہیں لیکن ہمارے کرنل صاحب کبھی ایسی باتوں کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ ان باتوں سے بالاتر ہیں''...... ریکھا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس ریکھا۔ یہ تم میرے کھالہ جاد کی تعریف کر رہی ہو یا اس کی بے عجتی کر رہی ہو''...... قاسم نے ریکھا سے کہا۔

''قاسم۔ میں تو تمہارے خالہ زاد کی تعریف کر رہی ہوں''۔ ریکھا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک میک ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی میرے کھالہ جاد کی گیر موجودگی میں اس کی بے عجتی کرے''۔ قاسم نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور اگر اس کی موجودگی میں کوئی اس کی بے عزتی کرے تو پھر''...... کیپٹن حمید نے اس سے کہا۔

''کوئی سے کیا مطالب ہے۔ کون ہے جو میرے کھالہ جاد کی بے عجتی کر سکتا ہے''...... قاسم نے کہا۔

''میں نے کئی بار اسے بے عزت کیا ہے''...... کیپٹن حمید نے فخریہ لہجے میں کہا تو قاسم زور زور سے ہنسنے لگا۔

''قاسم بھائی۔ اتنے زور سے نہ ہنسو، جیپ الٹ جائے گی''۔ رشیدہ نے کہا تو قاسم کی ہنسی کو بریک لگ گئی۔

''سالے کپتان وپتان۔ میں نے تو جب بھی دیکھا میکھا، تمہیں ہی اس کے ہاتھوں بے عجت ہوتے دیکھا۔ اب تم بڑھکیں وڑھکیں مار رہے ہو''...... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا تو اس کا منہ بن گیا۔

''تم اس وقت عمران کے ساتھ سفر کر رہے ہو یا میرے ساتھ''...... کیپٹن حمید نے غصے سے کہا۔

''میں تو بھیا سچ وچ بولوں گا۔ کسی کو مرچی ورچی لگتی ہے تو لگتی رہے''...... قاسم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید نے اسے گھور کر دیکھا لیکن قاسم نے اس کے گھورنے کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ اسی لمحے جیپ کو بریک لگ گئی اور ان سب نے چونک کر سامنے دیکھا۔ اب راستہ ایسا نہیں تھا کہ جیپ آگے جا سکتی اس لئے طارق صاحب نے جیپ روک لی تھی۔

''اب ہمیں آگے پیدل جانا پڑے گا''...... طارق صاحب نے ان سے کہا تو سب نے ہی اثبات میں سر ہلائے۔

اس کے بعد وہ سب نیچے اترے اور انہوں نے بیگ اٹھا لئے۔

رشیدہ اور ریکھا کے کندھوں پر کوئی بیگ نہیں تھا البتہ انہوں نے مشین پسٹل جیبوں سے نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ مشین پسٹلز پر سائلنسر بھی فٹ تھے۔ ان سب کے پاس جتنا بھی اسلحہ تھا انہوں نے سب پر سائیلنسر فٹ کر لئے تھے۔ جیپ سے نیچے اترنے کے بعد وہ طارق صاحب کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔

''انکل۔ ہم صحیح سمت میں سفر کر رہے ہیں نا''...... ریکھا نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''ہاں ریکھا بیٹی۔ ہم قبیلہ بالاسی کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ میری ساری زندگی جنگلوں میں ہی سفر کرتے ہوئے گزری ہے اس لئے میرے بھٹکنے کا امکان کم ہی ہے''...... طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ سارا دن بغیر رکے سفر کرتے رہے۔ شام ہوتے ہی جنگل میں اندھیرا پھیل گیا۔ گو کہ رات ہونے میں ابھی دیر تھی لیکن جنگل میں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے رات گہری ہو گئی ہو۔ انہوں نے ایک جگہ منتخب کر کے صاف کی اور پھر دو خیمے لگا دیئے۔ ایک خیمہ چھوٹا تھا جس میں دو افراد کی گنجائش تھی۔ یہ خیمہ ریکھا اور رشیدہ کے لئے تھا جبکہ دوسرا خیمہ بڑا تھا۔ ان کی وہ رات سکون سے گزر گئی۔ اگلی صبح ہوئی تو ایک بار پھر ان کا سفر شروع ہو گیا۔

انہیں جنگل میں سفر کرتے ہوئے تیسرا دن تھا۔ ان تین دنوں میں انہیں چند جنگلی خرگوش نظر آئے تھے۔ ہریش اور جگدیش نے

جنگلی خرگوشوں کا شکار بھی کیا تھا۔ جنگل کی لکڑیاں جلا کر انہوں نے گوشت پکایا تھا اور مزے سے کھایا تھا۔ جن خطرات کا طارق صاحب نے ذکر کیا تھا ابھی تک ان کا آغاز نہیں ہوا تھا اور انہیں ان خطروں کا شدت سے انتظار تھا۔

''جلدی سے زمین پر لیٹ جاؤ''...... طارق صاحب کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سب لاشعوری انداز میں زمین پر لیٹ گئے اور زوں کی آواز کے ساتھ ایک لمبی رسی سی ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئی۔ کچھ آگے جا کر وہ رسی رکی اور پھر مڑ کر ان کی طرف بڑھی۔ وہ اڑنے والا سانپ تھا۔ اس کے اڑنے کی آواز طارق صاحب کے حساس کانوں نے محسوس کر لی تھی اور انہوں نے چیخ کر سب کو زمین پر لیٹنے کے لئے کہا تھا۔ اگر طارق صاحب انہیں ہوشیار نہ کر دیتے تو سانپ کسی نہ کسی کو ڈس لیتا۔ لیکن اب جیسے ہی وہ مڑا ریکھا کے مشین پسٹل سے گولیاں نکلیں اور سانپ کی کھوپڑی کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ اس کا دھڑ ایک جگہ گرا اور تڑپنے لگا۔

''شکر ہے بھگوان کا۔ اس موذی سے جان بچ گئی''...... ہریش نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''واؤ۔ ایڈونچر شروع ہو چکا ہے۔ اب مزہ آئے گا''...... رشیدہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''تم تو ایسے خوش ہو رہی ہو جیسے خطرات کی بجائے تمہاری

پسندیدہ فلم شروع ہو گئی ہو''...... انور نے رشیدہ کے خوش ہونے پر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے یہ فلم ہی کی طرح ہے''...... رشیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فلم میں اور حقیقی زندگی میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ابھی تو تم خوش ہو رہی ہو آگے چل کر تمہیں پتا چلے گا کہ ایڈونچر ہوتا کیا ہے''...... انور نے طنزیہ لہجے میں رشیدہ سے کہا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے''...... رشیدہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے''...... انور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ''...... رشیدہ نے کہا۔

''اب شیر آئیں گے، چیتے آئیں گے اور تم کسی نہ کسی درندے کا لقمہ بن جاؤ گی''...... انور نے کہا۔

''ایسی معلومات فراہم کرنے کا بہت بہت شکریہ''...... رشیدہ نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ اتنے دنوں سے ایک دوسرے سے لڑے نہیں تھے اور میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ ان کا کھانا لڑے بغیر ہضم کیسے ہو رہا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''بچو۔ لڑنا بعد میں، فی الحال تو آگے بڑھو''...... طارق صاحب

نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چلنے لگے۔ اب انہیں چلتے ہوئے کوئی چالیس منٹ ہوئے تھے کہ رشیدہ کی نظر ایک تتلی پر پڑی۔ تتلی بہت ہی خوبصورت تھی اور رشیدہ کو بچپن سے ہی تتلیاں پکڑنے کا شوق تھا لہٰذا تتلی کو دیکھتے ہی وہ بے اختیار اس کے پیچھے بھاگ پڑی۔

''رشیدہ بیٹی۔ اس طرح نہ بھاگو۔ یہ جنگل ہے باغ نہیں''۔ طارق صاحب نے اس سے کہا۔

''انکل۔ میں یہ تتلی پکڑ لوں''...... رشیدہ نے کہا اور اس کے قدم تیز ہو گئے۔ تتلی اڑتی ہوئی ایک جھاڑی کے پیچھے پہنچ گئی۔ رشیدہ بھی جھاڑی کے پیچھے ہوئی اور اسی لمحے اس کی خوفناک چیخ سنائی دی۔ طارق صاحب، کیپٹن حمید اور دیگر ساتھی بے اختیار اس کی طرف دوڑے۔ جیسے ہی وہ جھاڑی کے قریب پہنچے وہ سبھی گھبرا گئے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے کالے ریچھ کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ رشیدہ اس ریچھ کے کندھے پر تھی اور چیخ رہی تھی۔

کیپٹن حمید اور ریکھا نے اپنی رفتار یکدم تیز کر دی۔ بھاگتے بھاگتے انہوں نے اپنے مشین پسٹل بھی نکال لئے پھر بھاگنے کے دوران ہی ریکھا اور کیپٹن حمید نے ریچھ پر فائر کر دیئے۔ ایک ساتھ کئی گولیاں ریچھ کو لگیں اور ریچھ کی کربناک آواز سے جنگل گونج اٹھا۔ اس نے رشیدہ کو ایک طرف پھینک دیا اور پھر ریکھا اور کیپٹن حمید کی طرف لپکا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ پھر ریچھ پر فائرنگ کر

دی۔ اس مرتبہ گولیاں ریچھ کی آنکھوں اور چہرے پر لگیں۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے خون جاری ہو گیا اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ انہوں نے ریچھ کو تڑپتا ہوا چھوڑا اور رشیدہ کی طرف متوجہ ہوئے جو ابھی تک زمین پر پڑی ہوئی تھی۔

''رشیدہ۔ تم ٹھیک تو ہو نا''...... ریکھا نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ باقی افراد بھی اس کے اردگرد آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ رشیدہ کی آنکھوں میں ابھی تک خوف کے تاثرات تھے۔

''آں۔ ہاں ہاں۔ میں ٹھیک ہوں''...... رشیدہ نے چند لمحوں کے بعد کہا۔

انور نے اسے منرل واٹر کی ایک بوتل دی تو وہ آدھی سے زیادہ بوتل پی گئی۔

''شکریہ''...... پانی پینے کے بعد اس نے انور سے کہا۔ پانی پی کر اس کی حالت کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔

''میں نے تمہیں منع بھی کیا پھر بھی تم ہم سے الگ ہو گئیں۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو پھر''...... طارق صاحب نے ناراض لہجے میں رشیدہ سے کہا تو وہ شرمندہ نظر آنے لگی۔

''سوری انکل۔ آئندہ آپ کی حکم عدولی نہیں ہو گی''...... رشیدہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب آگے چلو''...... طارق صاحب نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ رات ہونے تک وہ چلتے ہی رہے۔ رات ہوئی

تو انہوں نے زمین کا ایک حصہ صاف کیا اور خیمے لگا دیئے۔

''آج رات نو بجے سے بارہ بجے تک کیپٹن حمید اور انور پہرہ دیں گے۔ بارہ سے تین بجے تک جگدیش اور ہریش۔ تین سے چھ بجے تک میں اور قاسم پہرہ دیں گے''...... طارق صاحب نے کہا تو سب نے ہی اثبات میں سر ہلائے۔

کھانا انہوں نے سات بجے ہی کھا لیا اور پھر دو گھنٹوں تک وہ گپ شپ کرتے رہے۔ جیسے ہی نو بجے طارق صاحب نے انہیں سونے کی ہدایت کر دی۔ کیپٹن حمید اور انور خیموں کے سامنے بیٹھ گئے جبکہ باقی افراد سونے کے لئے لیٹ گئے۔ چونکہ انہوں نے دن بھر سفر کیا تھا اس لئے لیٹتے ہی انہیں نیند آ گئی۔

نیند کیپٹن حمید اور انور کو بھی آ رہی تھی لیکن وہ سو نہیں سکتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ سو گئے تو پھر انہونی بھی ہو سکتی ہے۔ بارہ بجے تک انہوں نے جاگنا تو تھا ہی لیکن باتیں بھی وہ نہیں کر رہے تھے کیونکہ ان کی باتوں کی آوازوں سے ان کے ساتھیوں کی نیند خراب ہو سکتی تھی اور چپ چاپ بیٹھنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ ایک ایک لمحہ انہیں ایک ایک گھنٹے کے برابر لگ رہا تھا۔

نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ انور نے ریسٹ واچ کا بلب جلا کر وقت دیکھا۔ گیارہ بج چکے تھے۔ انہیں ڈیوٹی دیتے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے جبکہ انور کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ صدیوں سے یہاں بیٹھا ہوا ہو۔ ان دونوں کو بار بار جھٹکے لگ رہے تھے پھر

اچانک ہی ان کے قریب نامانوس سی بو پھیل گئی۔ اس بو کو محسوس کرتے ہی وہ چونکے اور انہوں نے سیدھا ہونا چاہا لیکن اسی لمحے ان کے سر چکرائے اور پھر وہ دونوں ہی زمین پر گر گئے۔ جیسے ہی وہ زمین پر گرے ایک طرف سے چار جنگلی نمودار ہو گئے۔ ان میں سے ایک جنگلی کے پاس بانس تھا اور بانس پر چند پتے لگے ہوئے تھے جو سلگ رہے تھے اور ان سے دھواں نکل رہا تھا۔ کیپٹن حمید اور انور کو جو نامانوس سی بو محسوس ہوئی تھی وہ اس دھویں کی تھی۔ اس جنگلی کے علاوہ باقی تین جنگلیوں کے ہاتھوں میں تیر کمان اور تلواریں تھیں جبکہ ایک جنگلی کے ہاتھ میں مٹی کا ایک چھوٹا سا برتن بھی تھا۔ مٹی کا برتن اس نے بائیں طرف والے جنگلی کی طرف کیا تو بانس والے نے سلگتے ہوئے پتے اس مٹی کے برتن کے قریب کئے۔ جیسے ہی سلگتے ہوئے پتے مٹی کے برتن میں لگے مٹی کے برتن میں چنگاریاں سی جل اٹھیں اور پھر مٹی کا وہ برتن چراغ کی طرح جلنے لگا اور اس میں سے چربی کی بو بھی آنے لگی۔

جس جنگلی نے چراغ پکڑا ہوا تھا وہ بڑے خیمے کی طرف بڑھا۔ اس نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکا۔ اس خیمے میں جھانکنے کے بعد وہ چھوٹے خیمے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا بھی پردہ اٹھا کر اندر جھانکا اور اس خیمے میں جھانکتے ہی اس کی ایک چیخ بلند ہوگئی پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اپنی زبان میں ان سے کچھ کہنے لگا۔ اس کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات تھے اور

اس کی بات سن کر اس کے ساتھیوں کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات آ گئے۔ دوسرے خیمے میں جھانکنے کے بعد اس نے جو چیخ ماری تھی۔ وہ غالباً خوشی کی چیخ تھی۔ ایک دوسرے سے باتیں کرنے کے بعد دو جنگلی خیمے میں داخل ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ خیمے سے نکلے تو ایک کے کندھے پر رشیدہ اور دوسرے کے کندھے پر ریکھا تھی۔

تین جنگلی تو ایک طرف چلے گئے جبکہ ایک جنگلی وہیں کھڑا رہا۔ اسے وہاں کھڑے کچھ دیر ہی گزری ہو گی کہ وہاں دس بارہ جنگلی اور آ گئے۔ پہلے سے موجود جنگلی نے ان سے کوئی بات کی اور آنے والے جنگلیوں نے کیپٹن حمید اور اس کے سارے ساتھیوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈالا اور ایک طرف بڑھنے لگے۔

شوں کی آواز سنائی دی تھی اور ان کے قریب ہی ایک جھاڑی جھلس گئی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ جل کر سیاہ ہو گئی ہو۔ ان سے تقریباً اٹھارہ بیس قدم کے فاصلے پر ایک انتہائی موٹا اور لمبا اژدھا بیٹھا ہوا تھا۔ انہیں جو آواز سنائی دی تھی وہ اس کی پھنکار کی تھی۔ اس نے ایک طویل سانس چھوڑا تھا اور یہ اس کے سانس کی حدت تھی کہ جھاڑی جھلس گئی تھی۔ وہ اچھل کر کھڑے ہوئے تو اژدھا نے اپنا منہ ان کی طرف کیا اور اس نے ایک پھنکار ماری اور اپنا طویل سانس چھوڑا۔ وہ سب جھاڑی کا حشر دیکھ چکے تھے لہٰذا سبھی نے چھلانگیں لگائیں اور بلند ہوتے گئے۔ بلند ہوتے ہوئے روشی نے اپنی جیب میں سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے اسی طرح حرکت میں رہتے ہوئے اژدھے پر فائر کھول دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور کئی گولیاں اژدھے کے سر پر لگیں

س کے سر کے کئی ٹکڑے ہو گئے اور اس کا باقی جسم بھی تڑپنے لگا۔ کچھ دیر تک تڑپنے کے بعد اژدھے کا دھڑ ساکت ہو گیا۔

''اف توبہ۔ کتنا خوفناک اژدھا تھا یہ''...... سلیمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر تمہیں ڈر لگ رہا ہے تو اب بھی واپس جا سکتے ہو''۔ جوزف نے سلیمان سے کہا۔

''میں تمہیں دیکھ کر نہیں ڈرتا تو چھوٹی موٹی بلاؤں سے کیا ڈروں گا''...... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اژدھے کو دیکھ کر تو تمہارا خون خشک ہو گیا تھا''...... جوزف نے سلیمان سے کہا۔

سلیمان نے جوزف پر جو طنز کیا تھا وہ اسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا اس لئے اس نے سلیمان کے طنز کا کوئی جواب نہ دیا جبکہ باقی ساتھی سلیمان کی بات سن کر مسکرانے لگے تھے۔

''باتوں میں وقت ضائع مت کرو اور آگے بڑھو''...... روشی نے ان سے کہا تو ایک مرتبہ پھر ان کا سفر شروع ہو گیا۔ وہ کافی دیر تک چلتے رہے۔

''جوزف۔ باسو قبیلہ ابھی کتنی دور ہے''...... چلتے چلتے تنویر نے جوزف سے کہا۔

''مسٹر تنویر۔ میں نے باسو قبیلہ دیکھا ہوا نہیں ہے۔ کوئی بھی جنگلی ملے گا تو اس سے اس قبیلے کے بارے میں معلومات حاصل

کروں گا پھر میں اکیلا ہی اس قبیلے تک جاؤں گا اور راگالی سے مل کر اس سے سلورسٹی کے بارے میں پوچھوں گا''...... جوزف نے تنویر سے کہا۔

''جوزف۔ تمہیں تو جنگل میں انسانوں کی بو محسوس ہو جاتی ہے۔ کیا ابھی تک تمہیں کسی جنگلی کی خوشبو محسوس نہیں ہوئی''۔ صفدر نے جوزف سے پوچھا۔

''نو مسٹر صفدر۔ ابھی تک مجھے کسی انسان کی خوشبو محسوس نہیں ہوئی جیسے ہی مجھے خوشبو محسوس ہو گی میں خود حرکت میں آ جاؤں گا''...... جوزف نے صفدر سے کہا۔

''تم جنگل کی بلا ہو۔ جنگل میں ہی حرکت کر سکتے ہو۔ شہر میں حرکت کرو گے تو جوتے بھی کھاؤ گے''...... سلیمان نے ایک مرتبہ پھر جوزف کو چھیڑتے ہوئے کہا لیکن یہ بات بھی شاید اسے سمجھ میں نہیں آئی تھی کیونکہ وہ خاموش ہی رہا تھا۔

وہ سارا دن ہی چلتے رہے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی اور رات ہونے پر انہوں نے خیمے لگائے اور معمول کے مطابق سونے کے لئے لیٹ گئے۔ آج پہلے چار گھنٹوں کی ڈیوٹی خاور اور چوہان کی تھی۔ باقی چار گھنٹے ڈیوٹی جوزف نے دینی تھی۔

انہیں سوئے ہوئے ابھی دو گھنٹے ہی گزرے تھے کو جوزف کی آنکھ کھل گئی۔ اسے چار اجنبی انسانوں کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ ساتھ ہی اسے خطرے کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھا

اور خیمے سے باہر آ گیا۔ خاور اور چوہان نے اسے خیمے سے باہر دیکھا تو وہ حیران ہوئے کیونکہ ابھی اس کے ڈیوٹی ٹائم میں دو گھنٹے رہتے تھے پھر اس سے پہلے کہ وہ جوزف سے پوچھتے، جوزف نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پتا نکالا اور اسے رگڑ کر خاور اور چوہان کے لباس سے لگایا اور پھر اپنے لباس پر بھی لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ خیموں سے دور جا کر درختوں کے پیچھے جا کر چھپ گئے۔ ابھی انہیں وہاں چھپے ایک ڈیڑھ منٹ ہی ہوا تھا کہ انہیں ایک طرف سے چار جنگلی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ گو کہ یہاں اندھیرا بہت تھا لیکن خاور اور چوہان بہت دیر سے اندھیرے میں موجود تھے اس لئے ان کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو گئی تھیں اور انہیں ہلکا ہلکا نظر آ رہا تھا۔

آنے والے چاروں جنگلی بہت ہی احتیاط سے چل رہے تھے۔ ان کے چلنے سے معمولی سی آوازیں بھی پیدا نہیں ہو رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں برچھیاں تھیں اور ان کے کندھوں پر تیر کمانیں لٹکی ہوئی تھیں۔ وہ انتہائی خاموشی سے خیمے کی طرف بڑھتے ہوئے آ رہے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ خیموں کے بہت قریب پہنچے ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ان تینوں نے بیک وقت ان جنگلیوں پر چھلانگیں لگا دیں۔ جوزف دو جنگلیوں پر جا گرا تھا۔

ایک کی تو اس نے فوراً ہی گردن توڑ دی تھی جبکہ دوسرے کے سر پر مکا مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ خاور اور چوہان نے بھی ایک ایک جنگلی کو نیچے گرا لیا تھا اور انہوں نے بھی ان جنگلیوں کی گردنیں توڑ دیں۔

ان کے نیچے گرنے سے آوازیں پیدا ہوئیں تو ان آوازوں نے صفدر، تنویر اور روشی کو جگا دیا۔ روشی اپنے خیمے سے اور صفدر، تنویر اپنے خیمے سے باہر نکل آئے۔

''یہ تو جنگلی ہیں''...... روشی نے جنگلیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مسی۔ یہ ہمیں ہلاک کرنے یا اغوا کرنے آئے تھے''۔ جوزف نے روشی سے کہا۔

''کیا سب کو ہلاک کر دیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایک جنگلی کو میں نے بے ہوش کر دیا اس سے میں اب باسو قبیلے کے متعلق پوچھوں گا''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے بے ہوش جنگلی کو اٹھایا اور خیمے کے اندر لے آیا۔ روشی، صفدر اور تنویر بھی اندر آ گئے جبکہ خاور اور چوہان باہر ہی رہ گئے۔ نعمانی اور صدیقی ابھی تک سوئے ہوئے تھے۔

''کیا یہ دونوں گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے ہیں''...... روشی نے کہا تو ان دونوں کی بھی آنکھ کھل گئی۔ خیمے میں ٹارچ روشن تھی جس کی وجہ سے خیمے میں اچھی خاصی روشنی تھی۔ نعمانی اور صدیقی انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے۔

''خیریت تو ہے۔ اس وقت تم سب جاگ رہے ہو''...... نعمانی نے ان سے پوچھا۔

''اس کی طرف بھی نظر دوڑاؤ''...... تنویر نے جنگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اس طرف دیکھا اور پھر وہ چونکے۔

''ارے۔ یہ تو جنگلی ہے۔ کیا جوزف اسے کہیں سے پکڑ لایا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ اسے جوزف نہیں پکڑ لایا بلکہ یہ اپنے ساتھیوں سمیت ہمیں پکڑنے آیا تھا۔ اس کے تین ساتھیوں کی لاشیں خیمے سے باہر پڑی ہوئی ہیں جبکہ جوزف نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب جوزف اس سے باسو قبیلے کے متعلق معلومات حاصل کرے گا''۔ روشی نے انہیں بتایا۔

''کمال ہے۔ یہاں اتنا ہنگامہ ہوتا رہا اور ہم بے سدھ پڑے رہے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری نیند بھی بچوں والی ہی ہے۔ سیکرٹ ایجنٹ کی نیند ایسی نہیں ہونی چاہئے۔ ایسی گہری نیند سیکرٹ ایجنٹ کے لئے خطرناک ہوسکتی ہے''...... صفدر نے نعمانی اور صدیقی سے کہا۔

''میں اتنی گہری نیند تو نہیں سوتا۔ آج نجانے کیسے سو گیا''۔ نعمانی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''چھوڑو اس نیند کے ذکر کو۔ جوزف کو اپنا کام کرنے دو''۔ تنویر

نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ جوزف تم اپنا کام کرو''...... روشی نے جوزف سے کہا۔

جوزف ایک بیگ کی طرف بڑھا۔ اس نے بیگ کی زپ کھول کر اس میں سے رسی کا ایک بنڈل نکالا اور اس سے بے ہوش جنگلی کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے جنگلی کی ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ سانس بند ہونے کی وجہ سے جنگلی کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو جوزف نے ہاتھ ہٹا لیا پھر چند لمحوں بعد جنگلی ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ اٹھ بیٹھا۔

''کون ہو تم''...... ہوش میں آتے ہی اس نے جوزف سے کہا۔

جوزف کو اس کی زبان سمجھ آ گئی۔

''میں پرنس آف افریقہ، جوزف دی گریٹ ہوں۔ تم کون ہو اور تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے''...... جوزف نے پہلے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر جنگلی سے اس کے بارے میں پوچھا۔

''میرا نام شکالی ہے اور میں بالو قبیلے سے ہوں''...... جنگلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جیسے ہی جنگلی نے جوزف کے سوال کا جواب دیا۔ جوزف حلق سے الو کی آوازیں نکالنے لگا۔ جوزف کو الو کی آواز میں بولتے دیکھ کر جنگلی خوفزدہ دکھائی دینے لگا۔

''کیا کر رہے ہو۔ کیا کر رہے ہو تم''...... جنگلی نے خوفزدہ لہجے

میں کہا۔

''چپ کرو۔ میں الو دیوتا کو بلا رہا ہوں۔ میری آواز پر وہ آئے گا اور بالو قبیلہ تباہ و برباد ہو جائے گا''...... جوزف نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو وہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

''نہیں۔ نہیں۔ دیوتا کو نہ بلاؤ۔ تم دیوتا کے کیا لگتے ہو''۔ جنگلی نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں الو دیوتا کا سب سے بڑا پجاری ہوں اور الو دیوتا کی وجہ سے پرنس آف افریقہ ہوں۔ الو دیوتا میری ہر بات مانتا ہے''۔ جوزف نے کہا اور اس نے دوبارہ الو کی آواز میں بولنا شروع کر دیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم کیوں دیوتا کو بلا رہے ہو''...... جنگلی نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''تم ہمارے خیموں کے قریب کیا کرنے آئے تھے''...... جوزف نے سخت لہجے میں جنگلی سے کہا۔

''ہمیں تو معلوم نہیں تھا کہ تم دیوتا کے بڑے پجاری ہو۔ ہم تو سمجھے تھے کہ جدید دنیا کے لوگ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہوئے ہیں''...... جنگلی نے جوزف سے کہا۔

''تم باسو قبیلے کے بارے میں جانتے ہو''...... جوزف نے اس مرتبہ نرم لہجے میں جنگلی سے پوچھا۔

''ہاں۔ باسو قبیلے سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں''...... جنگلی نے

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس قبیلے میں راگالی رہتا ہے۔ تم اسے بھی جانتے ہو''۔ جوزف نے اس سے پوچھا۔

''وہی۔ جسے جدید دنیا میں جانے کا بہت شوق ہے''...... جنگلی نے جوزف سے پوچھا۔

''ہاں وہی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اسے بھی جانتے ہو''۔ جوزف نے اس سے کہا۔

''ہاں۔ اس کے اس شوق کی وجہ سے اسے سب جانتے ہیں اور اسے اچھا بھی نہیں سمجھتے''...... جنگلی نے کہا۔

''میں نے الو دیوتا کا ایک پیغام اس تک پہنچانا ہے۔ کیا تم مجھے اس تک لے چلو گے''...... جوزف نے کہا۔

''تم دیوتا کے سب سے بڑے پجاری ہو۔ تمہارے کسی کام سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں تمہیں ساتھ بھی لے جا سکتا ہوں اور اگر کہو تو راگالی کو یہاں بلا لاتا ہوں''...... جنگلی نے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارے ساتھ باسو قبیلے چلوں گا لیکن یاد رکھنا، اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو دیوتا کا قہر تم پر نازل ہو گا اور تمہاری ساری عورتیں گنجی ہو جائیں گی''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ دیوتا کے بڑے پجاری سے دھوکا۔ یہ تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا''...... جنگلی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چلو''...... جوزف

نے جنگلی سے کہا۔

''تمہارے حکم سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چلو''...... جنگلی نے جوزف سے کہا۔

''مسی۔ میں اس کے ساتھ جا رہا ہوں۔ آپ نے اپنا خیال رکھنا ہے''...... جوزف نے روشی سے کہا۔

''تم اکیلے اس کے ساتھ جا رہے ہو۔ کہیں یہ لوگ تمہیں نقصان نہ پہنچا دیں''...... روشی نے کہا۔

''نہیں مسی۔ الو دیوتا کا نام سامنے آنے کے بعد یہ مجھے نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے''...... جوزف نے روشی کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''چلو شکالی۔ آگے بڑھو''...... جوزف نے جنگلی کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''پجاری آقا۔ میرے ہاتھ تو کھول دو''...... جنگلی نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اسے غصے سے دیکھا۔

''تم نے پیروں سے چلنا ہے، ہاتھوں سے نہیں۔ یہ ایسے ہی بندھے رہیں گے''...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے پجاری آقا۔ جیسے تمہاری مرضی''...... جنگلی نے کہا اور پھر اس نے قدم بڑھائے۔

باہر نکل کر اس کی نظر اپنے ساتھیوں پر پڑی لیکن اس نے ان لاشوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ ان لاشوں کے قریب سے گزرتا چلا

گیا۔ خاور اور چوہان نے جوزف کو جنگلی کے ساتھ دیکھا تو ان کی آنکھوں میں سوال ابھرا کہ جوزف کہاں جا رہا ہے لیکن جوزف ان کی آنکھوں میں نہیں جھانک سکتا تھا کیونکہ وہ روشنی سے اندھیرے میں آیا تھا اور اسے خاور اور چوہان کی آنکھیں واضح نظر نہیں آ رہی تھیں۔ اس کے باوجود بھی اس نے انہیں بتایا۔

''میں باسو قبیلے میں جا رہا ہوں۔ جلد ہی واپس آ جاؤں گا''۔ جوزف نے ان سے کہا۔

اس کے بعد وہ جنگلی کے ساتھ چلنے لگا۔ ایک ڈیڑھ منٹ تو ان دونوں کو ہی اندھیرے میں چلنے میں دقت محسوس ہوئی لیکن جب ان کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو پھر جوزف تو اطمینان سے چلنے لگا جبکہ شکالی کو بندھے ہونے کی وجہ سے چلنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ تین چار منٹ چلنے کے بعد شکالی لڑکھڑایا اور گر گیا۔ جوزف نے اسے زمین سے اٹھایا اور وہ ایک بار پھر چلنے لگا لیکن اب بھی وہ چار پانچ منٹ چلا ہو گا کہ ایک بار پھر گر پڑا۔ جوزف نے اسے پھر اٹھایا۔

''پجاری آقا۔ تم جانتے ہو کہ اب میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر میں نے تمہیں نقصان پہنچانے کا سوچا بھی تو دیوتا کا قہر مجھ پر نازل ہو گا''...... شکالی نے جوزف سے کہا۔

''تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ہاتھ کھول دوں''...... جوزف نے اس سے پوچھا۔

''ہاں پجاری آقا۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں تو مجھ سے چلا نہیں جا رہا''...... شکالی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ہاتھ کھول دیتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے شکالی کے ہاتھ کھول دیئے۔ رسی کھول کر اس نے رسی کا بنڈل بنایا اور بنڈل جیب میں رکھ لیا۔ یہ رسی اس کے پھر بھی کام آ سکتی تھی۔

''تم مجھ سے ایک قدم آگے چلو گے''...... رسی جیب میں رکھنے کے بعد جوزف نے شکالی سے کہا۔

''ٹھیک ہے پجاری آقا''...... شکالی نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف کے آگے چلنے لگا۔

''باسو قبیلے تک پہنچنے کے لئے ہمیں اور کتنا چلنا پڑے گا''۔ مزید پندرہ منٹ چلنے کے بعد جوزف نے شکالی سے پوچھا تو اس نے جوزف کو اپنی جنگلی زبان میں اس سوال کا جواب دے دیا۔ اس نے جتنی دیر کا کہا تھا جوزف کے اندازے کے مطابق ابھی ایک گھنٹہ انہیں اور چلنا تھا۔

انہیں چلتے چلتے مزید پندرہ بیس منٹ گزر چکے تھے۔ اب وہ جھاڑیوں کے قریب سے گزر رہے تھے۔ جوزف جھاڑیوں سے اپنا دامن بچا بچا کر چل رہا تھا۔ جھاڑیوں کی وجہ سے اس کی توجہ شکالی پر سے کم ہو گئی تھی اور اس کم توجہ کی وجہ سے شکالی اس سے ایک قدم پیچھے ہو گیا تھا۔ پھر اچانک شکالی نے بجلی کی سی تیزی سے

حرکت کی۔ اس نے پوری طاقت سے جوزف کو دھکا دیا۔ جوزف کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ شکالی یہ حرکت کرے گا اور شکالی کا دھکا بھی بہت زور آور تھا۔ جوزف اڑتا ہوا آٹھ دس قدم دور جا گرا۔ وہ جھاڑیوں میں گرا تھا اور جھاڑیاں کانٹے دار تھیں۔ بہت سے کانٹے سوئیوں کی طرح اس کے جسم میں گھس گئے اور درد کی تیز ترین لہریں اس کے جسم میں دوڑنے لگیں۔ اسی لمحے اسے پھنکار کی بھی زور دار آواز سنائی دی اور دو سانپ اس کے جسم کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔ ساتھ ہی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے آگ کے دو شعلے اس کے پیروں پر رکھ دیئے گئے ہوں۔ وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ نظر آنے والے دو سانپوں نے اسے ڈس لیا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ اٹھ نہ سکا اور پھر اسے ایک زور دار چکر آیا اور اس کا سر کانٹے دار جھاڑی سے جا ٹکرایا۔

سلور سٹی کے میٹنگ ہال میں فنچ، نانوتا، سنگ ہی اور تھریسیا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میز کی دوسری طرف بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی جو اس وقت خالی تھی۔ یہ سپر باس کی کرسی تھی اور آج سپر باس نے میٹنگ طلب کی تھی۔ وہ چاروں اب سپر باس کا ہی انتظار کر رہے تھے پھر میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور سپر باس میٹنگ ہال میں داخل ہوا۔

سپر باس کو دیکھ کر وہ چاروں کرسیوں سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مؤدبانہ انداز میں سپر باس کو سلام کیا۔ سپر باس نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب وہ کرسی پر بیٹھ چکا تو وہ چاروں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''بہت ہی افسوس کے ساتھ میں آج آپ کو ایک خبر دے رہا ہوں''...... سپر باس نے کہا تو وہ چاروں چونک پڑے جبکہ بگ باس

نے باری باری ان کے چہروں کا جائزہ لیا۔ سپر باس کے الفاظ ان کے لئے حیرت کا باعث تھے کیونکہ سپر باس نے آج جو الفاظ استعمال کئے تھے اس سے پہلے زیرو لینڈ کے کسی بھی ایجنٹ نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے تھے۔ افسوس اور ناکامی جیسے لفظوں کو تو وہ لوگ پسند ہی نہیں کرتے تھے اس لئے وہ چاروں حیران ہو رہے تھے۔

''ہمارے سائنس دان دماغ پر تجربات کر رہے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ ہمارے سائنس دان اپنے تجربات میں کامیاب ہوں گے اسی لئے ہم نے کرنل فریدی اور علی عمران کو اغوا کرایا تا کہ ان کے دماغ زیرو لینڈ کے سپر چیف اور سپریم چیف استعمال کر سکیں۔ اس موضوع پر میری آپ سے تفصیلی میٹنگ ہو چکی ہے''...... سپر باس نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''سپر باس۔ کیا ہمارے سائنس دان ان تجربات میں ناکام ہو گئے ہیں''...... نانوتا نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارے سائنس دانوں نے ان تجربات میں ناکامی کی رپورٹ دی ہے''...... سپر باس نے کہا۔

''ویری بیڈ۔ سپر باس۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ کرنل فریدی اور علی عمران زندگی میں پہلی بار اس طرح ہماری قید میں آئے ہیں پھر تو ایسا موقع شاید ہی ملے''...... فنچ نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو ہم اس ناکامی پر افسوس کر رہے ہیں''۔ سپر

باس نے کہا۔

''سپر باس۔ کیا ہمارے سائنس دان کوئی ایسا انجکشن، دوائی یا مشین نہیں بنا سکتے جس سے ہم ان دونوں کے خیالات بدل سکیں۔ ان کی سوچ کو تبدیل کر دیں۔ انہیں ہم سے نفرت ہے ہم ان کے دل و دماغ میں اپنے لئے محبت پیدا کر دیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''عام سطح کے ذہن رکھنے والے افراد کے ساتھ تو ایسا کیا جا سکتا ہے لیکن تم چاروں اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ دونوں عام دماغوں کے مالک نہیں ہیں۔ ان دونوں کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا''...... سپر باس نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سپر باس۔ پھر اب کیا کیا جائے۔ کیا ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے''...... فنچ نے کہا۔

''ہاں۔ فیصلہ یہی کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے''...... سپر باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''او کے سپر باس۔ میں جاتا ہوں اور ان دونوں کو گولیاں مار دیتا ہوں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''فیصلہ تو یہی کیا گیا ہے لیکن ہمیں اس کام میں جلدی بھی نہیں کرنی''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ آپ جو حکم دیں گے ہم نے تو وہی کرنا ہے''۔ تھریسیا نے کہا۔

''عمران کے ساتھ جولیا اور کرنل فریدی کے ساتھ روزا ہے اور

تمہیں یہ بات بھی معلوم ہو گی کہ یہ دونوں اپنے ساتھیوں سے شدید محبت کرتے ہیں''...... سپر باس نے ان سے کہا۔

''یس سپر باس۔ یہ دونوں ایسے ہیں کہ اگر انہیں اپنے ساتھیوں کے لئے جان بھی قربان کرنی پڑے تو یہ ایک لمحے کے لئے سوچیں گے بھی نہیں۔ فوراً اپنی جان قربان کر دیں گے''...... نانوتا نے کہا۔

''اس لئے میرا خیال ہے کہ پہلے انہیں بلیک میل کیا جائے۔ اگر یہ ہماری بلیک میلنگ میں بھی نہیں آتے تو پھر حقیقتاً پہلے روزا اور پھر جولیا کو قتل کر دیا جائے اس کے بعد کرنل فریدی اور عمران کو''...... سپر باس نے کہا۔

''یس سپر باس۔ اس طرح کوشش کر کے دیکھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں''...... فنچ نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں جلدی تو ہے نہیں اور نہ ہی ان سے کوئی خطرہ ہے لہٰذا یہ کوشش ہم ایک بار نہیں کئی بار کر سکتے ہیں۔ جب بالکل مایوس ہو جائیں گے تو اپنے اس فیصلے پر عمل بھی کر لیں گے''...... سپر باس نے کہا۔

''سپر باس۔ ہماری ایک بار سے زیادہ کوشش سے کہیں یہ دونوں یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم انہیں محض دھمکیاں دے رہے ہیں''۔ فنچ نے سپر باس سے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسا نہیں سوچ سکتے۔ وہ ہمارے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہمارے فیصلے اٹل ہوتے ہیں''...... سپر باس نے

فنچ سے کہا۔

''اور اگر وہ ایسا سمجھ بھی لیں گے تو کیا فرق پڑے گا''۔ تھریسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بس۔ ہمارے درمیان اب یہی فیصلہ ہوا ہے کہ ہم انہیں سمجھائیں گے اور روزا اور جولیا کے قتل کی دھمکیاں دیں گے۔ اگر یہ نہیں مانیں گے تو پھر ان دونوں لڑکیوں کو قتل کر دیں گے''۔ سپر باس نے کہا تو تھریسیا ایک خیال کے تحت چونکی۔

''تمہیں کیا خیال آیا ہے تھریسیا''...... سپر باس نے تھریسیا کو چونکتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا۔

''سپر باس۔ جب جولیا اور روزا قتل ہو جائیں گی تو ہم کرنل فریدی اور عمران کے مزید ساتھیوں کو اغوا کر لیں گے اور انہیں ایک بار پھر دھمکی دیں گے۔ روزا اور جولیا کے انجام کو دیکھتے ہوئے یہ یقیناً ہماری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے''...... تھریسیا نے کہا۔

''ہونہہ۔ بات تو تمہاری دل کو لگتی ہے''...... سپر باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے دو ساتھیوں کی قربانی کے بعد انہیں ہماری بات ماننا پڑے گی''...... نانوتا نے بھی تھریسیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ او کے۔ یہ طے ہو گیا۔ اب تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کرو''...... سپر باس نے کہا اور پھر وہ اٹھ

کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ چاروں بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ پھر سپر باس دروازے کی طرف بڑھا اور میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد وہ چاروں بھی دروازے کی طرف بڑھے۔

''فنچ۔ میں روزا سے ملتی ہوں اور اس سے کہتی ہوں کہ وہ کرنل فریدی کو سمجھائے''...... نانوتا نے میٹنگ روم سے باہر آنے کے بعد فنچ سے کہا۔

''او کے۔ اس طرح بھی کر کے دیکھ لو''...... فنچ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''تم کرنل فریدی سے ملو۔ میں روزا سے ملتی ہوں''...... نانوتا نے فنچ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کرنل فریدی سے مل لیتا ہوں''...... فنچ نے کہا اور پھر وہ اس بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگے جس بلڈنگ کے کمروں میں کرنل فریدی، عمران، جولیا اور روزا بند تھے۔

فنچ کرنل فریدی والے کمرے میں چلا گیا جبکہ نانوتا، روزا کے کمرے میں آ گئی۔ روزا کمرے میں موجود بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک رسالہ کھلا ہوا تھا۔ وہ رسالہ پڑھنے میں مصروف تھی۔

''ہیلو روزا''...... نانوتا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

''آؤ آؤ۔ زیرو لینڈ کی ناگن''...... روزا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ روزا کی بات سن کر نانوتا نے زوردار قہقہہ لگایا اور یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا۔

''بہت خوب روزا۔ بہت خوب۔ تمہیں میرا لقب یاد ہے''۔ قہقہہ لگانے کے بعد نانوتا نے کہا۔

''تم اور تھریسیا خود ہی تو اپنے آپ کو زیرو لینڈ کی ناگنیں کہتی ہو''...... روزا نے کہا۔

''روزا۔ حقیقت میں ہم ہیں بھی ناگنیں''...... نانوتا نے اس مرتبہ پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کیا کرنے آئی ہو یہاں ناگن''...... روزا نے طنزیہ لہجے میں نانوتا سے کہا۔

''میں تمہیں ڈسنے آئی ہوں''...... نانوتا نے زہریلے لہجے میں کہا تو روزا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم جانتی ہی ہو کہ میں سانپوں کا سر کچل دیا کرتی ہوں''۔ روزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ایسی زہریلی ناگن ہوں روزا کہ میرا ڈسا پانی بھی نہیں مانگتا''...... نانوتا نے کہا۔

''اچھا۔ مجھے کیا۔ مجھے تو تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیا کرنے آئی ہو''...... روزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے ایک ڈیل کرنے آئی ہوں''...... نانوتا نے روزا

سے کہا۔

''مجھ سے ڈیل کرنے آئی ہو۔ کیسی ڈیل''...... روزا نے اس سے پوچھا۔

''زیرو لینڈ کے بارے میں تو تم جانتی ہو کہ یہ ایسی دنیا ہے جہاں کوئی ایک بار پہنچ جائے تو وہاں سے نکل نہیں سکتا''...... نانوتا نے روزا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ پھر''...... روزا نے کہا۔

''تم لوگ بھی اس وقت زیرو لینڈ میں ہی ہو''...... نانوتا نے روزا سے کہا۔

''بکواس کرتی ہو تم۔ یہ زیرو لینڈ نہیں ہے''...... روزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ زیرو لینڈ نہ سہی، سلور سٹی سہی لیکن سلور سٹی بھی زیرو لینڈ سے کم نہیں ہے''...... نانوتا نے کہا۔

''تم یہ سب باتیں مجھے کیوں بتا رہی ہو''...... روزا نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں یہ بتا رہی ہوں کہ زیرو لینڈ کے بڑوں نے کرنل فریدی، علی عمران، جولیا اور تمہارے بارے میں فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں گولی مار دی جائے''...... نانوتا نے کہا۔

''تم اس سلسلے میں مجھ سے کیا ڈیل کرنے آئی ہو۔ ہمیں تم نے گولیاں مارنی ہیں مار دو''...... روزا نے کہا۔

''میں نہیں چاہتی کہ تم خوبصورت زندگیوں سے محروم ہو جاؤ اس لئے میں نے اپنے بڑوں سے تمہاری سفارش کی ہے کہ تمہیں ہلاک نہ کیا جائے''...... نانوتا نے روزا سے کہا۔ روزا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

''اگر تم کرنل فریدی کو قائل کر لو کہ وہ ہمارا ساتھی بن جائے تو پھر نہ صرف تم دونوں کی جان بچ سکتی ہے بلکہ تم دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شامل ہو سکتی ہو اور صرف یہی نہیں بلکہ جب ساری دنیا پر زیرو لینڈ کی حکومت ہو گی تو تم بھی دنیا کے حکمرانوں میں شمار کئے جاؤ گے''...... نانوتا نے روزا سے کہا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ احمقانہ مطالبات تم کئی بار کر چکے ہو اور ہر بار تمہیں ایک ہی جواب ملا ہے لیکن تمہاری سمجھ میں یہ جواب نہیں آتا''...... روزا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''احمق ہم نہیں ہیں روزا، احمق تم لوگ ہو جو عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر موت کا فیصلہ کئے بیٹھے ہو''...... اس مرتبہ نانوتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''گولی مار دیں گے، خاتمہ کر دیں گے، ہلاک کر دیں گے۔ آخر تم اپنی ان باتوں پر عمل کب کرو گے''...... روزا نے کہا۔

''اگر تمہیں مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو میں تمہارا یہ شوق ابھی پورا کر دیتی ہوں''...... نانوتا نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا۔ ریوالور نکالنے کے بعد اس نے ریوالور کا رخ روزا کی طرف کرنا ہی چاہا تھا کہ روزا کے ہاتھ سے رسالہ نکلا اور نانوتا کے چہرے پر جا لگا۔ نانوتا اس اچانک افتاد پر گھبرا گئی لیکن پھر فوراً ہی سنبھل گئی۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی روزا کی لات حرکت میں آ چکی تھی۔ روزا کے پاؤں کی ٹھوکر نانوتا کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی روزا نے اچھل کر نانوتا کی گردن بھی پکڑ لی۔ نانوتا لڑکھڑائی اور قریب رکھی ہوئی میز سے ٹکرائی۔ اسے کمر میں شدید درد کا احساس ہوا۔ روزا اس کے اوپر تھی۔

نانوتا کو میز پر گرانے کے بعد روزا نے اسے مکا بھی مارنا چاہا لیکن اب نانوتا سنبھل چکی تھی۔ اس نے اپنی گردن کو ایک سائیڈ پر کیا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھی حرکت میں آیا۔ اس نے روزا کی پسلیوں پر ایک زور دار مکا رسید کر دیا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر اچھال دیا۔ روزا بیڈ پر گری ہی تھی کہ نانوتا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ روزا نے پلک جھپکنے میں کروٹ بدلی اور جیسے ہی نانوتا بیڈ پر گری، روزا اس کے اوپر سوار ہوگئی اور اس نے نانوتا کے بال جکڑ لئے۔ نانوتا نے بھی بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور روزا بیڈ کے نیچے جا گری۔ نانوتا کے بال چونکہ روزا کے ہاتھ میں تھے اس لئے جیسے ہی روزا بیڈ سے نیچے گری، نانوتا کی گردن کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ

بھی بے اختیار بیڈ سے نیچے گر پڑی۔ روزا نے اس کے بال نہ چھوڑے اور وہ کھڑی ہوگئی۔ نانوتا کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ابھرے اور پھر اس کی کہنی حرکت میں آئی۔ نانوتا کی کہنی روزا کی پسلیوں پر پڑی تو ایک لمحے کے لئے روزا کا سانس بند ہو گیا۔ نانوتا نے دوسرا وار اس کے ماتھے پر کیا۔ اس کا مکا روزا کے ماتھے پر لگا تو وہ بیڈ پر گر گئی اور اس کے ہاتھ سے نانوتا کے بال چھوٹ گئے۔ جیسے ہی روزا بیڈ پر گری، نانوتا نے اچھل کر اپنی دونوں کہنیاں اس کے پیٹ میں مارنا چاہیں لیکن جیسے ہی وہ اچھلی روزا کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آ گئیں۔ اس نے دونوں پیر جوڑ کر نانوتا کے پیٹ میں مارے۔ نانوتا اڑتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔ دیوار سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے سر اور کمر پر شدید چوٹ لگی۔ سر پر چوٹ لگتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے رقص کرنے لگے جبکہ کمر پر لگنے والی چوٹ نے اس کے جسم میں درد کی لہریں دوڑا دیں۔

وہ فرش پر گری ہی تھی کہ روزا اس پر آ گری اور اس نے نانوتا کی گردن میں بازو ڈال دیئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ نانوتا کی گردن پر دباؤ ڈالتی، نانوتا کی کہنی ایک بار پھر حرکت میں آئی۔ یہ کہنی روزا کی پسلیوں پر پڑی تو ایک بار پھر اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ نانوتا نے روزا کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا اور اپنی گردن آزاد کرا لی۔ ساتھ ہی اس نے روزا کی کلائی موڑ دی۔ کلائی مڑنے

کی وجہ سے روزا دوہری ہو گئی اور جیسے ہی روزا دوہری ہوئی نانوتا نے اپنا گھٹنا بھی اس کے پیٹ میں مار دیا۔ یہ چوٹ بہت ہی شدید تھی اس لئے بے اختیار روزا کے منہ سے سسکی نکل گئی۔

نانوتا نے دوبارہ بھی اس کے پیٹ میں گھٹنا مارنے کی کوشش کی لیکن روزا نے دوسرا ہاتھ آگے کیا اور اس کے گھٹنے کو روکا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ کو بھی جھٹکا دیا اور اپنی کلائی آزاد کرا لی۔ جیسے ہی روزا کی کلائی آزاد ہوئی اس نے ایک بار پھر نانوتا کے بال پکڑنے کی کوشش کی لیکن نانوتا نے اس کی کوشش کامیاب نہ ہونے دی۔ وہ اسپرنگ کی طرح اچھلی اور پھر اس کے دونوں پاؤں روزا کے سر پر پڑے۔ روزا کی گردن کو زور دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہو۔

اس چوٹ کے لگتے ہی روزا کا پاؤں بھی حرکت میں آ گیا۔ اس کا پاؤں نانوتا کے منہ پر لگا اور نانوتا کے دانت ہل گئے۔ نانوتا نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا اور پھر اس نے روزا کے منہ پر مکا مارا لیکن روزا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ہاتھ پکڑتے ہی اس نے نانوتا کا ہاتھ موڑ دیا۔ نانوتا ایک بار پھر دوہری ہو گئی۔ جیسے ہی وہ دوہری ہوئی روزا نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور بجلی کی سی تیزی سے اس کی کمر پر کہنی مار دی۔ نانوتا دھپ سے فرش پر گر گئی اور جیسے ہی وہ اوندھے منہ فرش پر گری، روزا اس کے اوپر سوار ہو گئی اور اس نے نانوتا کی گردن کے گرد اپنا بازو ڈال دیا اور پھر وہ نانوتا کی گردن

دبانے لگی۔ گردن دبنے کی وجہ سے نانوتا کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ اسی لمحے کمرے میں ایک تیز گیس پھیلی۔ گیس کے پھیلتے ہی روزا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے اور اس کے ذہن پر سیاہ چادر پھیل گئی۔ وہ نانوتا کے اوپر ہی گر گئی۔

''عمران۔ آخری بار کہہ رہی ہوں کہ تم ہماری بات مان جاؤ۔ اگر اب بھی تم نے انکار کیا تو تمہاری آنکھوں کے سامنے خنجر سے جولیا کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے''...... تھریسیا نے غراتے ہوئے عمران سے کہا۔ تھریسیا اور سنگ ہی چند لمحے پہلے ہی عمران کے کمرے میں آئے تھے۔

''چچا سنگ ہی۔ تم ہی اسے سمجھاؤ۔ بھلا اس کی عمر ہے دھمکیاں دینے کی''...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے اس کی عمر کو''...... سنگ ہی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ بے بی ڈول ہے۔ ابھی اس کے کھیلنے کودنے کے دن ہیں اور اس نے ابھی سے دھمکیاں دینا شروع کر دی ہیں۔ جب اس کی شادی ہو جائے گی تو پھر یہ اپنے شوہر بے چارے کے ساتھ کیا

کرے گی''...... عمران نے کہا۔

''بھتیجے۔ میں بھی تمہیں صاف صاف بتا رہا ہوں کہ تمہارے اور کرنل فریدی کے لئے زیرو لینڈ کی جو نرم پالیسی تھی وہ اب بدل گئی ہے۔ اب سپریم چیف نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اگر تم ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتے تو پھر تم دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے''۔ سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بھی سنجیدہ نظر آنے لگا۔

''چچا۔ تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا سپریم چیف نے یہ فیصلہ دے دیا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں بھتیجے۔ مذاق کرنے کی عادت تمہاری ہے، ہماری نہیں''۔ سنگ ہی نے کہا۔

''تم بتا رہے تھے کہ کرنل فریدی اور روزا بھی یہاں موجود ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ دونوں بھی سلور سٹی میں موجود ہیں''...... سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم میری ملاقات کرنل فریدی سے کراؤ۔ روزا اور جولیا کو ہمارے درمیان موجود ہونا چاہئے۔ میں کرنل فریدی سے مشورہ کروں گا پھر کوئی فیصلہ کروں گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم کرنل فریدی سے مل کر یہاں سے فرار ہو سکو گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ سلور سٹی میں ایک مکھی بھی بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی اور اسی طرح بغیر اجازت

سلور سٹی سے باہر بھی نہیں جا سکتی‘‘...... اس مرتبہ تھریسیا نے عمران سے کہا۔

’’تھریسیا ڈارلنگ۔ جس شہر میں تم جیسی حسینہ موجود ہو کون کافر اس شہر کو چھوڑنا چاہے گا‘‘...... عمران نے رومانٹک لہجے میں کہا تو تھریسیا نے گھور کر اسے دیکھا۔

’’تم جانتے ہو عمران۔ میں حسینہ نہیں ہوں۔ میں تو ایسی زہریلی ناگن ہوں کہ حکومتوں کے ایوانوں میں میرا نام سن کر زلزلے آ جاتے ہیں۔ حکمرانوں کی نیند، آرام اور چین سب اڑ جاتے ہیں اور وہ دعا کرتے ہیں کہ یہ بلا جلدی سے ان کے ملک سے نکل جائے‘‘...... تھریسیا نے مغرور لہجے میں کہا۔

’’دنیا کے لئے تم دہشت کی علامت ہی سہی لیکن میرے تو دل کی رانی ہو۔ کیوں چچا۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں‘‘...... عمران نے پہلے تھریسیا سے اور پھر سنگ ہی سے کہا۔ اس کے لہجے میں شوخی نمایاں تھی۔

’’بھتیجے۔ ان فضول باتوں کی بجائے اگر کام کی باتیں کرو تو زیادہ بہتر ہے‘‘...... سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’کام کی باتیں تو بزرگ کرتے ہیں چچا۔ تم سمجھاؤ نا تھریسیا کو‘‘...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی زندگی بچانے کے لئے سنجیدہ نہیں ہو۔ میں سپر باس سے کہہ دوں کہ وہ تمہارے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط

کر دے‘‘...... سنگ ہی نے ناراض لہجے میں کہا۔

’’میں نے کہا تو ہے سنگ ہی کہ میری ملاقات کرنل فریدی سے کرا دو۔ ہم باہمی مشورے کے بعد کسی اچھے فیصلے پر پہنچ جائیں گے‘‘...... عمران نے یکدم ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’او کے۔ ہم تمہاری ملاقات کرنل فریدی سے کرا دیتے ہیں‘‘۔ سنگ ہی نے عمران سے کہا۔

’’تھینک یو۔ چچا ہو تو تم جیسا‘‘...... اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’آؤ تھریسیا۔ ہم عمران کا مطالبہ سپر باس کے سامنے پیش کریں‘‘...... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

’’چچا۔ تھریسیا کو تو میرے پاس چھوڑتے جاؤ‘‘...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

’’کیوں‘‘...... سنگ ہی نے کہا۔ تھریسیا نے بھی اسے غصیلی نظروں سے دیکھا۔

’’میں اسے اپنے سامنے بٹھا کر وہ گیت گاؤں گا‘‘...... عمران نے تھریسیا کو میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کون سا گیت‘‘...... تھریسیا نے کہا۔ عمران کو جاننے کے باوجود اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

’’وہ میرے سامنے تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ میرے ہر خواب کی تعبیر بنے بیٹھے ہیں‘‘...... عمران نے باقاعدہ گاتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ''...... تھریسیا نے مصنوعی غصے سے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

''چچا۔ تمہیں تو معلوم ہو گا کہ لڑکیوں سے پیار کی بات کرو تو بظاہر تو وہ غصے کا اظہار کرتی ہیں لیکن ان کے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہوتے ہیں''...... عمران نے سنگ ہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں بتا چکی ہوں عمران۔ میں لڑکی نہیں ہوں میں ناگن ہوں، زہریلی ناگن''...... تھریسیا نے دروازے پر رکتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''چچا۔ اب تم نے ہوشیار رہنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے سنگ ہی سے کہا۔

''بھتیجے۔ میں نے کس بات پر ہوشیار رہنا ہے''...... سنگ ہی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے چچا۔ ناگن اپنے محبوب کے قاتل کو نہیں چھوڑتی۔ اگر تم نے مجھے کبھی قتل کر دیا تو پھر تم بھی تھریسیا کے ہاتھوں مارے جاؤ گے''...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

''تم بہت بڑے شیطان ہو۔ تم میرے محبوب کب سے بن گئے''...... اس مرتبہ تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے بعد سنگ ہی بھی کمرے سے نکل گیا۔

عمران نے ابھی تک سلورسٹی سے فرار ہونے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سلورسٹی سے فرار ہونا آسان نہیں ہو گا۔ یہ شہر زیرو لینڈ والوں کا بنایا ہوا تھا۔ وہ سائنس میں ترقی یافتہ تھے اور اس شہر کا سیکورٹی سسٹم بھی انہوں نے سائنسی بنیادوں پر بنایا ہو گا اور اس سیکورٹی سسٹم کو بغیر سمجھے بریک نہیں کیا جا سکتا تھا لہٰذا اپنے رویئے میں نرمی پیدا کر کے پہلے اپنے لئے سہولتیں حاصل کرنا ضروری تھا تا کہ سیکورٹی سسٹم کو سمجھا جا سکے اور اس کا توڑ سوچا جا سکے۔ اس کے بعد ہی وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچا جا سکتا تھا۔

تھریسیا اور سنگ ہی کے جانے کے بعد عمران ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا یہ انتظار زیادہ طویل ثابت نہ ہوا۔ صرف آدھ گھنٹے بعد ہی سنگ ہی واپس آ گیا۔

''آؤ عمران۔ کرنل فریدی سے تمہاری ملاقات کرا دی جائے''۔ سنگ ہی نے عمران سے کہا۔

''او کے۔ چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بیڈ سے نیچے اترا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''عمران۔ تمہیں اتنا تو اندازہ ہو گا کہ تمہاری فرار کی کوشش یہاں بے سود ہو گی''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں چچا ہاں۔ جانتا ہوں میں یہ بات''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ عمران سنگ ہی کے ساتھ چلتا ہوا ایک اور کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ بہت کشادہ تھا اور اس کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز اور میز کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کرسی پر کرنل فریدی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور وہ عمران کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔

''السلام علیکم''...... عمران نے کرنل فریدی کو سلام کیا تو اس نے عمران کے سلام کا جواب دیا۔

''یا پیر و مرشد۔ بڑے عرصے بعد آپ کی زیارت نصیب ہو رہی ہے اور وہ بھی چچا سنگ ہی کی مہربانی سے''...... عمران نے کرنل فریدی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ یہ تو واقعی ان کی مہربانی ہے''...... کرنل فریدی نے سنگ ہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرنل، عمران۔ تم آپس میں باتیں کرو۔ میں چلتا ہوں''۔ سنگ ہی نے کرنل فریدی اور عمران سے کہا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''چچا۔ جولیا اور روزا کو بھی تو اسی کمرے میں بھیج دو''...... عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

''او کے۔ انہیں بھی یہاں بھیج دیا جائے گا''...... سنگ ہی نے

دروازے پر پہنچ کر کہا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر چلے جانے کے بعد کرنل فریدی اور عمران چند لمحوں کے لئے خاموش بیٹھے رہے۔

''عمران۔ یہ سب کیسے ہو گیا''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل فریدی نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ بھی انسان ہیں، میں بھی انسان ہوں اور ہم عام انسان ہیں کوئی خاص انسان نہیں ہیں کہ ہمیں شکست نہ دی جا سکے۔ دنیا میں کئی لوگ ایسے ہیں جو صلاحیتوں کے اعتبار سے ہم سے بہتر ہیں۔ سو اس دفعہ زیرو لینڈ والے ہمیں اغوا کرنے میں کامیاب رہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ زیرو لینڈ کا بنایا ہوا شہر ہے سلور سٹی۔ یہاں سے فرار ہونا آسان نہیں ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''یا مرشد۔ یہاں سے فرار میرے نزدیک تقریباً ناممکن ہے''۔ عمران نے کرنل فریدی سے کہا۔

''پھر کیا سوچ رہے ہو تم''...... کرنل فریدی نے عمران سے پوچھا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران، کرنل فریدی کی بات کا جواب دیتا، دروازہ کھلا اور جولیا کمرے میں داخل ہو گئی۔ کرنل فریدی کو کمرے میں دیکھ کر اس نے انہیں سلام کیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ ہی رہی تھی کہ روزا بھی کمرے میں داخل ہو گئی۔ رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد وہ

بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''ہم ڈسکس کر رہے تھے کہ یہ شہر زیرو لینڈ والوں کا بنایا ہوا ہے جس کے سائنس دان ترقی میں بہت آگے ہیں یقیناً ان کا سیکورٹی سسٹم ایسا ہو گا کہ ہم یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے''...... کرنل فریدی نے مایوس سے لہجے میں کہا تو روزا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس نے آج سے پہلے کبھی بھی کرنل فریدی کو مایوس نہیں دیکھا تھا۔

''اور زیرو لینڈ کا سپر چیف ہمارے خاتمے کا فیصلہ کر چکا ہے''۔ عمران نے بھی مایوس لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیا ہم موت سے ڈر جائیں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

''موت ایسی چیز ہے جولیا کہ ہر ذی روح اس سے ڈرتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تم ڈرتے رہو میں موت سے ڈرنے والی نہیں ہوں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ زندگی رہتی ہے تو ہر چیز باقی رہتی ہے اور جب زندگی نہیں رہتی تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا''...... کرنل فریدی نے بھی جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ سوچ میں ڈوب گئی۔

''پھر آپ دونوں کیا چاہتے ہیں''...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جولیا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''طویل عرصے سے زیرو لینڈ والوں کی خواہش ہے کہ ہم ان کے ساتھ شامل ہو جائیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو اب آپ دونوں زیرو لینڈ میں شامل ہونا چاہتے ہیں''۔ اس مرتبہ روزا بولی۔

''ہاں۔ یہ ہماری مجبوری ہے۔ ہمارے سامنے صرف دو راستے ہیں۔ ایک زیرو لینڈ کی طرف جاتا ہے اور دوسرا موت کی طرف۔ بہرحال موت سے تو بچنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ میں نے تمہاری خاطر اپنا ملک، اپنی قومیت چھوڑی۔ اب تم مجھے جدھر لے جاؤ گے میں ادھر ہی جاؤں گی''۔ جولیا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب۔ میں بھی آپ کے بغیر کہیں نہیں جا سکتی''۔ روزا نے بھی دھیمے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ فیصلہ تو ہمارا یہی ہوا کہ ہم زیرو لینڈ میں شامل ہو جائیں۔ اس پر ابھی مزید سوچ و بچار کی جا سکتی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

چاروں طرف گہرا سناٹا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو ایک درخت کی موٹی شاخ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کا بیگ ساتھ والی شاخ پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے جسم پر مخصوص ایسنس لگایا ہوا تھا۔ اس ایسنس کی وجہ سے اس کے جسم کی انسانی خوشبو دب گئی تھی۔ اب کوئی جنگلی آدمی یا جنگلی جانور اس کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ اس ایسنس کے علاوہ اس نے اپنے جسم پر ایک خاص بوٹی کا رس لگایا ہوا تھا اور اس کی خوبی یہ تھی کہ اب حشرات اس کے قریب نہیں آ سکتے تھے۔

یہ تمام باتیں اس نے عمران کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں پڑھی تھیں۔ یہ کتاب دانش منزل میں موجود تھی اور عمران نے جن پودوں اور بوٹیوں کا ذکر کیا تھا وہ دارالحکومت کے جنگلات میں موجود تھیں۔ دارالحکومت سے روانگی سے قبل بلیک زیرو نے ان کا

انتظام کر لیا تھا۔

جوزف اور روشی کی قمیضوں کے بٹنوں میں سے ایک ایک بٹن حساس ساؤنڈ رسیور تھا جن کی وجہ سے بلیک زیرو ان سے دور رہ کر بھی ان کی نقل و حرکت سے باخبر رہتا تھا اور ان کی گفتگو سنتا رہتا تھا۔

جوزف کو تو معلوم تھا کہ بلیک زیرو ان کے آس پاس موجود ہے لیکن صفدر، تنویر وغیرہ کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا ایکسٹو ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے۔

صفدر وغیرہ کے خیموں تک جنگلی پہنچے تھے تو بلیک زیرو کو معلوم ہو گیا تھا۔ وہ فوراً ہی ہوشیار ہو گیا۔ اس کے کان میں ائیر فون جیسا آلہ لگا ہوا تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ ان کی گفتگو سے اسے معلوم ہو گیا کہ جوزف ایک جنگلی کے ساتھ جا رہا ہے جبکہ انہوں نے دیگر جنگلیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

جوزف، جنگلی کے ساتھ جانے لگا تو بلیک زیرو نے جیب سے ایک چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگایا۔ اس چشمے کی مدد سے اسے اندھیرے میں بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ چشمہ لگانے کے بعد بلیک زیرو نے جیب سے ایک میٹر بھی نکال لیا اور پھر وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔ میٹر اسے جوزف کی سمت بتا رہا تھا۔ وہ اس میٹر کی مدد سے آگے بڑھنے لگا۔ چلتے چلتے اس نے جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ اس نے بھی اپنے مشین پسٹل پر سائیلنسر

فٹ کیا ہوا تھا۔

جنگل میں چلتے چلتے اسے بہت وقت گزر گیا تھا۔ کافی دیر بعد اس کے ائیر فون نما آلے پر جنگلی کی آواز سنائی دی۔ غالباً اس نے جوزف سے کچھ کہا تھا لیکن بلیک زیرو چونکہ جنگلی زبان نہیں جانتا تھا اس لئے وہ نہ سمجھ سکا کہ جنگلی نے جوزف سے کیا کہا ہے۔ اسے جوزف کی آواز بھی سنائی دی تھی لیکن اسے جوزف کی بات بھی سمجھ نہیں آئی تھی کیونکہ جوزف نے بھی جنگلی زبان میں بات کی تھی۔ جوزف اور جنگلی میں دو تین باتیں ہوئیں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اب بلیک زیرو کو ان دونوں کے قدموں کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کسی بھی وقت ان دونوں میں سے کسی کے پاؤں کے نیچے خشک پتا آ جاتا تو بلیک زیرو کو اس کی آواز بھی سنائی دیتی۔

بلیک زیرو نہایت ہی محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ میٹر اس کی رہنمائی کر رہا تھا پھر اچانک ہی اس نے جوزف کے کراہنے کی آواز سنی۔ اس کے آلے پر ایسی آواز سنائی دی تھی جیسے کوئی جھاڑیوں پر گرا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اسے کسی کے بھاگنے کی بھی آواز سنائی دی اور پھر وہ آواز معدوم ہو گئی۔ اگلے لمحے سانپوں کی پھنکار بھی اس نے سنی اور ساتھ ہی جوزف کی سسکی کی آواز بھی سنائی دی۔ ایک لمحے سے بھی کم وقت میں بلیک زیرو ساری سچویشن کو سمجھ گیا۔ پھر تو گویا اسے پَر لگ گئے۔ دو اڑھائی منٹوں کے اندر وہ جوزف کے پاس پہنچ گیا۔ میٹر نے اسے بالکل صحیح جگہ پر پہنچایا تھا۔ جوزف

جھاڑیوں میں گرا ہوا تھا اور بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً اس کی نبض چیک کی۔ اس کی نبض ڈوب رہی تھی۔

''جوزف۔ جوزف۔ ہوش میں آؤ۔ عمران صاحب خطرے میں ہیں۔ تم نے انہیں بچانا ہے''...... بلیک زیرو نے جوزف کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔ اس وقت جوزف کو ہوش میں لانا بہت ضروری تھا۔ اس کی حالت سے لگ رہا تھا کہ اسے سانپ نے ڈس لیا ہے اور سانپ کے ڈسنے کا تریاق وہی بتا سکتا تھا اور جوزف کے لاشعور کو جگانے کے لئے بلیک زیرو کو صرف یہی بات سوجھی کہ وہ جوزف کو عمران کا حوالہ دے۔ جوزف کا عمران سے روحانی تعلق تھا اور اسی تعلق کی بنا پر ہی جوزف کے لاشعور کو کام میں لایا جا سکتا تھا۔ بلیک زیرو کا حربہ کارگر ثابت ہوا اور جوزف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''جوزف۔ تمہیں سانپ نے ڈسا ہے۔ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا کروں''...... جیسے ہی جوزف نے آنکھیں کھولیں بلیک زیرو نے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

جوزف نے دائیں طرف دیکھا اور ایک درخت کے پتوں کی طرف اشارہ کیا۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے اس درخت کے پتے توڑے اور تین چار سیکنڈ بعد ہی وہ واپس جوزف تک پہنچ گیا۔ جوزف کے قریب پہنچ کر اس نے دیکھا کہ جوزف کی آنکھیں ایک بار پھر بند ہو چکی تھیں۔ بلیک زیرو نے

جوزف کا منہ کھولا اور اس نے پتوں کو دبایا تو پتوں میں سے رس نکل آیا۔ اس نے وہ رس جوزف کے منہ میں ٹپکایا۔ آٹھ دس قطرے جوزف کے منہ میں گئے اور پھر چند سیکنڈوں بعد ہی جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ دو تین منٹ تو وہ آنکھیں کھولے لیٹا رہا پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھنے میں مدد دی۔ وہ جوزف کو سہارا دے کر جھاڑیوں سے کچھ دور لے آیا۔ جھاڑیوں کے کانٹوں کی وجہ سے جوزف کافی زخمی بھی ہو چکا تھا اور اس کے زخموں سے خون رس رہا تھا۔

''جوزف۔ تم تو زخمی بھی ہو''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''طاہر صاحب۔ اب مجھے چھوڑ دو۔ یہ زخم ابھی ٹھیک ہو جائیں گے''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا۔

بلیک زیرو نے اسے چھوڑ دیا تو وہ ایک درخت کی طرف بڑھا۔ اس درخت پر خوبانی کی طرح کے پھل لگے ہوئے تھے۔ جوزف نے اس درخت کے پھل توڑ کر کھائے اور بلیک زیرو کے قریب آ گیا۔ اب وہ ہشاش بشاش لگ رہا تھا۔

''جوزف۔ تم تو جنگلی کے ساتھ جا رہے تھے۔ کیا اس نے تمہیں دھکا دیا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یس۔ طاہر صاحب۔ ایک لمحے کی غفلت کی وجہ سے میں مار کھا گیا''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو تفصیل بتا

دی۔

''جو ہوا، سو ہوا۔ اب تم نے ہوشیار رہنا ہے۔ تمہاری غفلت سے صرف تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہارے ساتھیوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''یس طاہر صاحب۔ مجھے افسوس ہے۔ اب غفلت نہیں ہو گی''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا۔

''او کے۔ اب تم اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچو اور اس جگہ سے جلد از جلد دور ہو جاؤ کیونکہ اب بڑی تعداد میں جنگلی تم پر حملہ کریں گے''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں طاہر صاحب۔ میں اپنے ساتھیوں کو کسی محفوظ جگہ پر چھوڑ کر بالو قبیلے پہنچوں گا اور شکالی کو عبرت ناک سزا دوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ واپس چلو''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا اور وہ واپس چلے گئے۔

''طاہر صاحب۔ تم بھی تو جنگل میں سفر کر رہے ہو۔ کیا تمہیں جنگل سے خطرہ نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''مجھے بھی خطرہ ہے لیکن میں اکیلا ہوں اور بہت زیادہ محتاط رہتا ہوں۔ میں عموماً درختوں پر رہتا ہوں اور میرے پاس ایسی دوربین ہے جس سے میں جنگل میں دور دور تک دیکھ لیتا ہوں۔ اپنے اردگرد کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد میں آگے بڑھتا ہوں اور تم

لوگ کہاں ہوتے ہو یہ میٹر مجھے بتاتا ہے۔ بس تم ان باتوں کو رہنے دو اور اتنا سمجھ لو کہ میں پچانوے فیصد محفوظ ہو کر سفر کر رہا ہوں۔ نہ صرف خود اس قدر محفوظ ہوں بلکہ تم پر بھی نظر رکھے ہوئے ہوں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا۔

''طاہر صاحب۔ تمہارے جسم سے خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ کیا تم نے کنالی کا رس لگایا ہوا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ کنالی بوٹی کے بارے میں، میں نے عمران صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں پڑھا تھا''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''میں نے دارالحکومت کے جنگلات میں کنالی دیکھی تھی اور پھر میں نے ہی باس سے اس کا ذکر کیا تھا لیکن یہاں آنے سے پہلے مجھے اس کا خیال نہیں آیا''...... جوزف نے بلیک زیرو سے کہا۔

''مجھے اس کا خیال تھا اس لئے روشی کے بیگ میں کنالی موجود ہے اور میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ جب وحشی قبائل کے قریب پہنچیں تو اس وقت اس کا استعمال کریں کیونکہ کنالی محدود تعداد میں دستیاب ہو سکی تھی''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے طاہر صاحب''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب قدم تیز اٹھاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے جنگلی

تمہارے ساتھیوں تک پہنچ جائیں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف تیز تیز چلنے لگا۔

''اب ہم ساتھیوں کے خیمے کے قریب آ گئے ہیں اس لئے میں مڑ رہا ہوں لیکن تم نے پریشان نہیں ہونا کیونکہ میں تمہارے قریب ہی ہوں''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔

اس کے بعد بلیک زیرو ایک طرف مڑ گیا جبکہ جوزف بدستور آگے بڑھتا رہا۔ بلیک زیرو چند قدم چلنے کے بعد رک گیا۔ اس نے ایک موٹے اور گھنے درخت کا جائزہ لیا اور پھر اس درخت پر چڑھ گیا۔ درخت پر چڑھنے کے بعد اس نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور چشمہ بھی آنکھوں سے اتار کر جیب میں رکھ لیا البتہ اس نے کان سے ائیر فون نہ اتارا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی ابھی خیمے اکھاڑیں گے اور آگے سفر کریں گے۔ ان کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی آگے بڑھنا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو کو درخت کی ٹہنی پر بیٹھے ہوئے پانچ منٹ گزرے تھے کہ اسے جوزف کی باتوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔ بلیک زیرو ائیر فون پر ان کی باتیں سننے لگا۔ اس کی ہدایت کے مطابق جوزف نے فوراً روانگی اختیار کی تھی۔ جب وہ تقریباً دس منٹ سفر کر چکے تو بلیک زیرو درخت سے نیچے اترا اور وہ بھی آگے بڑھنے لگا۔ اس نے آنکھوں پر چشمہ بھی لگا لیا تھا اور جوزف کی سمت بتانے والا میٹر بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

اب وہ تقریباً ایک گھنٹے تک پیدل چلتے رہے اور بلیک زیرو بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ ایک گھنٹے بعد وہ رک گئے۔ صبح ہونے میں ابھی چار گھنٹے باقی تھے اور جوزف نے فیصلہ کیا تھا کہ تین ساڑھے تین گھنٹے آرام کر لیا جائے۔

جوزف نے یہ اچھا فیصلہ کیا تھا۔ بلیک زیرو نے بھی ایک درخت منتخب کیا اور پھر وہ اس درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر چشمہ اتار کر جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ ایک موٹی شاخ پر لیٹ گیا۔ وہ سبھی انسان تھے اس لئے ان سب کے لئے نیند ضروری تھی۔

صبح بلیک زیرو کی آنکھ کھلی تو اسے ائیر فون پر اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سب جاگ چکے تھے اور ناشتہ کر رہے تھے۔

بلیک زیرو کے پاس مخصوص کیلوریز کے کیپسول بھی تھے جو اس کی خوراک کی ضرورت کو پورا کر دیتے تھے لیکن اس کے باوجود بلیک زیرو زیادہ تر جنگلی پھل کھا کر گزارہ کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ چھوٹے جنگلی جانوروں اور پرندوں کا بھی شکار کر لیا کرتا تھا اور انہیں آگ پر بھون کر کھا جایا کرتا تھا۔ اکیلا ہونے کے باوجود اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

ائیر فون کے ذریعے ہی اسے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھی ناشتے کے بعد چل پڑے ہیں تو وہ بھی چلنے لگا۔ اب چونکہ دن نکل آیا تھا

اس لئے اسے چشمہ لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چلتے ہوئے اسے دس بارہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ اچانک ایک درخت پر سے اس پر جال آ گرا۔ اس نے جال سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے لیکن وہ جال میں الجھ کر رہ گیا پھر جس درخت پر سے جال آ گرا تھا اسی درخت پر سے تین جنگلی بھی نیچے کودے۔ کودنے کے بعد انہوں نے جال کو کھینچا تو بلیک زیرو جال میں بری طرح پھنس گیا۔ تینوں جنگلیوں میں سے ایک نے جال سمیت بلیک زیرو کو اٹھا کر پیٹھ پر ڈالا اور پھر وہ ایک طرف بڑھنے لگے۔

''انکل۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ جنگلی آپ کا احترام کریں گے لیکن مجھے تو یہ جنگلی بے دید لگ رہے ہیں''...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے طارق صاحب سے کہا۔ کرنل فریدی کی موجودگی میں مشکل لمحات میں وہ گھبراہٹ کا کچھ مظاہرہ کر لیا کرتا تھا لیکن کرنل فریدی کی غیر موجودگی میں وہ چونکہ اپنے ساتھیوں سے سینئر تھا اس لئے اب وہ گھبراہٹ اور خوف کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ قدرتی طور پر اس کے اندر حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔

اس وقت وہ سب ایک میدان میں موجود تھے۔ میدان میں درختوں کے موٹے موٹے تنے قریب قریب گاڑے گئے تھے اور ان سب کو ان سے باندھ دیا گیا تھا۔ رشیدہ اور ریکھا بھی بندھی ہوئی تھیں۔

''ابھی ان کا مقدس دیوتا سفید نیولا میری جیب میں ہے۔ وہ

باہر آئے گا تو یہ میرا احترام کریں گے''...... جواب میں طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تو یہ سفید نیولے کا احترام ہوا۔ آپ کا احترام تو نہ ہوا''۔ ریکھا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ جنگلی بڑے ہی بدذوق ہیں۔ انسانوں کی بجائے نیولوں کا احترام کرتے ہیں''...... رشیدہ نے کہا۔

''انکل۔ اگر انہوں نے سفید نیولے کا احترام نہ کیا پھر تو یہ ہمارے چپلی کباب اور سیخ کباب بنا کر کھائیں گے''...... ہریش نے بھی مسکراتے ہوئے طارق صاحب سے کہا۔

''سالو۔ ہم مصیبت وصیبت میں پھنسے ہیں اور تم ہنس منس رہے ہو۔ کیا یہ خوسی موسی منانے کا وقت ہے''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے جنگلیوں کے سردار کی باتیں سنی ہیں اس لئے خوش ہو رہا ہوں''...... کیپٹن حمید نے قاسم سے کہا۔

''ابے سالے کپتان وپتان۔ تم نے کیا باتیں واتیں سن لی ہیں''...... قاسم نے کہا۔

''سردار کہہ رہا تھا کہ موٹے آدمی کا گوشت پورے قبیلے کو ایک ہفتے کے لئے کافی رہے گا لہٰذا پہلے موٹے آدمی کو قربان کیا جائے گا اور ایک ہفتے بعد دیگر آدمیوں کو۔ ہماری باری ایک ہفتے بعد آنی ہے اس لئے ہم خوش ہو رہے ہیں''...... کیپٹن حمید نے قاسم سے کہا۔

''اللہ ماپھی۔ تمہاری جبان بھی کالی مالی ہے سالے کپتان وپتان'' ..... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا۔

''انکل۔ جنگلیوں کے بارے میں تو سنا ہے کہ یہ گوری عورتوں کو ذبح نہیں کرتے بلکہ جنگلیوں کا سردار ان سے شادی کر لیتا ہے لیکن یہاں تو لگتا ہے کہ یہ رشیدہ اور ریکھا کو بھی ہمارے ساتھ ہی قربان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں'' ..... جگدیش نے طارق صاحب سے کہا۔

''ابھی یہ جنگلی میدان میں نہیں آئے۔ میری ان سے بات چیت نہیں ہوئی اس لئے ابھی ان کے ارادوں کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے'' ..... طارق صاحب نے جگدیش سے کہا۔

''جنگلی سردار سے شادی کرنے سے بہتر ہے کہ یہ ہمیں ذبح کر کے ہمارے سیخ کباب ہی بنا لیں'' ..... رشیدہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ انور نے اس کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا لیکن اسی وقت ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی۔ ڈھول کی آواز سن کر انور کا منہ بند ہو گیا اور ان سب نے جھونپڑیوں کی طرف دیکھا۔ جھونپڑیاں میدان سے کچھ دور تھیں۔

جیسے ہی ڈھول بجنا شروع ہوا، جھونپڑیوں سے جنگلی باہر آنے لگے۔ ان جنگلیوں میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سبھی شامل تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں سینکڑوں جنگلی جھونپڑیوں سے باہر آ چکے تھے۔ اب ڈھول کے ساتھ ساتھ وہ رقص کرتے ہوئے میدان کی طرف آ

رہے تھے پھر کچھ ہی دیر میں وہ سب میدان میں پہنچ گئے۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے تو قطاروں میں کھڑے ہو گئے جبکہ نوجوان جنگلی دائرے کی شکل میں رقص کرنے لگے۔ رقص کے دوران وہ وقتاً فوقتاً نعرے بھی بلند کر لیتے تھے۔

''انکل۔ آپ کو ان کے نعروں کی سمجھ آ رہی ہے'' ..... کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''ہاں۔ میں ان کی زبان سمجھ رہا ہوں۔ میں ان سے بات کر لوں گا'' ..... طارق صاحب نے کہا۔

''انکل۔ آپ ان سے کہئے گا کہ ہم خوشی سے اس موٹے کی قربانی دینے کو تیار ہیں'' ..... کیپٹن حمید نے کہا۔

''اے سالے۔ تم مردار جانور ہو اس لئے تمہاری قربانی جائج وائج نہیں ہے'' ..... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ہی انہیں بتا دیا گیا تھا کہ سفر میں ان کے ساتھ ساتھ کیا حالات پیش آ سکتے ہیں اس لئے وہ اس وقت گھبرائے ہوئے نہیں تھے کیونکہ وہ ذہنی طور پر ان حالات کے لئے تیار ہو کر آئے تھے اور ویسے بھی وہ سب موت سے ڈرنے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے لوگ تھے۔ البتہ جو جنگلی انہیں دیکھ رہے تھے ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ یہ لوگ ہنس رہے تھے۔ ان سے پہلے بھی ان جنگلیوں

نے جدید دنیا کے چند لوگوں کو پکڑا تھا۔ جدید دنیا کے افراد کے علاوہ وہ اپنے مخالف جنگلی قبیلے کے افراد کو بھی پکڑ لیتے تھے اور وہ سب لوگ خوفزدہ ہوتے تھے۔ روتے تھے، چیختے تھے لیکن یہ لوگ مسکرا رہے تھے اور انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی۔

ڈھول بجتے بجتے اس میں ایک دم تیزی آ گئی اور پھر انہوں نے ایک بڑی جھونپڑی سے ایک لمبے تڑنگے جنگلی کو نکلتے دیکھا جس کے سر پر مور کے پَروں سے بنا ہوا تاج تھا۔ اس کے چہرے پر بھی وہ تکبر موجود تھا جو دنیا بھر کے حکمرانوں کے چہروں پر نظر آتا تھا۔ اس جنگلی کے اردگرد بہت سے جنگلی موجود تھے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور تلواریں تھیں۔

تاج والا جنگلی متکبرانہ انداز میں چلتا ہوا میدان میں آ گیا۔ میدان کی ایک طرف بانس سا بنا ہوا ایک چبوترہ تھا اور اس چبوترے پر درختوں کی ٹہنیوں کا بنا ہوا ایک تخت بھی رکھا ہوا تھا۔ سردار اس تخت پر آ کر بیٹھ گیا جبکہ اس کے اردگرد چلنے والے جنگلی چبوترے سے نیچے کھڑے ہو گئے۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد سردار نے ان سب کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھایا۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی ڈھول بجنا بند ہو گئے۔

''عورتوں کو ہار پہنائے جائیں''...... سردار نے بلند آواز میں کہا اور اس کی بات صرف طارق صاحب کو سمجھ آئی تھی۔

اس کا حکم سنتے ہی قطاروں میں کھڑے ہوئے جنگلیوں میں

سے دو عورتیں آگے بڑھیں۔ انہوں نے ان جنگلی عورتوں کے ہاتھوں میں جنگلی پھولوں سے بنے ہوئے ہار دیکھے۔ وہ جنگلی عورتیں ریکھا اور رشیدہ کی طرف بڑھنے لگیں تو ڈھول بجنے لگے۔

''رک جاؤ''...... اچانک ہی طارق صاحب کی تیز آواز گونجی تو ایک دم وہاں سناٹا چھا گیا۔ تمام جنگلیوں کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اجنبی اور جدید دنیا سے تعلق رکھنے والے نے ان سے انہی کی زبان میں بات کی تھی۔

''تم ہماری زبان جانتے ہو''...... سردار نے حیرت بھرے لہجے میں طارق صاحب سے کہا۔

''میں صرف تمہاری زبان ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں موجود جنگلات میں جتنی بھی زبانیں بولی جاتی ہیں، سب جانتا ہوں''۔ طارق صاحب نے بارعب آواز میں سردار سے کہا۔

''اچھا۔ تم سچ کہہ رہے ہو''...... سردار نے ایک اور جنگلی زبان میں طارق صاحب سے کہا۔

''میں صرف زبانیں ہی نہیں جانتا بلکہ تمہارے آباؤ اجداد کو بھی جانتا ہوں''...... طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے اس زبان میں جواب دیا جو اس نے بولی تھی۔

''کیسے۔ کون ہو تم اور یہ زبانیں کیسے جانتے ہو''...... سردار نے ایک تیسری زبان بولتے ہوئے کہا۔

''اب میں تم سے دیوتاؤں کی زبان میں بات کروں گا''۔

طارق صاحب نے سردار سے تیسری زبان میں بات کی۔ اس کے بعد طارق صاحب نے ایک اور اجنبی زبان میں دو تین جملے ادا کئے۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دیوتاؤں کی زبان ہے لیکن یہ زبان ہمیں نہیں آتی۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو''...... اس مرتبہ سردار نے پریشان لہجے میں کہا۔

''احمق سردار۔ میں سورج دیوتا کا درباری ہوں اور اس دنیا کی سیر کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس دنیا میں ان انسانوں سے میری دوستی ہوئی ہے اور میں انہیں بھی اپنے ساتھ سیر کرا رہا ہوں لیکن تم سارے احمق ہو اور تم نے ہمیں باندھ دیا ہے۔ میں نے ابھی تک سورج دیوتا سے تمہاری شکایت نہیں کی۔ اگر میں شکایت کر دوں تو ابھی یہاں کے سارے قبیلوں پر آگ کی بارش ہو جائے''۔ طارق صاحب نے سردار کو ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔ وہاں موجود سب جنگلی چونکہ طارق صاحب کی باتیں سن رہے تھے۔ یہ بات سن کر وہ سب خوفزدہ ہو گئے۔ طارق صاحب جس لہجے اور انداز میں بات کر رہے تھے وہ انداز ویسے ہی متاثر کن تھا۔ سردار بھی طارق صاحب کی بات سن کر تذبذب میں پڑ گیا۔

''مقدس نیولے۔ یہ احمق سردار میری بات نہیں مان رہا۔ تو یہاں آ اور میری گواہی دے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے اور میں دیوتا سے شکایت کر دوں تو یہ سب تباہ و برباد ہو جائیں

گے''۔ طارق صاحب نے بلند آواز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے آسمان کی طرف بھی دیکھا۔

جیسے ہی طارق صاحب نے آسمان کی طرف دیکھا سب جنگلیوں نے بے اختیار آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں۔ طارق صاحب کی جیب میں سفید نیولا تھا جس کی انہوں نے بہت تربیت کی تھی۔ وہ طارق صاحب کی زبان سمجھتا تھا۔ ان کی بات سمجھتا تھا اس لئے طارق صاحب کی بات سن کر وہ ان کی جیب سے باہر نکلا اور ان کے کندھوں پر آ بیٹھا۔

آسمان پر دیکھنے کے بعد جب ان جنگلیوں کی نظریں دوبارہ طارق صاحب پر پڑیں تو ان کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ ان کا مقدس نیولا طارق صاحب کے کندھے پر تھا اور اپنی زبان میں شور مچا رہا تھا۔

''دیوتا۔ زندہ باد۔ دیوتا کا درباری زندہ باد''...... یکدم ہی جنگلیوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ مقدس نیولے کی گواہی ان کے لئے بڑی بات تھی۔

سردار بھی فوراً ہی تخت سے اٹھا اور مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا طارق صاحب کے قریب آ گیا۔ قریب آ کر اس نے طارق صاحب کے سامنے سر جھکا دیا۔

''میرے سامنے سر نہ جھکاؤ بلکہ اس کے سامنے جھکاؤ جو سب کا مالک ہے۔ سورج کا بھی مالک اور خالق ہے''...... طارق صاحب

نے سردار سے کہا تو وہ حیران نظر آنے لگا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آنے والی نہیں تھی اور نہ ہی اس وقت طارق صاحب اسے سمجھا سکتے تھے لہٰذا اس موضوع پر وہ اس سے مزید بات نہیں کر سکتے تھے۔

''اب ہمیں کھولو گے نہیں۔ ایسے ہی کھڑے رہو گے''۔ طارق صاحب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''دیوتا کے درباری اور معزز مہمانوں کو فوراً کھول دیا جائے''۔ سردار نے اپنے محافظوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کے مسلح محافظ تیزی سے ان کی طرف بڑھے اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سب سردار کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سردار نے ان کے لئے جنگلی پھل اور پھلوں کا رس منگوا لیا تھا۔ وہ سب پھل کھا رہے تھے۔ پھل بہت ہی لذیذ تھے۔

''انکل۔ آپ سردار سے لاشا قبیلے اور لاکاشی کے بارے میں تو پوچھیں''...... کیپٹن حمید نے طارق صاحب سے کہا۔

''مقدس درباری۔ تمہارا یہ دوست کیا کہہ رہا ہے''...... سردار نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''یہاں ایک قبیلہ ہے جس کا نام لاشا ہے۔ اس قبیلے میں ایک نگلی لاکاشی ہے۔ ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں اور میرا دوست مجھے دہانی کرا رہا ہے''۔ طارق صاحب نے سردار سے کہا۔

''لاشا قبیلہ یہاں سے قریب ہی ہے اور اس کا سردار میرا

دوست ہے اور ہم میں جنگی اتحاد بھی ہے۔ میں لاکاشی کو یہیں بلوا لیتا ہوں''...... سردار نے طارق صاحب سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے یہیں بلوا لو۔ وہاں جانے کی بجائے ہم اس سے یہیں مل لیتے ہیں''...... طارق صاحب نے کہا۔

''برارو''...... سردار نے بلند آواز میں کہا تو ایک جنگلی ان کے قریب آ گیا۔

''حکم سردار''...... برارو نے سر جھکائے ہوئے اور مؤدبانہ لہجے میں سردار سے کہا۔

''تم فوراً لاشا قبیلے میں جاؤ اور سردار سے کہو کہ میں نے فوراً لاکاشی کو بلایا ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے آؤ''...... سردار نے تحکمانہ لہجے میں برارو سے کہا۔

''جو حکم سردار۔ دیوتا زندہ باد۔ مقدس درباری زندہ باد۔ مقدس نیولا زندہ باد۔ سردار زندہ باد''...... برارو نے نعرے بلند کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا درختوں کی اوٹ میں جا کر غائب ہو گیا۔

کیپٹن حمید وغیرہ جنگلی پھل کھاتے رہے جبکہ طارق صاحب سردار سے باتیں کرتے رہے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد برارو واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک اور جنگلی بھی تھا۔ اس نے سردار کے قریب پہنچ کر اپنا سر مؤدبانہ انداز میں جھکایا۔

''سردار۔ ہم نے اس سے ایسی باتیں کرنی ہیں جسے تم سن سکتے

ہو لیکن قبیلے کے اور افراد نہیں“...... طارق صاحب نے کہا۔

”ٹھیک ہے دیوتا کے مقدس درباری۔ میں اپنے قبیلے والوں کو واپس بھیج دیتا ہوں“...... سردار نے کہا۔

”سنو قبیلے والو۔ اب تم اپنی اپنی جھونپڑیوں میں واپس چلے جاؤ“...... سردار نے بلند آواز میں کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی سب جنگلی وہاں سے چلے گئے اور میدان خالی ہو گیا۔

”تم بھی اتنی دور چلے جاؤ کہ ہماری باتوں کی آوازیں تمہارے کانوں تک نہ پہنچے۔ اگر تم نے ہماری باتیں سن لیں تو تم بہرے ہو جاؤ گے“...... طارق صاحب نے سردار کے محافظوں سے کہا تو وہ بھی وہاں سے چلے گئے۔

”لاکاشی۔ یہ دیوتا کا مقدس درباری ہے۔ برارو نے اس کے بارے میں تمہیں بتایا ہو گا“...... جنگلی سردار نے لاکاشی سے کہا۔

”ہاں مقدس سردار۔ برارو نے مجھے دیوتا کے مقدس درباری کے بارے میں بتا دیا ہے“...... لاکاشی نے کہا۔

”مقدس درباری۔ اب تم لاکاشی سے باتیں کر سکتے ہو“۔ جنگلی سردار نے طارق صاحب سے کہا۔

”لاکاشی۔ بہت دن پہلے دیوتا کا بیٹا دیوتا سے ناراض ہو کر ان جنگلوں میں آ گیا تھا۔ دیوتا کا خیال تھا کہ وہ ناراض ہو کر گیا ہے تو جب اس کی ناراضگی دور ہو گی تو وہ واپس آ جائے گا لیکن اب اسے بہت عرصہ ہو گیا ہے وہ واپس نہیں آیا اور ہم اسے ڈھونڈنے اور

منانے یہاں آئے ہیں“...... طارق صاحب نے لاکاشی سے کہا۔

”ٹھیک ہے مقدس درباری“...... لاکاشی نے احترام بھرے لہجے میں کہا۔ وہ دراصل طارق صاحب سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہے لیکن احترام کی وجہ سے وہ یہ بات کہہ نہ سکا۔

”مجھے یہاں بھیجتے وقت دیوتا نے بتایا تھا کہ تم نے دیوتا کے بیٹے کو دیکھا ہے اور تم ہمیں اس جگہ پر پہنچا سکتے ہو جہاں دیوتا کا بیٹا جنگل میں اترا تھا“...... طارق صاحب نے کہا تو جنگلی حیران نظر آنے لگا۔

”مقدس درباری۔ میں نے تو دیوتا کے بیٹے کو نہیں دیکھا“۔ لاکاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ دیوتا نے جھوٹ بولا ہے“...... طارق صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں مقدس درباری۔ دد۔ دیوتا۔ تت۔ تو جھوٹ۔ نن۔ نہیں بول سکتا۔ لل۔ لیکن۔ مم۔ میں بھول گیا ہوں“۔ لاکاشی جنگلی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس نے دیوتا کو جھوٹا کہہ دیا تھا اور یہ ایسی بات تھی کہ صرف اس پر ہی نہیں بلکہ اس کے سارے قبیلے پر دیوتا کا قہر ٹوٹ سکتا تھا۔

”ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ یہ بات تم واقعی بھول چکے ہو۔ میں تمہیں یاد دلا دیتا ہوں۔ دیوتا نے مجھے ساری باتیں اچھی طرح

سمجھا دی ہیں‘‘...... طارق صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گئے۔ لاکاشی ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا۔

’’یاد کرو۔ تم کچھ عرصہ پہلے ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے کہ تم نے آسمان سے سیاہ بادل کے ایک ٹکڑے کو زمین پر اترتے دیکھا تھا۔ بادل کے اس ٹکڑے کو زمین پر اترتے دیکھ کر تم ڈر گئے تھے اور وہاں سے بھاگ آئے تھے‘‘...... طارق صاحب نے کہا۔

’’ہاں۔ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ میں نے کالے بادل کو زمین پر اترتے دیکھا تھا اور ڈر کر بھاگ آیا تھا‘‘...... لاکاشی نے اس مرتبہ تیز تیز لہجے میں کہا۔ اسے وہ واقعہ یاد آ گیا تھا۔

’’اس بادل پر دیوتا کا بیٹا سوار تھا اور اسی نے تمہارے دل میں خوف بھی پیدا کر دیا تھا کہ تم اسے بادل سے باہر نکلتے نہ دیکھو‘‘۔ طارق صاحب سے لاکاشی سے کہا۔

’’ہاں۔ مجھے سب یاد ہے۔ دیوتا عظیم ہے۔ دیوتا مقدس ہے۔ اسے سب پتا ہے۔ دیوتا کے درباری بھی عظیم ہیں۔ ہم سب غلام ہیں۔ تم آقا ہو‘‘...... لاکاشی نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

سردار بھی ان دونوں کی باتیں سن کر متاثر نظر آ رہا تھا۔ طارق صاحب کے لئے اس کے دل میں اور بھی زیادہ احترام پیدا ہو گیا تھا۔

’’تمہیں وہ جگہ یاد ہے جہاں بادل جنگل میں اترا تھا‘‘۔ طارق

صاحب نے اس سے پوچھا۔

’’ہاں۔ میں اس جگہ کو کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔ وہ یہاں سے سات چاندوں کی دوری پر ہے‘‘...... لاکاشی نے کہا۔ طاق صاحب اس کی چاندوں والی بات سمجھ چکے تھے۔ لاکاشی کے کہنے کے مطابق انہیں سات دن تک جنگل میں چلنا تھا۔

’’لاکاشی۔ تم ہمیں اس جگہ لے چلو گے‘‘...... طارق صاحب نے لاکاشی سے کہا۔

’’غلام حاضر ہے مقدس آقا‘‘...... لاکاشی نے مؤدبانہ انداز میں طارق صاحب سے کہا۔

’’آقا۔ میں تمہارے لئے خچروں کا انتظام کر دیتا ہوں اور اپنا مخصوص جھنڈا بھی تم کو دے دوں گا۔ اس جھنڈے کی وجہ سے کوئی بھی جنگلی تمہارا راستہ روکنے کی جرأت نہیں کرے گا‘‘...... سردار نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم خچر اور جھنڈا ہمیں دے دو‘‘...... طارق صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’آقا۔ تم کب تک یہاں سے جانا چاہو گے‘‘...... جنگلی سردار نے طارق صاحب سے پوچھا۔

’’ابھی۔ اسی وقت‘‘...... طارق صاحب نے کہا۔

’’آقا۔ کچھ دن میرے پاس رہ کر تم مجھے خدمت کا موقع دو‘‘۔ سردار نے طارق صاحب سے کہا۔

''میں دیوتا کے بیٹے کو منا لوں پھر تمہارا شکریہ ادا کرنے آؤں گا''...... طارق صاحب نے کہا۔

''شکریے کی کیا بات ہے آقا۔ ہم تمہارے غلام ہیں''۔ سردار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو۔ دیوتا ناراض ہو کر تباہیاں پھیلا دیتا ہے اور خوش ہو کر انعام دیتا ہے۔ تم ہماری مدد کر رہے ہو تو دیوتا یقیناً تم سے خوش ہو کر تمہیں انعامات دے گا۔ میں بھی تمہاری سفارش کروں گا''...... طارق صاحب نے سردار سے کہا تو سردار خوش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ جو تمہارا حکم ہو گا ہم وہی کریں گے''۔ سردار نے خوش ہو کر کہا۔

''سردار۔ میں تم سے بہت خوش ہوا ہوں''...... طارق صاحب نے اسے مزید خوش کرتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ اب میں اپنے محافظوں کو بلا لوں۔ وہ تمہارے لئے خچر لے آئیں گے''...... سردار نے پوچھا۔

''ہاں۔ انہیں بلا لو اور ہاں۔ میرے ان دوستوں کا سامان بھی ہو گا۔ وہ بھی منگوا لو''...... طارق صاحب نے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ میں تمہارے دوستوں کا سامان بھی منگوا لیتا ہوں''...... سردار نے کہا۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر کوئی اشارہ کیا تو چند لمحوں بعد اس کے محافظ دور درختوں کی اوٹ میں سے ظاہر

ہوئے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔

''سردار اور لاکاشی۔ یہ یاد رہے کہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں، یہ کسی اور کو معلوم نہ ہوں۔ اگر تم نے یہ باتیں کسی اور کو بتائیں تو دیوتا ناراض ہو جائے گا اور پھر تم پر دیوتا کا عذاب نازل ہو گا''...... طارق صاحب نے انہیں ڈراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں طارق صاحب کی بات سن کر خوفزدہ ہو گئے۔

''نہیں نہیں آقا۔ یہ باتیں کسی کو معلوم نہیں ہوں گی''...... دونوں نے باری باری طارق صاحب سے کہا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ روانہ ہو رہے تھے۔ سردار نے انہیں آٹھ خچر مہیا کر دیئے تھے۔ ان کا سامان بھی ان خچروں پر لاد دیا گیا تھا۔ لاکاشی کے علاوہ دو جنگلی اور بھی ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ ایک جنگلی نے ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا جس پر ایک خاص قسم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جنگلی خچروں سے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کی رفتار تیز تھی۔

''انکل۔ میرا تو خیال تھا کہ خوب ہنگامے ہوں گے، گولیاں چلیں گی، نت نیا مسئلہ سامنے آئے گا لیکن یہاں تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ نے تو بڑی آسانی سے جنگلی سردار کو رام کر لیا''...... ریکھا نے طارق صاحب سے کہا۔

جنگلی قبیلے سے روانگی کے بعد طارق صاحب نے انہیں مختصر طور پر اپنے اور سردار کے درمیان ہونے والی باتیں بتا دی تھیں۔

''کہتے ہیں کہ جب گھی سیدھی انگلی سے نکل رہا ہو تو پھر انگلی ٹیڑھی نہیں کرنی چاہئے''...... طارق صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب دشمن گڑ سے مر رہا ہو تو اسے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''سالے کپتان۔ اب تم بہت سوخ موخ ہو رہے ہو۔ طارق انکل ساتھ ماٹھ نہ ہوتے تو پھر میں دیکھتا تم اتنے بہادر وہادر کیسے بنتے ہو''...... قاسم نے کیپٹن حمید کو گھورتے ہوئے کہا۔

''شکر کرو قاسم کہ تم بچ گئے۔ سب سے پہلے تو وہ تمہیں ہی ذبح کر رہے تھے۔ تمہیں ذبح کر کے انہیں چار پانچ ہاتھیوں کے برابر گوشت مل سکتا تھا''...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سالے۔ تم میری صحت وحت پر جلتے مرتے ہی رہنا۔ جل ککڑ''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ سارا دن سفر کرتے رہے۔

رات کو بھی دیر تک انہوں نے سفر جاری رکھا۔ وحشی بھی جنگل سے واقف تھے اور خچر بھی جنگلی تھے اس لئے وہ نہایت اطمینان سے رات کو بھی سفر کرتے رہے۔ جب نصف رات گزری تو انہوں نے خچر روک لئے اور خیمے لگانے لگے۔

''انکل۔ ہم جنگل میں سفر کر رہے ہیں لیکن ہمیں جنگلی درندے نظر نہیں آ رہے''...... رشیدہ نے کہا۔

''جنگل میں تمام درندوں کا الگ الگ علاقہ ہوتا ہے۔ ہاتھیوں کا علاقہ الگ ہو گا، شیروں کا الگ، بندروں کا الگ، ریچھوں کا الگ اور یہ بہت کم دوسرے کے علاقے میں جاتے ہیں۔ یہ جنگلی بھی ان علاقوں سے واقف ہوتے ہیں اس لئے یہ ایسے راستوں پر چل رہے ہیں جہاں ان درندوں سے سامنا ہونے کے امکانات کم ہیں''...... طارق صاحب نے کہا تو رشیدہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

خیمے لگ گئے تو طارق صاحب نے ایک، ایک جنگلی اور دو، دو اپنے ساتھیوں کی ڈیوٹی پہرے پر لگائی۔ انہوں نے تین تین گھنٹے ڈیوٹی دینی تھی۔

اگلی صبح ان کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ انہیں جنگل کے کئی چھوٹے چھوٹے جانور اور سانپ نظر آتے تھے۔ لاکاشی نے ان کے لئے ایک ہرن کا شکار بھی کیا تھا۔ اس دن انہیں دور شیر کی گرج بھی سنائی دی تھی۔ شیر کی آواز سن کر وہ ہوشیار ہو گئے تھے لیکن شیر ان کے سامنے نہیں آیا تھا۔

''لاکاشی۔ آج دوسرا چاند گزر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے ابھی مزید پانچ چاندوں کا سفر کرنا ہے''...... رات کو جب وہ سونے کے لئے لیٹے تو طارق صاحب نے لاکاشی سے کہا۔

''آقا۔ اب تو ہمارے پاس خچر ہیں۔ ہم تیزی سے سفر کر رہے ہیں اور پھر میں راستے بھی ایسے اختیار کر رہا ہوں جس کی وجہ سے ہم جلدی اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے''...... لاکاشی نے کہا۔

''اچھا۔ پھر ہم کب تک اس جگہ پر پہنچیں گے''...... طارق صاحب نے لاکاشی سے پوچھا۔

''آقا۔ اب ہم دو چاندوں کے بعد وہاں تک پہنچ جائیں گے''...... لاکاشی نے کہا۔ اور پھر واقعی تیسرے دن لاکاشی ایک جگہ رک گیا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''آقا۔ یہ درختوں کے درمیان جو خالی جگہ دکھائی دے رہی ہے۔ کالا بادل یہیں اترا تھا''...... لاکاشی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان سب نے اس طرف دیکھا وہاں سے چند میٹر دور ایک چھوٹا سا میدان دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے درختوں کو کاٹ کر یہ میدان بنایا گیا ہو۔ اس میدان کے اردگرد درخت ویسے ہی تھے یعنی جنگل کسی طرف سے ختم ہوتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''انکل۔ یہ میدان تو واقعی درخت کاٹ کر بنایا گیا ہے''...... وہ اس چھوٹے میدان کے قریب پہنچے تو کیپٹن حمید نے میدان کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی بھی اس جگہ کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

''ہاں۔ مجھے یقین ہو رہا ہے کہ ہم صحیح جگہ پر پہنچ چکے ہیں''۔ طارق صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ اگر آپ کو یقین ہو رہا ہے تو پھر ان جنگلیوں کو واپس بھجوا دیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''پہلے ہم اطمینان بھی کر لیں۔ تم دوربین نکالو''...... طارق

صاحب نے کیپٹن حمید سے کہا۔

کافرستان سے چلتے وقت انہوں نے اپنے سامان میں انتہائی طاقتور دوربینیں بھی رکھی تھیں۔ یہ ایسی دوربینیں تھیں جن کی مدد سے سینکڑوں کلو میٹر دور تک دیکھا جا سکتا تھا۔ ان دوربینوں کے علاوہ اندھیرے میں دیکھنے والی دوربینیں بھی ان کے پاس موجود تھیں۔

کیپٹن حمید نے ایک بیگ میں سے ایک دوربین نکال کر طارق صاحب کی طرف بڑھائی۔ طارق صاحب نے دوربین لینے کے بعد درختوں کا جائزہ لیا اور پھر سب سے بلند درخت کو منتخب کر کے وہ اس درخت پر چڑھ گئے۔ درخت کی سب سے اونچی شاخ پر پہنچ کر انہوں نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور چاروں طرف دیکھنے لگے اور پھر ایک طرف دیکھتے ہی وہ چونک پڑے کیونکہ انہیں اس طرف عمارتیں نظر آ گئی تھیں۔ عمارتیں سلور کلر کی تھیں اور چمک رہی تھیں۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے فوراً ہی ان عمارتوں کو فوکس کیا۔ دوربین فوکس کئے گئے منظر کا فاصلہ بھی بتا دیتی تھی۔ عمارتوں کو اچھی طرح چیک کرنے کے بعد طارق صاحب درخت سے نیچے اتر آئے۔ ان کے چہرے پر جوش اور خوشی کے تاثرات دیکھ کر ان کے ساتھی سمجھ گئے کہ سلور سٹی انہیں نظر آ گیا ہے۔

''لاکاشی۔ مجھے دیوتا کے بیٹے کی خوشبو یہاں محسوس ہو رہی ہے جس کا مطلب ہے کہ دیوتا کا بیٹا یہیں کہیں موجود ہے۔ ہم اسے

تلاش کر لیں گے۔ تم اب واپس جا سکتے ہو'' ...... طارق صاحب نے لاکاشی سے کہا تو ان کے ساتھیوں کو یقین آ گیا کہ سلورسٹی قریب ہی ہے۔

''ٹھیک ہے آقا۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں'' ...... لاکاشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اپنے یہ جانور بھی اپنے ساتھ واپس لیتے جاؤ''۔ طارق صاحب نے لاکاشی سے کہا۔

تینوں جنگلیوں نے طارق صاحب کے سامنے ادب سے سر جھکایا پھر انہوں نے خچروں پر سے سامان اتار کر زمین پر رکھا اور اس کے بعد وہ واپس مڑ گئے۔ طارق صاحب اور ان کے ساتھی انہیں اس وقت تک دیکھتے رہتے جب تک وہ دکھائی دیتے رہے۔ جب وہ نظر آنا بند ہو گئے تو وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔

''انکل۔ مبارک ہو۔ ہم کرنل صاحب کے قریب پہنچ چکے ہیں'' ...... انسپکٹر جگدیش نے طارق صاحب سے کہا۔

''ہاں۔ تم سب کو بھی مبارک ہو'' ...... طارق صاحب نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''انکل۔ آپ نے سلورسٹی کو فوکس کیا ہو گا۔ اس کا فاصلہ تو دیکھیں'' ...... ہریش نے طارق صاحب سے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سلورسٹی کو فوکس کیا ہے'' ...... طارق صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد انہوں نے

دوربین میں لگا ہوا میٹر چیک کیا تو ان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''صرف۔ سات کلو میٹر۔ یعنی سیون کلو میٹر'' ...... طارق صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہپ ہپ ہرے''۔ رشیدہ نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں تم سب بھی درخت پر چڑھ کر سلورسٹی کا نظارہ کر لو'' ...... طارق صاحب نے کہا۔

''انکل۔ ہم تو درخت پر چڑھ جائیں گے لیکن ہاتھی کیسے درخت پر چڑھ سکے گا'' ...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاتھی۔ ابے سالے کپتان وپتان۔ یہاں تو کوئی ہاتھی واتھی نظر نہیں آ رہا'' ...... قاسم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ آپ بھی بہت بھولے ہیں۔ کیپٹن حمید صاحب آپ کو ہاتھی کہہ رہے ہیں'' ...... رشیدہ نے قاسم سے کہا۔

''پہلی دفعہ تھوڑی کہہ رہے ہیں۔ یہ تو قاسم بھائی کو ہاتھی کہتے ہی رہتے ہیں'' ...... ریکھا نے کہا۔

''اتنا دکھ مکھ سالے کپتان کے ہاتھی واتھی کہنے پر نہیں ہوتا، جتنا دکھ تمہارے بھائی کہنے پر ہوتا ہے'' ...... قاسم نے دکھی لہجے میں کہا تو رشیدہ اور ریکھا ہنسنے لگیں جس پر قاسم کا منہ بن گیا۔

''بچو۔ منزل پر آ کر تم نے فضول باتیں شروع کر دی ہیں جس کی وجہ سے وقت ضائع ہو رہا ہے'' ...... طارق صاحب نے ان سے کہا تو کیپٹن حمید نے ان کے ہاتھ سے دوربین لی اور وہ درخت

پر چڑھ گیا۔ چند منٹوں بعد وہ درخت سے نیچے اترا تو اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ اس کے بعد انسپکٹر جگدیش، ہریش، انور، رشیدہ اور ریکھا بھی درخت پر چڑھیں۔ سب سے آخر میں قاسم نے کوشش کی لیکن وہ درخت پر چڑھنے میں ناکام رہا۔

''ہاتھی درخت پر چڑھا نہیں کرتے بلکہ درخت کو ٹکر مار کر گرا دیا کرتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے قاسم کو چھیڑتے ہوئے کہا تو اس نے غصیلی نظروں سے کیپٹن حمید کو دیکھا۔

''سالے کپتان۔ اب تم نے جلنے ولنے کی قسم کھائی ہوئی ہے تو جلتے رہو اور یہ بات یاد رکھو کہ جلنے والے کا منہ کالا ہوتا ہے''۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس نے درخت پر چڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

''رات ہونے والی ہے لیکن ہم نے اب رات کی فکر نہیں کرنی بلکہ سفر کرنا ہے اور مسلسل کرنا ہے۔ اب ہم کرنل صاحب سے صرف سات کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں''...... طارق صاحب نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''قدم بڑھاؤ طارق انکل۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں''...... رشیدہ نے نعرہ بلند کرتے ہوئے کہا۔

انہوں نے اپنا سامان اٹھایا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ چلتے چلتے انہیں رات ہو گئی تھی لیکن رات ہونے کے باوجود ان کے قدم نہیں رکے تھے۔ جنگلیوں کے واپس چلے جانے کے بعد اب وہ

زیادہ چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ جگدیش اور ہریش کے ہاتھوں میں تو مشین پسٹل بھی موجود تھے۔ اس وقت ان کی تمام حسیات بیدار تھیں۔

تقریباً ساڑھے چھ کلو میٹر چلنے کے بعد جنگل ختم ہو گیا۔ آگے نصف کلو میٹر کے بعد انہیں ایک طویل و عریض فصیل نظر آ رہی تھی۔ رات ہونے کے باوجود وہاں اجالا تھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دن کی روشنی پھیل رہی ہو۔

''زیرو لینڈ والوں نے جنگلات کاٹ کر یہ شہر بنایا ہے۔ اس شہر کے چاروں طرف جنگلات ہی ہیں''...... طارق صاحب نے دوربین کی مدد سے چاروں طرف دور دور تک دیکھتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ انہوں نے تو کمال کیا ہے''...... رشیدہ نے متاثر کن لہجے میں طارق صاحب سے کہا۔

''بھئی۔ یہ بات تو ماننے کی ہے کہ یہ لوگ سائنس میں بہت ترقی یافتہ ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ان کے پاس ذہین اور باصلاحیت لوگوں کی کمی بھی نہیں ہے''...... ریکھا نے بھی زیرو لینڈ والوں کی تعریف کی۔

''کاش ان کی سوچ بھی مثبت ہوتی تو یہ لوگ یقیناً دنیا کے لئے مفید ثابت ہوتے''...... طارق صاحب نے کہا۔

''انکل۔ یہ لوگ مجرم ہیں اور مجرموں کی سوچ مثبت ہو ہی نہیں سکتی''...... ہریش نے کہا۔

''ریکھا۔ سلور سٹی کی فصیل کے قریب پہنچتے ہی تم نے ایم گن نکال کر اندر فائر کر دینا ہے''...... کیپٹن حمید نے ریکھا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر اس نے رک کر اپنا بیگ زمین پر رکھا اور اسے کھولنے لگی۔

''یہ ایم گن ون کیا بلا ہے''...... قاسم نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ایم گن ایک جدید گن ہے۔ اس سے شعاعیں نکلیں گی جو تین گھنٹوں کے لئے ہر قسم کی مشینری کو جام کر دیں گی جس کی وجہ سے سلور سٹی کا سیکورٹی سسٹم آف ہو جائے گا اور سلور سٹی میں کارروائی کے لئے تین گھنٹے بہت رہیں گے''...... کیپٹن حمید کی بجائے طارق صاحب نے قاسم کے سوال کا جواب دیا۔

''اس سالے کھالہ جاد سے میں کہوں گا کہ دیکھ اش دفعہ میں نے تجھے بچایا وچایا ہے''...... قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران ریکھا نے بیگ سے ایک گن نکال لی تھی۔ گن نکالنے کے بعد اس نے بیگ دوبارہ اپنے کندھے پر رکھا اور وہ ایک بار پھر آگے بڑھنے لگی لیکن ابھی وہ آٹھ دس قدم ہی چلے تھے کہ ان کے قریب ہی دو دھماکے ہوئے اور فضا میں ہر طرف دھواں پھیل گیا۔ اس دھوئیں کی وجہ سے ان کا دم گھٹنے لگا اور وہ سب زمین پر گرتے چلے گئے۔ آخری خیال جو اُن کے ذہنوں میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ وہ منزل پر پہنچ کر مارے گئے ہیں۔

وہ جوزف کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہے تھے کہ ایک دم ہی انہیں ایک حسین منظر نظر آ گیا۔ کچھ فاصلے پر انہیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں دکھائی دی تھیں اور ان پہاڑیوں کے قریب ہی ایک ندی بھی بہہ رہی تھی۔ ندی کو دیکھ کر وہ سب ہی خوش ہو گئے۔ وہ کافی دنوں سے نہیں نہائے تھے۔ ندی کو دیکھ کر ان سب کے دل میں نہانے کی خواش پیدا ہوئی۔

''جوزف۔ ہم ان جنگلیوں کی رینج سے باہر آ چکے ہیں نا''۔ روشی نے جوزف سے پوچھا۔

''مسی۔ ہم تو رات ہی ان کی پہنچ سے باہر آ گئے تھے''۔ جوزف نے روشی سے کہا۔

یہ پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ ان میں یقیناً غار بھی ہوں گے۔ ہم کچھ دیر اس غار میں گزاریں گے، ندی میں نہائیں گے اور پھر آگے

بڑھیں گے''...... روشی نے کہا۔

''مسی۔ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہیں کسی محفوظ جگہ پر پہنچا کر میں بالو قبیلے میں پہنچوں۔ وہاں سے باسو قبیلے کے بارے میں بھی یہ معلومات حاصل کروں اور شکالی نے جو مجھے دھوکہ دیا ہے اسے دھوکے کی سزا بھی دوں''...... جوزف نے روشی سے کہا۔

''جوزف۔ تم باسو قبیلے کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ ہم اسی مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں لیکن شکالی کے پیچھے جانے اور اسے سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ عمران صاحب ہمیشہ اپنے ٹارگٹ کی طرف جاتے ہیں۔ وہ ادھر ادھر کے کاموں میں الجھنا پسند نہیں کرتے اسی لئے وہ ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں''...... صفدر نے جوزف کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے مسٹر صفدر۔ او کے۔ میں اب باسو قبیلے کے راگالی کی تلاش میں ہی جاتا ہوں۔ امید ہے میں کسی نہ کسی جنگلی کو پکڑ کر راگالی کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گا''۔ جوزف نے کہا۔

''او کے۔ ہم تمہارا اسی جگہ انتظار کر رہے ہیں''...... صفدر نے جوزف سے کہا تو جوزف واپس مڑ گیا۔ اب اس کا رخ بالو قبیلے کی طرف تھا اور اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ روشی اور صفدر وغیرہ کی وجہ سے پہلے اس کی رفتار آہستہ تھی۔ وہ خود تو جنگلوں کا باسی تھا اور جنگلات میں آ کر اس کی سوئی ہوئی صلاحیتیں بھی بیدار ہو جاتی

تھیں جبکہ اس کے ساتھی جنگل کے رہنے والے نہیں تھے اس لئے وہ جنگل میں جوزف جیسی پھرتی اور تیزی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے۔

شکالی نے اسے بتایا تھا کہ باسو قبیلہ ان کے قبیلے کے ساتھ ہی ہے اور باسو قبیلے کے ان کے قبیلے کے اچھے تعلقات ہیں اور راگالی کو بھی تمام قبیلوں کے جنگلی جانتے ہیں اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی راگالی تک پہنچ جائے گا۔

وہ بہت تیزی سے سفر کرتا ہوا بہت کم وقت میں پہلے والی جگہ پر پہنچ گیا۔ اب وہ بہت زیادہ چوکنا ہو گیا تھا۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کہ چونک پڑا۔ اسے کسی انسان کی بُو محسوس ہوئی تھی۔ اس نے اس بُو پر غور کیا تو اسے دل ہی دل میں خوشی محسوس ہوئی کیونکہ یہ خوشبو شکالی کی تھی جو اسے دھوکا دے کر بھاگا تھا۔

جوزف نے خوشبو کی سمت کا اندازہ لگایا اور پھر اس طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت وہ بالکل اس چیتے کی طرح چل رہا تھا جو اپنے بے خبر شکار کی طرف بڑھ رہا ہو۔ چند قدم چلنے کے بعد جوزف رک گیا کیونکہ شکالی اسے نظر آ گیا تھا جو ایک بڑے سے پتھر پر لیٹا ہوا تھا اور ایک جنگلی گیت گنگنا رہا تھا۔ اب جوزف بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ جیسے ہی شکالی نے جوزف کو دیکھا وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور حیرت بھری نظروں سے جوزف کو دیکھنے لگا۔

''تت۔ تت۔ تم زندہ ہو'' ...... شکالی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیوتا کے خاص پجاریوں کو اتنی آسانی سے موت نہیں آتی کیونکہ الوّ دیوتا ان سے پیار کرتا ہے اور انہیں آسانی سے مرنے نہیں دیتا'' ...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مم۔ مجھ سے غلطی ہو گئی''۔ شکالی نے فوراً ہی معافی مانگتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا شکالی کہ میں الوّ دیوتا کا بڑا پجاری ہوں پھر بھی تم نے مجھے مارنے کی کوشش کی۔ کیوں'' ...... جوزف نے غصیلے لہجے میں شکالی سے کہا۔

''اس وقت مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آیا تھا مقدس پجاری لیکن اب یقین آ گیا ہے۔ اب تم مجھ سے جو کہو گے میں وہ کروں گا'' ...... شکالی نے جوزف سے کہا۔

''تم مجھے باسو قبیلے کے بارے میں بتاؤ'' ...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مقدس پجاری۔ میں خود تمہیں وہاں لئے چلتا ہوں'' ...... شکالی نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے صرف راستہ سمجھا دو''۔ جوزف نے اس سے کہا۔

''ٹھیک ہے مقدس پجاری۔ میں تمہیں باسو قبیلے کا راستہ سمجھا دیتا

ہوں'' ...... شکالی نے جوزف سے کہا اور پھر اس نے جوزف کو راستہ سمجھا دیا۔ جوزف کو اس کا بتایا ہوا راستہ سمجھ آ گیا۔

''اب تم یہ بتاؤ شکالی کہ اگر کوئی تمہیں دھوکا دے گا تو تم کیا کرو گے'' ...... جوزف نے کہا۔

''تم دیوتا کے مقدس پجاری ہو لہٰذا تم اچھا سلوک کرو گے۔ میں تو جنگلی ہوں۔ میں تو اچھا سلوک نہیں کروں گا'' ...... شکالی نے خوشامد بھرے لہجے میں جوزف سے کہا۔

''میں بھی جنگلی ہی ہوں لہٰذا میں بھی دھوکا دینے والوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا'' ...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو شکالی نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے نیفے میں سے خنجر نکالا اور پھر جوزف پر حملہ آور ہوا لیکن جوزف فوراً ہی ہوا میں اچھلا اور اس کے پاؤں کی بھرپور ٹھوکر شکالی کے سر پر لگی۔ شکالی الٹ کر زمین پر گرا تو جوزف نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ جوزف کے دونوں پاؤں شکالی کے سینے پر لگے اور اس کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں اور اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا تھا۔ جوزف جانتا تھا کہ اب شکالی کسی صورت زندہ نہیں بچ سکے گا لہٰذا وہ شکالی کو وہیں تڑپتا ہوا چھوڑ کر آگے بڑھنے لگا۔

شکالی کا بتایا ہوا راستہ اسے سمجھ آ چکا تھا لہٰذا وہ آگے بڑھتا رہا اور تقریباً نصف گھنٹے کے بعد وہ ایک قبیلے کے قریب پہنچ گیا۔ میدان میں بہت سی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان جھونپڑیوں میں

ایک جھونپڑی بڑی تھی اور اس جھونپڑی پر ایک جھنڈا لگا ہوا تھا جس پر انسانی کھوپڑی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جوزف سمجھ گیا کہ یہی سردار کی جھونپڑی ہے۔ جوزف ایک درخت کے پیچھے چھپ کر ان جھونپڑیوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسے پیچھے سے انسانی بُو محسوس ہوئی۔ اس نے فوراً ہی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے کچھ دور ایک جنگلی دکھائی دیا جو اسی طرف آ رہا تھا۔

''لگتے تو تم بھی جنگلی ہو لیکن تمہارا لباس جنگلیوں والا نہیں ہے۔ کون ہو تم''...... اس جنگلی نے جوزف کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''میں بھی جنگلی ہی ہوں۔ لباس سے کیا فرق پڑتا ہے''۔ جوزف نے اس سے کہا۔

''اچھا۔ تم کس قبیلے سے ہو''...... اس جنگلی نے جوزف سے پوچھا۔

''میں مالاسی قبیلے کا ہوں''...... جوزف نے ایک قبیلے کا نام برازیلیا میں ہی سن لیا تھا۔ اس نے وہی نام بتایا۔

''اوہ۔ مالاسی قبیلہ تو یہاں سے بہت دور ہے۔ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو''...... جنگلی نے کہا۔

''میں یہاں راگالی سے ملنے آیا ہوں۔ کیا تم راگالی کو جانتے ہو''...... جوزف نے اس جنگلی سے کہا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات آ گئے۔

''میرا نام ہی راگالی ہے لیکن میں تو تمہیں نہیں جانتا''...... اس

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جدید دنیا میں تم ہی جاتے رہتے ہو نا''...... جوزف نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور یقیناً تم بھی جدید دنیا میں جاتے رہتے ہو۔ تم نے تو لباس بھی جدید دینا کا پہنا ہوا ہے''...... جنگلی نے جوزف سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''ہم دونوں ہی جدید دنیا میں جاتے رہتے ہیں۔ میں تم سے بہت ہی اہم باتیں کرنے آیا ہوں جس سے ہمیں بہت فائدہ ہو سکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''کیسی باتیں اور کیا فائدہ''...... راگالی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کہیں اطمینان سے بیٹھ کر ہی باتیں کی جا سکتی ہیں''۔ جوزف نے راگالی سے کہا۔

''اچھا۔ آؤ میرے ساتھ''...... راگالی نے جوزف سے کہا اور پھر وہ ایک طرف چل پڑا۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ تقریباً دس بارہ منٹ چلنے کے بعد راگالی ایک جگہ رک گیا۔

''یہاں ہمارے لوگ بہت ہی کم آتے ہیں اس لئے ہم یہاں اطمینان سے باتیں کر سکتے ہیں''...... راگالی نے کہا۔

''ٹھیک ہے بیٹھو''...... جوزف نے اس سے کہا اور وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ راگالی بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔

''میں نے سنا ہے کہ تم نے جنگل میں کالے بادل کے ایک بڑے ٹکڑے کو زمین پر اترتے دیکھا ہے''...... جوزف نے راگالی سے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو''...... راگالی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تم جدید دنیا کی خوبصورت اور سفید عورت سے شادی کرنا چاہو گے''...... جوزف نے اس سے پوچھا۔

''سفید عورت سے شادی۔ ہاں ہاں بالکل''...... راگالی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جدید دنیا کا ایک گروپ آیا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت شامل ہے۔ مرد اس جگہ تک پہنچنا چاہتا ہے جہاں کالا بادل اترتا ہے۔ اس کے بدلے میں وہ اپنی عورت کی شادی اس جنگلی سے کرنے کو تیار ہیں جو انہیں اس جگہ تک پہنچائے''...... جوزف نے راگالی سے کہا۔

''لیکن تم کس وجہ سے ان کا یہ کام کر رہے ہو''...... راگالی نے جوزف سے پوچھا۔

''عورت کے ساتھ ساتھ وہ دولت بھی دے رہے ہیں۔ مجھے دولت سے دلچسپی ہے کیونکہ میں ہمیشہ کے لئے جدید دنیا میں جا کر رہنا چاہتا ہوں''...... جوزف نے راگالی سے کہا۔

''لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس جگہ کے بارے میں

جانتا ہوں''...... راگالی نے کہا۔

''لو۔ یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات ہے۔ ہمارا تو سارا قبیلہ جانتا ہے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے تو اس جگہ سے ڈر لگتا ہے۔ خود سوچو جہاں کالا بادل آ کر اترے وہ جگہ کیسی ہو گی''...... راگالی نے جوزف سے کہا۔

''تم اس جگہ کے قریب مت جانا۔ دور سے ہی دکھا دینا''۔ جوزف نے کہا۔

''جدید دنیا کے لوگ بہت دھوکے باز ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم سے دھوکا کیا۔ عورت اور دولت نہ دی تو پھر''...... راگالی نے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ ہمیں دھوکا دے کر وہ ان جنگلات سے زندہ بچ کر جا سکیں گے۔ چلو میرا قبیلہ تو آدم خور نہیں ہے لیکن تمہارا قبیلہ تو آدم خور ہے۔ ہم ان سب کو تمہارے قبیلے کے حوالے کر دیں گے''...... جوزف نے راگالی سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد راگالی نے جوزف سے اس کا نام پوچھا۔

''میرا نام مالوف ہے''...... جوزف نے اپنے قبیلے سے ملتا جلتا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''مالوف۔ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ میں جدید دنیا میں رہوں۔

سفید عورت سے شادی کے ساتھ ساتھ اگر ان کی دی ہوئی آدھی دولت بھی مجھے مل جائے تو پھر میں وہ جگہ دکھا سکتا ہوں''۔ راگالی نے کہا تو جوزف کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے راگالی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ تم یہ مطالبہ کرو گے لہٰذا میں ذہنی طور پر تیار ہو کر آیا تھا۔ آدھی دولت ہی اتنی ہو گی کہ میں جدید دنیا میں ساری عمر عیش کر سکوں گا۔ ٹھیک ہے۔ میں آدھی دولت بھی تمہیں دے دوں گا''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو راگالی خوش ہو گیا۔

''وہ جگہ ہے بہت دور لیکن ہم ابھی چلتے ہیں''...... راگالی نے زمین پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ جوزف بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں ایک طرف تیز تیز قدموں سے بڑھنے لگے۔

''جدید دنیا کے لوگوں کا گروپ کس جگہ آیا ہوا ہے''...... راگالی نے جوزف سے پوچھا۔

''وہ لوگ زیادہ دور نہیں ہیں۔ میں انہیں ایک محفوظ جگہ پر چھپا کر آیا ہوں''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو راگالی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر ان کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے وہ ان پہاڑیوں تک پہنچ گئے جہاں جوزف اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر گیا تھا۔

صفدر وغیرہ ایک غار میں موجود تھے اور ان کی نظریں اس طرف

لگی ہوئی تھیں جس طرف جوزف گیا تھا۔ انہوں نے جوزف کو ایک وحشی کے ساتھ آتے دیکھا تو وہ سب غار سے باہر آ گئے۔ راگالی نے روشی کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''اس کا نام راگالی ہے اور اس نے وہ جگہ دیکھی ہوئی ہے جہاں بادل کا سیاہ ٹکڑا آ کر اترتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ ہمیں وہ جگہ دکھانے پر راضی ہے''...... صفدر نے راگالی کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں اسے لالچ دے کر لایا ہوں''...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کس چیز کا لالچ دیا ہے تم نے اسے''...... تنویر نے پوچھا۔

''جنگلیوں کو سفید عورت بہت پسند ہوتی ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ یہ ہمیں مخصوص جگہ دکھا دے اس کے بدلے سفید عورت سے اس کی شادی کرا دی جائے گی''...... جوزف نے کہا۔

''میں موت نامی عورت سے اس کی شادی کراؤں گا۔ بس ایک بار یہ ہمیں وہ جگہ دکھا دے''...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا یہ عورت مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہے''...... راگالی نے روشی کو گھورتے ہوئے کہا۔

''مرد تو سب تیار ہیں، میں عورت سے پوچھ لیتا ہوں''۔ جوزف نے راگالی سے کہا اور پھر اس نے روشی کی طرف دیکھا۔

''مسی۔ یہ پوچھ رہا ہے کہ کیا آپ اس سے شادی کرنے کے

لئے تیار ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''تنویر نے جس عورت کا نام موت بتایا ہے وہ میں ہی تو ہوں''...... روشی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھا راگالی۔ یہ عورت تو خوش ہو رہی ہے کہ اس کی شادی تمہارے ساتھ ہو رہی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''چلو پھر جلدی چلو۔ میں انہیں وہ جگہ دکھا دوں''...... راگالی نے بے چینی سے کہا۔ روشی کو دیکھتے ہی وہ اس سے شادی کرنے کے لئے بے قرار ہو گیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدموں سے چلنے لگا۔ وہ سب بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔

''یہ تو جدید دنیا کے عاشقوں سے بھی زیادہ بے صبری کا مظاہرہ کر رہا ہے''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی موت اسے بے صبری پر اکسا رہی ہے''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

انہیں چلتے ہوئے کئی گھنٹے گزر گئے۔ اب انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس جنگل میں کئی برسوں سے سفر کر رہے ہوں۔ رات بھی ہو گئی لیکن انہوں نے اپنے قدم نہ روکے۔ اب وہ جلد سے جلد عمران اور جولیا تک پہنچ جانا چاہتے ہوں۔ رات کی وجہ سے جنگل میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس خاموشی کی وجہ سے وہ آپس میں بھی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔

''جوزف۔ یہ راگالی کہیں وہ جگہ بھول نہ گیا ہو''...... صدیقی

نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''راگالی۔ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کہیں تم وہ جگہ اور راستہ بھول تو نہیں گئے ہو''...... جوزف نے راگالی سے کہا۔

''بھلا ایک جنگلی بھی جنگل کے راستوں کو بھول سکتا ہے''۔ راگالی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جوزف نے راگالی کا جواب صدیقی کو بتا دیا۔

انہوں نے ساری رات سفر جاری رکھا تھا اور اب کچھ ہی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ جنگل کے راستے انتہائی دشوار تھے اور رات کی تاریکی میں تو کسی عام آدمی کا جنگل میں سفر کرنا ممکن ہی نہیں تھا لیکن جوزف اور راگالی کی رہنمائی میں انہوں نے رات بھر سفر جاری رکھا تھا۔ اتنا پیدل چلنے کے باوجود ان میں سے کسی نے بھی تھکاوٹ کا اظہار نہیں کیا تھا۔

''بس۔ اب ہم اس جگہ پہنچنے والے ہیں''...... راگالی نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جوزف نے اس کی بات دوہرا دی۔ ان سب نے ہی اطمینان کا سانس لیا۔ مزید کچھ دیر چلنے کے بعد راگالی رک گیا۔ اب صبح کی پرنور روشنی پھیل چکی تھی۔ درختوں پر پرندوں کی چہکار سنائی دے رہی تھی۔

''وہ دیکھیں۔ وہ جگہ ہے جہاں بادل کا سیاہ ٹکڑا آ کر اترتا ہے''...... راگالی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ راگالی کے لفظ تو جوزف کے علاوہ کسی کی سمجھ نہیں آئے تھے البتہ اس کی

بات سب کی سمجھ میں آ چکی تھی۔ انہوں نے اس طرف دیکھا جدھر راگالی نے اشارہ کیا تھا۔

''چلو۔ وہاں تک ساتھ چلو'' ...... جوزف نے راگالی سے کہا۔

''نہیں۔ میں اس سے آگے نہیں جاؤں گا۔ میں نے تمہیں مطلوبہ جگہ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اب تم یہ عورت میرے حوالے کرو اور خود آگے بڑھو'' ...... راگالی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم اس جگہ کا اچھی طرح معائنہ کریں گے اور مطمئن ہونے کے بعد تمہیں انعام دیں گے'' ...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ تم ابھی اور اسی وقت یہ سفید عورت بھی میرے حوالے کرو اور جدید دنیا کی دولت بھی'' ...... راگالی بھی جنگلی آدمی تھا اس لئے اپنی بات پر اڑ گیا۔

''جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے'' ...... جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

''بکواس بند کرو۔ میں اس سفید عورت کو ابھی اٹھا کر لے جاتا ہوں اور اگر کسی نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں اپنا زہریلا خنجر اس کے سینے میں اتار دوں گا'' ...... راگالی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے زیر جامہ سے ایک خنجر نکال لیا۔

''اس نے ہم پر خنجر نکال کر اپنی موت کے پروانے پر مہر ثبت کر دی ہے'' ...... تنویر نے کہا۔

راگالی کو بھی تنویر کی بات سمجھ نہ آئی لیکن وہ اس کے چہرے

کے تاثرات سے سمجھ گیا اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ وہ اچھل کر خنجر تنویر کے دل میں ہی اتارنا چاہتا تھا اور اگر تنویر اس سے زیادہ تیزی نہ دکھاتا تو اس نے لازماً جنگلی کے خنجر کا نشانہ بن جانا تھا۔ وہ تڑپ کر پیچھے گرا اور ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی۔ اس کے بوٹ کی ٹوہ جنگلی کے گھٹنے پر لگی۔ تنویر کی ٹھوکر سے جنگلی کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ تنویر زمین پر پڑے پڑے اچھلا، فضا میں سیدھا ہوا اور پھر اس کے دونوں پیر جنگلی کے سینے پر پڑے۔ اس کی ایک چیخ بلند ہوئی۔ اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئیں تھیں اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ تنویر نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر مخصوص جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ تڑپنے لگا۔

''تنویر۔ آپ نے معصوم سے جنگلی کو مار ڈالا'' ...... سلیمان نے کہا۔

''جب جنگلی تمہیں بھون کر کھا رہے ہوں گے تو پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ یہ معصوم ہیں یا آدم خور'' ...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''سلیمان۔ اگر ہم اسے چھوڑ دیتے تو یہ ہم سب کو مار دیتا''۔ صفدر نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''آؤ۔ اب اس جگہ کا مشاہدہ بھی کر لیں'' ...... روشی نے کہا اور پھر وہ اس جگہ آ گئے جہاں ایک چھوٹا سا گراؤنڈ تھا۔ درختوں کو

کاٹ کر زمین کو ہموار کیا گیا تھا۔ یہ گراؤنڈ دائرے کی صورت میں تھا اور اس کے چاروں طرف گھنے درخت تھے۔ گراؤنڈ کا جائزہ لینے کے بعد صفدر نے دوربین نکالی اور ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا۔

''وہاں۔ وہاں ایک شہر ہے''...... صفدر کی پرجوش آواز سنائی دی تو سب ہی خوش ہو گئے پھر وہ سب درختوں پر چڑھ گئے۔ کچھ دور ایک جدید شہر نظر آ رہا تھا جس کی تمام عمارتیں سلور کلر کی تھیں۔ شہر کی طویل فصیل بھی دکھائی دے رہی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ سیاہ بادل آ رہا ہے''...... اچانک ہی نعمانی کی آواز سنائی دی تو ان کی نظریں آسمان کی طرف اٹھیں۔

سیاہ بادل کا ایک بڑا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے درختوں سے نیچے اترے اور پھر کچھ فاصلے پر ہو کر گھنے درختوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ بادل کا ٹکڑا آہستہ آہستہ نیچے اتر آیا پھر بادل کے دو حصے ہوئے اور ان کے اندر سے ایک کار برآمد ہوئی۔ بادل کے ٹکڑے الگ الگ ہو کر کار سے کچھ دور ہو گئے جبکہ کار کے دروازے کھل گئے۔ اس کار میں سے تین آدمی برآمد ہوئے۔ جیسے ہی وہ کار سے برآمد ہوئے کار کے دروازے خودبخود بند ہو گئے۔ وہ تینوں آدمی اس طرف چلنے لگے جس طرف انہیں سلور سٹی دکھائی دیا تھا۔ وہ تینوں آدمی تیس چالیس قدم چلے ہوں گے کہ انہیں سلور سٹی کی طرف سے ایک کار آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ

کار ان تینوں کے قریب آ کر رک گئی اور پھر اس کے دروازے کھلے لیکن اس سے پہلے کہ وہ تینوں کار میں بیٹھتے، صفدر، تنویر اور صدیقی عقاب کی طرح حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے ان تینوں کی گردنیں توڑ ڈالیں۔ وہ تڑپنے لگے۔

''میرے خیال میں صفدر، صدیقی، مس روشی اور میں اس کار میں سلور سٹی جاتے ہیں۔ باقی افراد کے داخلے کی کوشش ہم وہیں سے کریں گے''...... تنویر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتا، کار میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلا۔ وہ چونکہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ تھے اس لئے اس دھوئیں کو بروقت نہ دیکھ سکے۔ دھواں نہایت تیزی سے ان کے گرد پھیل گیا۔ انہیں دھواں پھیلنے کا اس وقت احساس ہوا جب ان کے دم گھٹنے لگا پھر وہ یکے بعد دیگرے بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

تینوں جنگلی کچھ دیر چلنے کے بعد رک گئے۔ جس جنگلی نے بلیک زیرو کو پیٹھ پر لادا ہوا تھا اس نے بلیک زیرو کو زمین پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ تینوں آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ گفتگو کرنے کے دوران وہ بلیک زیرو کو بھوکی نظروں سے بھی دیکھ رہے تھے۔ چند منٹوں تک آپس میں باتیں کرنے کے بعد دو جنگلی اٹھ کر کہیں چلے گئے جبکہ ایک جنگلی نیزا لئے وہیں کھڑا رہا۔ وہ بلیک زیرو کو دیکھ کر ہونٹوں پر ایسے زبان پھیر رہا تھا جیسے کئی دن کے بھوکے کے سامنے اس کی پسندیدہ خوراک آ گئی ہو۔

دونوں جنگلی کچھ ہی دیر میں واپس آ گئے۔ ان دونوں نے لکڑیوں کے بڑے بڑے گٹھڑ اٹھائے ہوئے تھے۔ انہیں لکڑیاں لاتے دیکھ کر بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔ ان جنگلیوں کے درمیان کچھ دیر پہلے ہونے والی میٹنگ اسے سمجھ آ گئی۔ تینوں کے

درمیان یقیناً یہ بات ہوئی تھی کہ اس شکار کو قبیلے میں نہ لے جایا جائے کیونکہ قبیلے میں لے جانے کی صورت میں سارے قبیلے کو اس شکار میں سے حصہ دینا ضروری تھا۔ سو انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس شکار کو وہ تینوں ہی اس جگہ بھون کر کھا جائیں اس لئے دو جنگلی لکڑیاں چن لائے تھے۔

لکڑیوں کو انہوں نے ترتیب سے رکھا پھر پتھر پر پتھر مار کر چنگاریاں پیدا کیں۔ لکڑیوں پر انہوں نے خشک جھاڑیاں رکھ دی تھیں۔ چنگاریاں ان جھاڑیوں پر گریں تو انہوں نے آگ پکڑ لی۔ جنگلی بلیک زیرو کو آگ پر بھوننے کی مکمل تیاریاں کر چکے تھے۔ جب لکڑیوں نے آگ پکڑ لی تو ایک جنگلی بلیک زیرو کی طرف آیا۔ اس کے ہاتھ میں دو تین پتے تھے۔ بلیک زیرو کے ذہن میں فوراً خیال ابھرا کہ ان پتوں سے آنے والی خوشبو سے انسان بے ہوش سکتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی بلیک زیرو نے اپنا سانس روک لیا۔ بلیک زیرو کا خیال درست ثابت ہوا کیونکہ اس جنگلی نے وہ پتے بلیک زیرو کی ناک پر رکھے اور پتوں کو مسلنے لگا۔ تقریباً منٹ سوا منٹ کے بعد بلیک زیرو نے آنکھیں بند کر لیں اور جال میں اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ جنگلی نے پتے اس کی ناک سے ہٹا کر دور پھینک دیئے۔ بلیک زیرو سانس روکنے کی وجہ سے بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ وہ کن انکھیوں سے تینوں جنگلیوں کو دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو کو بے ہوش دیکھ کر وہ تینوں بہت خوش ہو رہے تھے۔

آگ اب کافی بھڑک چکی تھی۔ وہ تینوں آگ کے گرد رقص کرنے لگے۔ کچھ دیر رقص کرنے کے بعد وہ رک گئے پھر دو جنگلی بلیک زیرو کے پاس آئے۔ انہوں نے بلیک زیرو کو جال سے باہر نکالا۔ اس کے بعد تیسرا جنگلی آگے بڑھا۔ اس نے اپنے زیر جامہ سے ایک خنجر نکال لیا۔ اس وقت تینوں ہی جنگلیوں کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک پیدا ہوگئی تھی پھر خنجر بردار جنگلی، بلیک زیرو کے قریب بیٹھ گیا۔ بیٹھنے کے بعد اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ نیچے آتا، بلیک زیرو کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی اور جنگلی کے سینے میں پڑی۔ جنگلی اپنی جگہ سے اچھل کر دور جا گرا پھر اس سے پہلے کہ وہ جنگلی اٹھتا یا اس کے ساتھی سچویشن کو سمجھ کر حرکت میں آتے ٹھک، ٹھک، ٹھک کی تین آوازیں آئیں اور ان تینوں جنگلیوں کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ تینوں زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ بلیک زیرو نے سائیلنسر لگے ریوالور سے ان پر فائرنگ کی تھی۔ وہ ابھی تڑپ ہی رہے تھے کہ بلیک زیرو واپس مڑا اور تیز رفتاری سے چلنے لگا۔ اس کے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ وہ ان تینوں کے تڑپنے کا نظارہ کرتا۔

ان جنگلیوں کی وجہ سے ان کے ساتھی رابطے سے آؤٹ ہو گئے تھے اور یہ بات اس کے لئے باعث تشویش تھی۔ وہ جلد از جلد اپنے خصوصی فون پر اپنے ساتھیوں کی آوازیں سننا چاہتا تھا تاکہ ان کے حالات سے وہ باخبر رہ سکے پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ

اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ جنگل میں کسی ایسی جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں چھوٹی پہاڑیاں اور ندی وغیرہ ہے۔ یہاں جوزف انہیں چھوڑ کر کسی جنگلی کی تلاش میں چلا گیا تھا جبکہ باقی سب ان پہاڑیوں میں رہ گئے تھے۔ بلیک زیرو بھی ایک درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور دوربین سے پہاڑیوں کو دیکھنے لگا۔

پھر جوزف ایک جنگلی کو ساتھ لے آیا اور وہ اس کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ جب وہ کافی فاصلے پر چلے گئے تو بلیک زیرو بھی آگے بڑھا۔ جوزف کی اپنے ساتھیوں سے گفتگو سن کر بلیک زیرو مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ درست سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ رات ہوئی تو بلیک زیرو نے اندھیرے کا چشمہ پہن لیا۔ اب اسے اندھیرے میں بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ رات کا بیشتر حصہ سفر میں ہی گزر گیا پھر اس کے ساتھیوں کو سلورسٹی نظر آ گیا۔ بلیک زیرو بھی ایک بلند درخت پر چڑھا اور اس نے بھی دوربین پر سلورسٹی دیکھ لیا۔ اس دوران اس نے بھی بادل کے ایک سیاہ ٹکڑے کو زمین پر آتے دیکھا۔ اس میں سے ایک کار برآمد ہوئی اور کار سے تین افراد نیچے اترے۔ انہیں لینے کے لئے ایک کار سلورسٹی سے بھی آئی جس کے بعد صفدر وغیرہ ایکشن میں آئے اور انیر کار سے برآمد ہونے والے تینوں افراد ہلاک ہو گئے پھر کار میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلا جس نے اس کے تمام ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا۔ بلیک

زیرو فوراً حرکت میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ اب وہ اس انتظار میں تھا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اس لئے وہ بالکل خاموش درخت پر بیٹھا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد سلور سٹی سے ایک وین آئی۔ وین کار کے قریب آ کر رکی پھر وین سے تین آدمی نیچے اترے اور انہوں نے صفدر وغیرہ کو اٹھا کر وین میں ڈالا۔ اپنے ساتھیوں کی لاشیں بھی انہوں نے وین میں رکھ لیں۔ اس کے بعد وین حرکت میں آئی۔ اس کا رخ سلور سٹی کی طرف ہوا اور وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ بلیک زیرو دور بین پر وین اور کار کو اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ سلور سٹی میں داخل نہ ہو گئیں۔ جیسے ہی وہ دونوں گاڑیاں سلور سٹی میں داخل ہوئیں بلیک زیرو درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ریموٹ نما آلہ نکال لیا۔ یہ ریموٹ نما آلہ اسے سرداور نے دیا تھا۔ بلیک زیرو نے چلنے سے پہلے تمام حالات سرداور کو بتائے تھے اور سرداور نے اسے کچھ چیزیں دی تھیں جن میں یہ ریموٹ نما آلہ بھی تھا۔ اس کا نام سرداور نے زیڈ ون بتایا تھا اور اس آلے کی انہوں نے خصوصیت بتائی تھی کہ آن حالت میں اس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو انسان کو ہمہ قسمی گیس اور شعاعوں کے اثرات سے بچاتی ہیں۔ اس پر آن، آف کے دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے آن کا بٹن دبایا تو زیڈ ون پر سرخ رنگ کا بلب جلنے بجھنے لگا۔ اس کے جلنے کا عمل تقریباً ایک منٹ تک جاری رہا پھر سبز رنگ کا بلب

جل اٹھا۔ جیسے ہی سبز بلب روشن ہوا، بلیک زیرو نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ گو کہ زیرو لینڈ سائنسی ترقی میں بہت آگے تھا لیکن سرداور بھی کوئی معمولی سائنس دان نہیں تھے۔ عمران زیرو لینڈ کے بارے میں سرداور سے ڈسکس کرتا ہی رہتا تھا۔ اس لئے سرداور زیرو لینڈ کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ عمران کے آئیڈیاز پر انہوں نے بہت سی ایجادات کی ہوئی تھیں اور ان ایجادات میں سے کچھ انہوں نے اب بلیک زیرو کو دی تھیں اور بلیک زیرو کو یقین تھا کہ ان کی ایجادات مشن کے دوران اس کے کام آئیں گی۔

زیڈ ون کا سبز بلب آن ہونے کے بعد بلیک زیرو نے اسے جیب میں رکھا اور پھر وہ سلور سٹی کی طرف بڑھنے لگا۔ تقریباً نصف گھنٹہ چلتے رہنے کے بعد بلیک زیرو سلور سٹی کی فصیل کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گیٹ کی تلاش میں دور دور تک نظر دوڑائی لیکن دیوار مکمل طور پر سپاٹ تھی۔ اس میں کہیں بھی دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ کچھ دیر پہلے اس نے وین اور کار کو سلور سٹی میں داخل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس وقت گیٹ موجود تھا اور دونوں گاڑیاں اسی گیٹ سے اندر گئی تھیں۔

''یقیناً کسی میکنزم سے گیٹ اوپن کیا جاتا ہو گا''...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد وہ اندر داخل ہونے کا کوئی ایسا طریقہ سوچنے لگا کہ جس سے وہ بحفاظت اندر داخل ہو سکے۔ بحفاظت اندر داخل

ہو کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکتا تھا۔ کافی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد بھی اسے کوئی ایسا طریقہ سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر اس نے رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا بم نکال لیا۔ گو یہ بم چھوٹا سا تھا لیکن طاقت میں یہ کئی ہینڈ گرنیڈ سے بڑھ کر تھا۔ اس نے پن کھینچی اور چند قدم پیچھے ہٹ کر دیوار کی طرف اچھال دیا۔ جیسے ہی بم دیوار سے ٹکرایا ایک فلک شگاف دھماکا ہوا لیکن دیوار پر اس بم کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلیک زیرو دیوار کے اس حصے کو دیکھنے لگا جہاں بم لگا تھا لیکن ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے بم تو کیا وہاں معمولی سا پتھر بھی نہ لگا ہو۔ بلیک زیرو دیوار کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک ہی اس کے ارد گرد سفید دھواں سا پھیل گیا۔ اس دھویں کے پھیلتے ہی بلیک زیرو لہرایا اور زمین پر گرتا چلا گیا۔ ٹریڈ ون اس کے کسی کام

’’تم لوگوں نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا ہے۔ ہم تمہیں اس فیصلے پر مبارک باد دیتے ہیں‘‘...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سنگ ہی، تھریسیا، فنچ اور نانوتا چند لمحے پہلے ہی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر خوشی کے تاثرات تھے۔

’’ہم نے آپس میں جو باتیں کی ہیں ضروری تو نہیں کہ ہم ان پر عمل بھی کریں‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’عمران۔ تم زیرو لینڈ کے ایک سائنٹیفک سٹی میں ہو۔ یہاں صرف تمہاری باتیں ہی چیک نہیں کی جاتیں بلکہ تمہارا دماغ بھی چیک ہو جاتا ہے۔ تم ذہنی طور پر اپنی شکست تسلیم کر چکے ہو اور مجبوری کے تحت ہی سہی لیکن تم زیرو لینڈ میں شمولیت کا سوچ چکے ہو‘‘۔ تھریسیا نے پیار بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے ایسی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتا پا کر جولیا کا پارہ یکدم

ہائی ہو گیا۔ اس کا گلابی چہرہ انار کی طرح سرخ ہو گیا لیکن اس نے فوراً ہی اپنے غصے پر قابو پا لیا۔

''عمران اور کرنل فریدی۔ شاید کچھ عرصہ تمہیں اپنے اس فیصلے پر پریشانی ہو لیکن جلد ہی تم فخر کرو گے کیونکہ تم ایسی دنیا کے باسی بن جاؤ گے جو خوابوں کی دنیا سے زیادہ حسین، جدت میں سب سے بڑھ کر، عیش و آرام میں سب سے آگے اور مال و دولت میں سب سے نمایاں ہے۔ جب ساری دنیا پر زیرو لینڈ کی حکومت ہو گی تو تم دنیا کے حکمرانوں میں شمار کئے جاؤ گے اور دنیا کی دولت اور حسن تمہارے قدموں میں ہو گا''...... فنچ نے کہا۔

''حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے اور عمران کو نہ دولت سے دلچسپی ہے نہ حسن سے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں۔ ہم یہ بات جانتے ہیں لیکن جب ان چیزوں کی بہتات ہو جائے گی اور تمہارا مزاج حاکمانہ ہو جائے گا تو پھر خود بخود دولت وحسن میں تم دلچسپی لو گے اور کیوں نہ لو دنیا کی رعنائیوں اور لذتوں پر تمہارا بھی حق ہے''...... اس مرتبہ نانوتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب۔ شاید ایسا ہو بھی جائے''...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے کندھے اچکائے۔

''اب اگر تم لوگ سلور سٹی کی سیر کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں سیر کرا دیتے ہیں''...... تھریسیا نے کہا۔

''تمہارا ساتھ ہو اور سلور سٹی جیسا حسین شہر، کون کافر سیر سے

انکار کر سکتا ہے''...... عمران نے میٹھے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آؤ''...... تھریسیا نے کہا اور پھر وہ سب دروازے کی طرف مڑے۔

''جولیا۔ تم بھی آؤ نا''...... عمران نے جولیا سے کہا جو اپنی جگہ پر ساکت بیٹھی تھی اور اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''تم جاؤ۔ مجھے سیر نہیں کرنی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو تھریسیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''جولیا۔ تم عمران کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔ اس کے باوجود اس کی باتوں پر غصہ کرتی ہو''...... تھریسیا نے کہا۔

''میں کیوں اس پر غصہ کروں گی اور تم کون ہوتی ہو ہمارے معاملات میں دخل دینے والی''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا۔ تم لوگ زندہ نظر آ رہی ہو تو صرف تھریسیا کی وجہ سے کیونکہ تھریسیا نے سپر باس سے تمہاری سفارش کی ہے اور کہا ہے کہ اگر جولیا کو قتل کر دیا گیا تو عمران ذہنی توازن کھو بیٹھے گا اور اگر روزا کو ختم کر دیا گیا تو کرنل فریدی پاگل ہو جائے گا لہٰذا دونوں خواتین کو اس وقت تک زندہ رکھا جائے جب تک عمران اور کرنل فریدی زیرو لینڈ کی حسین لڑکیوں میں دلچسپی نہ لینے لگ جائیں''...... نانوتا نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا اسے جواب دینا چاہتی تھی لیکن پھر اسے نانوتا کی بات سمجھ میں آ گئی اور اس کے ذہن میں خیال ابھرا کہ واقعی ایسا ہی ہو گا۔ زیرو لینڈ والے عمران اور

کرنل فریدی میں دلچسپی رکھتے ہیں، جولیا اور روزا میں نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی وہ خاموش ہوگئی۔

''مس جولیا۔ ہم اس پوزیشن میں نہیں کہ غصے کا اظہار کریں۔ ہمارا غصہ بے جا ہی ہے لہٰذا تم ہمارے ساتھ چلو''...... کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ بھی کھڑی ہوگئی۔

سلور سٹی واقعی خوبصورت شہر تھا۔ کاروں کی آمد و رفت بہت زیادہ تھی۔ فٹ پاتھ بھی بہت خوبصورت بنائے گئے تھے۔ پیدل چلتے ہوئے لوگ انہیں بہت ہی کم نظر آئے۔

''سلور سٹی میں سائنسی لیبارٹریاں بھی تو ہیں''...... چلتے چلتے جولیا نے نانوتا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ مکمل سائنٹیفک سٹی ہے اس لئے سائنسی لیبارٹریاں ہونا تو ضروری ہے''...... نانوتا نے کہا۔

''اس شہر کی سیکورٹی کے لئے بھی سائنٹیفک سسٹم بنائے گئے ہوں گے''...... روزا نے تھریسیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ نہ صرف اس شہر کا سیکورٹی سسٹم سائنسی بنیادوں پر تیار کیا گیا ہے بلکہ اس کے اردگرد کئی کلومیٹر کا ایریا بھی ہماری نگرانی میں آتا ہے۔ اس ایریئے میں ایک مکھی بھی ہماری اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتی''...... فنچ نے مغرور لہجے میں کہا۔

اسی لمحے سنگ ہی کی جیب سے مترنم بیل کی آواز سنائی دینے

لگی۔ اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک لیزر پسٹل نکال لیا تھا۔ یہ لیزر پسٹل کے ساتھ ساتھ سیل فون بھی تھا۔ سنگ ہی نے ایک کونے میں دباؤ ڈالا تو گھنٹی کی آواز رک گئی۔

''سنگ ہی اسپیکنگ''...... اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

''سر۔ چند افراد کا ایک گروپ کچھ دیر پہلے سلور سٹی کی حدود میں داخل ہوا تھا۔ اسے گرفتار کر کے سپیشل روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔ چند لمحے پہلے ایک اور گروپ بھی سلور سٹی کی حدود میں داخل ہوا ہے۔ اتفاق سے اس وقت ائیر کار پر زیرو لینڈ کے تین آدمی بھی یہاں پہنچے۔ ہمارے ان تینوں آدمیوں کا ان لوگوں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ میں نے ان پر بلیو گیس فائر کر کے انہیں بے بس کر دیا ہے اور انہیں اٹھانے کے لئے اپنے آدمی بھیج دیئے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی جو سب نے سنی۔

''وری سیڈ۔ ان گروپس کی آمد کی اطلاعات تم سپر باس کو دیتے۔ سپر باس بھی تو یہاں موجود ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''میں نے پہلے انہیں ہی اطلاع دی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں۔ آپ ان افراد کو دیکھ لیں اور اس کے بعد ان کا خاتمہ کر دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ ہم سپیشل روم میں جاتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

اس کے بعد اس نے ریز پسٹل کا کونا دبا کر اسے جیب میں رکھ

لیا۔

''بھئی کمال ہے۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی انسان زندہ سلامت یہاں پہنچ بھی سکتا ہے لیکن تمہارے ساتھی تمہاری تلاش میں یہاں تک پہنچ گئے ہیں''...... سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کے ساتھیوں کی موت تو لازمی ہے ہی لیکن اب سپر باس سے بات کر کے ان چاروں کے خاتمے کے احکامات بھی لئے جائیں''...... فنچ نے کہا۔

''ان کے ذہن اب بدل چکے ہیں اس لئے اس کی ضرورت تو نہیں ہے پھر بھی ہم سپر باس سے نئی ہدایات لے لیتے ہیں''۔ سنگ ہی نے کہا۔

''چلو عمران اور کرنل۔ ہم تمہیں تمہارے کمروں تک چھوڑ آئیں''...... فنچ نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''جن افراد کو تمہارے آدمیوں نے گرفتار کیا ہے ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ آیا وہ واقعی ہمارے ساتھی ہیں یا یہ صرف تمہارا وہم ہے''...... کرنل فریدی نے سنگ ہی سے کہا۔

''اس وقت تو تم لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلو۔ بعد میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دی جائے گی''...... سنگ ہی نے کہا تو وہ واپسی کے لئے مڑے لیکن ابھی انہوں نے دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ جیسے بجلی سی چمکی، عمران، کرنل فریدی، جولیا اور روزا یکدم اچھلے۔

عمران سنگ ہی پر، کرنل فریدی فنچ پر، جولیا تھریسیا پر اور روزا نانوتا پر جا پڑیں۔

''ناگن کی بچی۔ تو عمران کو میٹھی نظروں سے دیکھتی ہے۔ میں تیری آنکھیں نوچ لوں گی''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھریسیا کی طرف بڑھا لیکن تھریسیا نے ناگن کی طرح ہی بل کھایا۔ اس کا جسم انتہائی تیزی سے گھوما اور جولیا جو اس کے جسم کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی پھسل کر زمین پر گر گئی۔ جیسے ہی وہ زمین پر گری تھریسیا نے اس کی گردن میں اپنی ٹانگوں کی قینچی ڈال دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کروٹ بدل لی۔ جولیا اس کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی اس کے ساتھ ہی گھوم گئی۔ اس کا سر بھی زمین سے ٹکرایا اور اس کی سسکی بلند ہوئی۔ تھریسیا نے ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری کروٹ بھی بدلی۔ جولیا اس کے ساتھ ساتھ گھومنے لگی۔ گھومتے گھومتے ہی جولیا نے تھریسیا کی ٹانگیں پکڑ لیں اور اپنے ہاتھوں کو مخالف سمتوں میں جھٹکا دیا۔ تھریسیا کی ٹانگوں کی قینچی ٹوٹ گئی۔ جولیا نے دوسری طرف کروٹیں بدلیں اور پھر وہ کھلتے ہوئے طاقتور اسپرنگ کی طرح اچھلی۔ تھریسیا اس دوران زمین سے اٹھ رہی تھی۔ جولیا پوری قوت سے اس سے جا ٹکرائی۔ تھریسیا یہ ٹکر کھا کر اڑتی ہوئی سڑک پر جا پڑی لیکن سڑک پر گرتے ہی وہ بھی کسی فٹ بال کی طرح اچھلی اور اڑتی ہوئی جولیا کی طرف آئی لیکن جیسے ہی وہ جولیا کے قریب آئی،

جولیا نے کسی فٹ بالر کی طرح اچھل کر اسے ٹھوکر لگائی۔ اس مرتبہ وہ فٹ پاتھ پر رکھے ہوئے ایک بڑے گملے پر جا گری اور اس کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ بلند ہوگئی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

روزا، نانوتا سے ٹکرائی اور دونوں ہی زمین پر گر پڑیں۔ نانوتا نیچے اور روزا اس کے اوپر تھی۔ روزا نے کوشش کی کہ وہ نانوتا کی گردن پکڑے لیکن نانوتا مچھلی کی طرح تڑپی۔ اس کے اس طرح تڑپنے سے روزا ایک طرف گر گئی۔ اسی وقت نانوتا کا ایک پیر حرکت میں آیا اور روزا کے منہ پر لگا۔ روزا گرنے کے فوراً بعد اٹھ رہی تھی، ایک بار پھر زمین پر گر گئی۔ ساتھ ہی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جبڑا ٹوٹ گیا ہو۔ نانوتا کا پاؤں ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اس بار نانوتا نے اس کے پہلو کو نشانہ بنایا تھا لیکن روزا نے اپنا پہلو بچایا اور برق رفتاری سے کھڑی ہوگئی۔ جیسے ہی وہ کھڑی ہوئی نانوتا کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اس کی طرف آئی۔ روزا بجلی سے بھی زیادہ تیزی رفتاری سے نیچے بیٹھ گئی۔ نانوتا اس کے سر کے اوپر سے گزرتی ہوئی دور جا گری۔ اب روزا نے بیٹھے ہی بیٹھے چیتے کی طرح ایک جست لگائی اور نانوتا پر جا گری۔ ساتھ ہی اس کے سر کی ٹکر نانوتا کے سر پر لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے ناچنے لگے۔ اگلے ہی لمحے روزا کی کہنی بھی حرکت میں آئی۔ اس کی کہنی نانوتا کی پسلیوں پر لگی اور اسے یوں

محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا سانس بھی رک گیا۔ روزا نے نانوتا کی پسلیوں پر کہنی مارنے کے بعد اس کے منہ پر پنچ مارنے کی کوشش کی لیکن نانوتا نے تڑپ کر کروٹ بدل لی۔ کروٹ بدلنے کی وجہ سے روزا اس کے برابر زمین پر گر گئی پھر دونوں ایک ساتھ ہی اٹھیں، ایک ساتھ ہی حرکت میں آئیں اور ان کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے۔

عمران، سنگ ہی سے ٹکرایا تو اسے دور تک رگیدتا لے گیا۔ یہاں کی سڑکیں اور فٹ پاتھ شیشے کی طرح شفاف تھے۔ اگر تارکول کی سڑک ہوتی تو سنگ ہی کی کمر چھل جاتی لیکن اس وقت اسے زیادہ چوٹ نہیں لگی تھی پھر جیسے ہی وہ رکے سنگ ہی نے اپنے گھٹنے جوڑے اور عمران کے پیٹ میں مار دیئے۔ عمران یہ ضرب کھا کر پلٹ گیا۔ اس کے پلٹتے ہی سنگ ہی فضا میں اچھلا اور کافی بلندی پر جا کر واپس آنے لگا۔ اس کا ارادہ عمران کے اوپر گرنے کا تھا لیکن پلک جھپکنے سے قبل عمران کے دونوں پیر سیدھے ہوئے اور سنگ ہی ٹھوکر کھاتے ہوئے فٹ بال کی طرح اوپر اچھل گیا۔ اس کے فوراً بعد ہی عمران حرکت میں آیا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہوا۔ ابھی وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ سنگ ہی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ اس کے دونوں ہاتھ عمران کے دونوں کندھوں پر پڑے تو عمران اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ یہ دھماکا سنگ ہی کے ریوالور سے ہوا تھا۔ اس نے عمران پر فائر کیا تھا لیکن عمران

نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو اس کے فائر سے بچا لیا تھا۔

عمران کو فائر سے بچتا دیکھ کر سنگ ہی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ عمران کے سوا آج تک کوئی بھی اس کے نشانے سے نہیں بچا تھا۔ نشانے کو خطا ہوتے دیکھ کر سنگ ہی پر جنون طاری ہو گیا۔ اس کی انگلی ریوالور کے ٹریگر پر بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگی لیکن سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے عمران نے اس کے تمام فائر خالی جانے دیئے۔ اپنے تمام نشانے خطا جاتے دیکھ کر سنگ ہی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا پھر اس نے ریوالور ایک طرف پھینکا اور چیتے کی طرح جست لگا کر عمران کی طرف آیا۔

عمران فوراً ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ عمران کے قریب پہنچتے ہی سنگ ہی کو فضا میں بریک لگی اور اس کے دونوں پیر بیٹھے ہوئے عمران کی طرف بڑھے لیکن اس کے مدِمقابل بھی عمران تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور یکدم کھڑا ہو گیا۔ سنگ ہی کے دونوں پیر عمران کے ہاتھوں سے ٹکرائے تو عمران نے اپنے ہاتھوں کو زور دار جھٹکا دیا۔ سنگ ہی واپس فضا میں بلند ہو گیا۔ اسے فضا کی طرف اچھالتے ہوئے عمران بھی کھلتے ہوئے طاقتور اسپرنگ کی طرح اچھلا اور واپس آتے ہوئے سنگ ہی سے ٹکرایا تو سنگ ہی فضا میں چکراتا ہوا دور جا گرا جبکہ عمران نے ایک بار پھر اس کی طرف چھلانگ لگائی۔ سنگ ہی زمین پر گرنے کے بعد اٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے پہلو میں عمران کی

ٹھوکر لگی اور وہ ایک بار پھر زمین پر گر گیا۔

نانوتا اور روزا کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے تو دونوں کی آنکھوں کے سامنے ستارے گردش کرنے لگے۔ نانوتا نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور پھر اس کی ٹانگ نیم دائرے کی صورت میں حرکت میں آئی اور روزا کے پہلو میں لگی۔ روزا کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گر گئی۔ نانوتا نے اسے اس انداز میں گرتے دیکھا تو اس نے اس کے اوپر چھلانگ لگائی لیکن آخری لمحے میں روزا نے کروٹ بدلی اور نانوتا منہ کے بل زمین پر گری اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

فٹ پاتھ پر رکھے گملے پر گرتے ہی بے اختیار تھریسیا کی چیخ بلند ہوئی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے کروٹ بھی بدل لی تھی کیونکہ اس نے جولیا کو ایک بار پھر اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ جیسے ہی جولیا کے پاؤں زمین سے ٹکرائے، تھریسیا اچھل کر اس سے ٹکرائی۔ جولیا پیٹھ کے بل زمین پر گر گئی جبکہ تھریسیا اس کے اوپر گری تھی۔ نیچے گرتے ہی جولیا مچھلی کی طرح تڑپی لیکن تھریسیا نے اسے کندھوں سے پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سر کی ٹکر بھی جولیا کے ماتھے پر لگی۔ ایک لمحے کے لئے جولیا کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ اگلے لمحے تھریسیا نے اسے ایک اور ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن اس بار جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کا مکا تھریسیا کے ماتھے پر لگا اور تھریسیا کو بھی دن میں تارے نظر آنے

لگے۔ اس نے ان تاروں کو اپنی نظروں سے دور کرنے کے لئے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ اس دوران جولیا نے اس کے بال پکڑ لئے اور اس زور سے اس کے بالوں کو کھینچا کہ تھریسیا کے منہ سے بے اختیار چیخ بلند ہو گئی۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے سر کی طرف بڑھے۔ جولیا نے اس کے بالوں کو چھوڑ کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے پہلوؤں پر رکھے اور اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی نظر عمران، کرنل فریدی اور روزا کی طرف گئی۔ وہ تینوں بھی اپنے اپنے مدِمقابل سے لڑائی میں مصروف تھے۔ اگلے لمحے اس کی نظر ان سے ہٹ کر تھریسیا کی طرف گئی جو زمین پر گرنے کے بعد اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی اور پھر اسی لمحے وہاں یکدم نیلے رنگ کا دھواں پھیل گیا۔ دھوئیں میں انہیں اپنا دم گھٹتا ہوا سا محسوس ہوا اور پھر وہ سب یکے بعد دیگرے زمین پر گرتے چلے گئے۔ عمران، کرنل فریدی، جولیا اور روزا کے ساتھ ساتھ سنگ ہی، فنچ، تھریسیا اور نانوتا بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔

ایک کار بلیک زیرو کے قریب آ کر رکی تھی اور اس میں سے ایک آدمی نیچے اترا تھا۔ بلیک زیرو بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ وہ جان بوجھ کر لہراتا ہوا نیچے گرا تھا۔ نیچے گرتے وقت اس نے اپنے ذہن کو بھی بلینک کر لیا تھا۔ کار سے آدمی نیچے اترا تو اس نے اپنی آنکھوں میں ایک درز پیدا کر لی تا کہ وہ اردگرد کے ماحول سے آگاہ رہے۔

کار سے نیچے اترنے والے آدمی نے اسے اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد کار حرکت میں آئی۔ چند منٹوں کے بعد کار رک گئی۔ اس کے دروازے کھلے اور اسے ایک بار پھر اٹھایا گیا۔ اسے کاندھے پر اٹھا کر لانے والے نے ایک چھوٹے سے کمرے میں لا کر اسے پھینک دیا۔

''بگ روم سے اس کمرے کی نگرانی تو نہیں کی جا سکتی پھر

نجانے کیوں اس آدمی کو اس کمرے میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے“...... بلیک زیرو کو لانے والے آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ سن کر بلیک زیرو مطمئن ہو گیا۔ یہ قدرت کی طرف سے اس کی مدد تھی۔ اب وہ آسانی سے اس آدمی سے معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ اس کمرے کی نگرانی کی صورت میں اس کے خلاف کوئی سائنٹیفک کارروائی ہو سکتی تھی۔

بڑبڑانے کے بعد اس آدمی نے جھک کر بلیک زیرو کو غور سے دیکھا۔ جیسے ہی وہ جھکا بلیک زیرو نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ بلیک زیرو کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر اس آدمی کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات پیدا ہو گئے پھر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا، بلیک زیرو کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے اس آدمی کی گردن پکڑ لی۔ اس آدمی نے گردن چھڑانے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو کی گرفت کمزور نہیں تھی کہ وہ اپنی گردن چھڑا لیتا۔ بلیک زیرو اس کی گردن پکڑے پکڑے کھڑا ہو گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... بلیک زیرو نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ اس کے جسم میں سرد لہریں سی دوڑ گئیں۔ اس نے بولنے کی کوشش کی لیکن اس کے حلق سے آواز نہ نکلی تو بلیک زیرو نے اپنی گرفت نرم کر دی۔

”ہاں۔ اب بولو کیا نام ہے تمہارا“...... بلیک زیرو نے دوبارہ سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مار۔ ٹی“...... اس نے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔

”مارٹی۔ اس سلور سٹی میں ایسا کمرہ ہو گا جہاں سائنسی مشینری ہو گی اور اس پورے علاقے کو اس مشینری سے کنٹرول کیا جاتا ہو گا۔ وہ کمرہ کہاں ہے“...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے مارٹی کی گردن پر دباؤ بڑھایا۔ دباؤ بڑھانے سے اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں اور اس کا سانس رک گیا۔ بلیک زیرو نے گرفت پھر نرم کر دی۔

”اگر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب نہ دیا تو اسی طرح تمہاری گردن دبا کر میں تمہارے چلتے ہوئے سانسوں کو روک دوں گا“...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو مارٹی کا جسم لرز کر رہ گیا۔

”دس۔ سس۔ سب۔ کک۔ کچھ۔ با۔ بگ۔ بگ روم۔ مم۔ میں ہے“...... مارٹی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ بگ روم“...... بلیک زیرو نے اس سے ایک اور سوال پوچھا۔

”دد۔ دائیں۔ طا۔ طرف۔ چچ۔ چوتھا کمرہ“...... مارٹی نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

”جن دو گروپوں کو پکڑا گیا ہے وہ کہاں ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ۔ وہ سپیشل روم۔ مم۔ میں۔ ہیں“...... مارٹی نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''اور یہ سپیشل روم کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے ایک بار پھر مارٹی کی گردن کو دبایا پھر گرفت نرم کر دی۔

''اوہ۔ وہ۔ بب۔ بائیں۔ طرف۔ دد۔ دوسرا۔ کم۔ رہ''۔ مارٹی کی ہکلاہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

''سلور سٹی میں چار ایشیائی افراد کو اغوا کر کے لایا گیا ہے جن میں دو مرد اور دو عورتیں ہیں، انہیں کہاں رکھا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس مرتبہ مارٹی خاموش رہا۔ بلیک زیرو نے اسے خاموش پا کر ایک بار پھر اس کی گردن پر دباؤ ڈالا تو اس کا سانس بند ہو گیا اور اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ اس کی آنکھوں میں خوف اُمڈ آیا۔

اگر جواب نہیں دو گے تو تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹنے میں دیر نہیں لگے گی''...... بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ساتھ والی بلڈنگ کے کمرہ نمبر نو، دس، گیارہ اور بارہ میں ہیں''...... بلیک زیرو نے ایک بار پھر اپنی گرفت نرم کی تو مارٹی نے کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی، بلیک زیرو نے اس کی گردن کو جھٹکا دے دیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی تو بلیک زیرو نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔ بلیک زیرو نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھول کر دائیں طرف کے چوتھے

کمرے کے دروازے تک پہنچنے میں اسے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا۔ اس دروازے پر سنہری حروف میں بگ روم لکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا۔ بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں بہت سی مشینیں اور میزوں پر کئی کمپیوٹرز رکھے ہوئے تھے۔ اس کمرے میں صرف ایک آدمی موجود تھا جو ایک کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ کمپیوٹر کی سکرین پر ایک فٹ پاتھ کا منظر روشن تھا۔ منظر میں آٹھ افراد فٹ پاتھ پر گرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور ان کے گرد نیلا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ کمرے میں موجود آدمی سکرین پر منظر دیکھنے میں اس قدر محو تھا کہ اسے بلیک زیرو کی آمد کا بھی پتا نہ چلا۔ جب بلیک زیرو اس کے سر پر پہنچ گیا تو اسے خطرے کا احساس ہوا اور اس نے اٹھنا چاہا لیکن بلیک زیرو نے اسے اٹھنے نہ دیا۔ اس نے اس آدمی کی بھی گردن پکڑی اور دبانے لگا۔ ایک سیکنڈ میں ہی اس آدمی کی آنکھیں ابلنے لگیں اور اس کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... بلیک زیرو نے اس آدمی سے بھی سرد لہجے میں کہا اور گرفت کچھ نرم کی۔

''بب۔ بب۔ بر۔ ٹ''...... اس نے بمشکل بولتے ہوئے اپنا نام بتایا۔

بلیک زیرو نے کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھا۔ فٹ پاتھ پر اب

نیلا دھواں موجود نہیں تھا اور وہ آٹھ افراد اب واضح دکھائی دے رہے تھے۔ وہ عمران، کرنل فریدی، جولیا، روزا، سنگ ہی، فنچ، تھریسیا اور نانوتا تھے۔

''یہ سب بے ہوش کیوں پڑے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے چار افراد زیرو لینڈ کے بڑے ایجنٹ ہیں جبکہ باقی چار کو اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ ان کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ میں نے یہ سوچ کر نیلا دھواں پھیلا کر انہیں بے ہوش کر دیا کہ کہیں اغوا ہو کر آنے والے ایجنٹ ہمارے ایجنٹوں پر حاوی نہ ہو جائیں''...... برٹ نے ہکلاتے ہوئے لیکن تفصیل سے بلیک زیرو کے سوال کا جواب دیا۔

''اب ان کی بے ہوشی کس طرح ختم ہو گی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اب ان کے اردگرد کالا دھواں پھیلانا پڑے گا''...... برٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کے اردگرد کالا دھواں کیسے پھیلے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''گیس مشین پر لگا سوئچ نمبر تین دبانے سے ان کے گرد کالا دھواں پھیل جائے گا''...... برٹ نے کہا۔ کمپیوٹر کے ساتھ ہی ایک مشین رکھی ہوئی تھی۔

''میں سوئچ نمبر تین دبا رہا ہوں۔ اگر ایشیائی باشندوں کو نقصان پہنچا تو سنگ ہی وغیرہ کو بھی وہی نقصان اٹھانا پڑے گا لہٰذا اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو اب سچ بتا دو''...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ ہمارے نیلے دھویں کا توڑ کالا دھواں ہی ہے''...... برٹ نے کہا۔

''اور سپیشل روم میں کالا دھواں کیسے پھیلے گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سوئچ نمبر سات دبانے سے سپیشل روم میں کالا دھواں پھیل جائے گا''...... برٹ نے کہا۔

''او کے۔ میں سوئچ دبا رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا پھر اس نے برٹ کی گردن ایک ہاتھ سے ہی پکڑی، دوسرا ہاتھ اس کی گردن سے ہٹا کر اس نے سوئچ نمبر تین اور سات دبا دیئے۔

ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کی توجہ گیس مشین کی طرف ہوئی تو برٹ نے اس کے سینے پر مکا مار دیا۔ بلیک زیرو لڑکھڑا گیا۔ برٹ فوراً ہی کرسی سے کھڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بلیک زیرو کے خلاف مزید کوئی حرکت کرتا، بلیک زیرو کا ہاتھ گھوما اور برٹ کی کنپٹی پر ایک دھماکا ہوا۔ مارٹی کی طرح برٹ بھی فیلڈ کا آدمی نہیں تھا اس لئے وہ چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو کے بوٹ کی ٹوہ اس کی کنپٹی پر پڑی تو وہ

یکدم ہی ساکت ہو گیا جیسے ہی وہ ساکت ہوا بلیک زیرو نے اس کی گردن پر بوٹ رکھ کر اپنے پاؤں کو مخصوص انداز میں گھمایا تو برٹ کی گردن کی بھی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ تڑپنے لگا۔

اس کے بعد بلیک زیرو نے اپنی جیب میں سے لیزر پسٹل نکال لیا۔ ساتھ ہی اس کی نظر کمپیوٹر سکرین پر بھی گئی۔ عمران اور سنگ ہی وغیرہ کے گرد کالا دھواں پھیل کر ختم ہو رہا تھا اور ان لوگوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد بلیک زیرو نے کمرے میں رکھی ہوئی مشینوں کی طرف دیکھا۔ ان مشینوں کی تباہی کے لئے سرداور نے اسے یہ لیزر پسٹل دیا تھا۔ اس سے نکلنے والی شعاعوں میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ دنیا میں موجود ہر طرح کی مشینری کو تباہ کر سکتی تھیں۔

بلیک زیرو نے لیزر پسٹل کا رخ ایک مشین کی طرف کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ لیزر پسٹل سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکل کر مشین پر پڑیں تو ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور مشین دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ سب مشینوں کو تباہ کرنا ضروری تھا کیونکہ یہ مشینری ہی سلور سٹی کی طاقت تھی۔ ان کے خاتمے کے بعد سلور سٹی نے ایک عام شہر میں بدل جانا تھا اور عام شہر میں ان کی کارروائی کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ ایک مشین کی تباہی کے بعد بلیک زیرو نے لیزر پسٹل کا رخ دوسری پھر تیسری اور اس کے بعد تمام مشینوں کی طرف کیا اور تمام

مشینیں ہلکے ہلکے دھماکوں کے ساتھ ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ مشینوں کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو نے کمپیوٹرز بھی تباہ کر دیئے۔ اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آیا۔ اسے بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر یکدم ہی اس پر فائرنگ ہوئی۔ وہ زمین پر لیٹ گیا۔ اس نے لیزر پسٹل کا رخ سامنے کیا جہاں دس بارہ مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے لیزر پسٹل کا بٹن دبایا اور اپنے ہاتھ کو حرکت بھی دی۔ وہ تمام افراد شعاعوں کی زد میں آئے اور ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ ان سب کے جسم یکدم ہی پگھل گئے تھے۔

ان کا خاتمہ کرنے کے بعد بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہوا اور سپیشل روم کی طرف بڑھا۔ سپیشل روم کے دروازے تک پہنچنے میں اسے ایک سیکنڈ بھی نہ لگا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا لیکن دروازہ نہ کھلا تو اس نے لاک پر شعاع فائر کی۔ لاک پگھل گیا۔ اب جو بلیک زیرو نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا۔ وہ یکدم ہی کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں اس کے اور کرنل فریدی کے تمام ساتھی موجود تھے اور وہ ہوش میں آ چکے تھے۔

''باہر کچھ آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کے ہتھیار فرش پر پڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہتھیار اٹھا لو اور جو بھی نظر آئے اسے اڑا دو۔ عمران صاحب اور کرنل صاحب اسی شہر کے کسی فٹ پاتھ پر موجود ہیں۔ وہ بھی جلد آپ لوگوں سے آ ملیں گے''...... اس سے پہلے کہ ان

میں سے کوئی حرکت کرتا یا سوال کرتا، بلیک زیرو نے ان سے کہا۔ اس نے لہجہ اپنا اجنبی رکھا تھا۔

''لیکن۔ لیکن آپ کون ہیں'' ...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کیا تھا۔ گو کہ بلیک زیرو میک اپ میں تھا لیکن وہ فوراً ہی پہچان گئی تھی۔ جوزف کے ساتھ ساتھ اسے بھی معلوم تھا کہ بلیک زیرو بھی ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے۔

''میں تم سب کا ہی دوست ہوں لیکن یہ وقت باتوں کا نہیں ہے'' ...... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر دس بارہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو آدھی سے زیادہ پگھل گئی تھیں۔ بلیک زیرو نے نیچے گری ہوئی ایک مشین گن بھی اٹھا لی۔ یہ مشین گن جدید اور زیادہ مہلک تھی۔ اس کے میگزین میں جو گولیاں ڈلتی تھیں وہ سائز میں بہت چھوٹی لیکن انتہائی مہلک تھیں۔ ایک میگزین میں ایک ہزار سے زیادہ گولیاں سماتی تھیں۔ یہ مشین گن زیرو لینڈ کی ایجاد تھی اور یہ لوگ اس مشین گن کی کارکردگی سے واقف تھے۔

بلیک زیرو جیسے ہی مشین گن اٹھا کر سیدھا ہوا اسے ایک بار پھر دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ پھر اسے کچھ افراد نظر آ گئے جن کی تعداد پندرہ بیس کے قریب تھی اور وہ بھی اپنی مخصوص مشین گنوں سے لیس تھے۔ بلیک زیرو پر نظر پڑتے ہی انہوں نے اس پر

فائرنگ کر دی لیکن بلیک زیرو عقاب کی طرح فضا میں بلند ہوا اور تمام گولیاں اس کے نیچے سے گزر گئیں۔ فضا میں بلند ہوتے ہی بلیک زیرو نے بھی ان پر مشین گن سے فائرنگ کر دی۔ لاتعداد خوفناک دھماکے ہوئے اور وہ سب دوڑتے دوڑتے اچھل اچھل کر زمین پر گرے۔ ان کی دلخراش چیخیں بلند ہوئیں اور پھر وہ تڑپتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان کے خون سے فرش رنگین ہو گیا۔ اس دوران اس کے تمام ساتھی بھی سپیشل روم سے باہر آ گئے۔ انہوں نے مشین گنیں اٹھا لیں۔

بلیک زیرو گیلری سے باہر نکلا۔ سامنے گراسی پلاٹ تھے اور کچھ فاصلے پر گیٹ تھا۔ وہ اس گیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ گیٹ ایک دھماکے سے ٹوٹ گیا۔ گیٹ سے ایک وین ٹکرائی تھی جس سے گیٹ ٹوٹ گیا تھا۔ وین برق رفتاری سے اندر داخل ہوئی اور اس میں سے فائرنگ ہونے لگی۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر عقاب کی طرح فضا میں چھلانگ لگائی۔ اس نے لیزر پسٹل اور مشین گن کا رخ وین کی طرف کیا۔ اس دوران وین سے کئی افراد اچھلتے ہوئے باہر آ گرے۔ اس وین کے بعد ایک اور وین بھی وہاں پہنچ گئی۔ بلیک زیرو نے لیزر پسٹل اور مشین گن سے ان پر فائرنگ کی۔ چند افراد اس فائرنگ کی زد میں آئے۔ ان کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے جبکہ باقی افراد درختوں کی آڑ میں ہوئے اور وہ باقاعدہ مقابلہ کرنے لگے۔ دوسری وین کے بعد تیسری وین بھی

وہاں پہنچ گئی اور اس میں سے بھی کئی افراد نیچے اترے اور پھیل گئے۔

صفدر اور اس کی ٹیم کے ساتھ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی بھی اب پوزیشن سنبھال چکے تھے اور ان میں خوفناک جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اس لڑائی کو دو تین منٹ گزرے تھے کہ وہاں دو بڑی گاڑیاں بھی پہنچ گئیں۔ ان گاڑیوں سے بھی کئی افراد نیچے اترے اور پھیل کر ان پر فائرنگ کرنے لگے۔ زیرو لینڈ کے کئی آدمی ان کی فائرنگ سے ختم ہو گئے تھے لیکن ان گاڑیوں کے آنے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور ان پر زور شور سے فائرنگ ہونے لگی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنے اردگرد دھواں محسوس کیا۔ وہ یکدم کھڑا ہو گیا۔ وہ اسی فٹ پاتھ پر ہی تھا جہاں وہ سب بے ہوش ہوئے تھے۔ عمران نے باقی سب کو وہیں موجود پایا۔ اس کے کھڑے ہونے کے دو تین سیکنڈ بعد ہی کرنل فریدی بھی کھڑا ہو گیا۔ جولیا اور روزا کے ساتھ ساتھ سنگ ہی، فنچ، تھریسیا اور نانوتا کے جسموں میں بھی حرکت ہو رہی تھی پھر چند ہی سیکنڈ بعد سنگ ہی اور فنچ بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اس دوران دھواں ختم ہو چکا تھا۔

''چچا سنگ ہی۔ یہ کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بھتیجے۔ بگ روم سے ہم پر گیس فائر کی گئی تھی جس کی وجہ سے ہم بے ہوش ہو گئے تھے اور اب اینٹی گیس فائر کر کے ہمیں ہوش دلایا گیا ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔ اسی وقت جولیا بھی ہوش

میں آ گئی۔ جولیا کے بعد تھریسیا اور نانوتا ہوش میں آئیں اور ان کے بعد روزا کو بھی ہوش آ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، کچھ ہی فاصلے پر فائرنگ کی آواز آنے لگی۔

''اوہ۔ اوہ۔ مین بلڈنگ سے فائرنگ ہو رہی ہے''...... فنچ نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طرف دوڑ لگا دی لیکن کرنل فریدی نے برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اس کے سامنے اپنی ٹانگ کر دی۔ فنچ، کرنل فریدی کی ٹانگ سے الجھ کر منہ کے بل نیچے گرا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا کرنل فریدی نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی جس سے وہ قلابازیاں کھا کر رہ گیا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے ساتھی سلورسٹی میں آئے ہوئے ہیں اس لئے انہیں یقین تھا کہ یہ فائرنگ ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہی ہو رہی ہے۔ چند لمحوں بعد انہیں فائرنگ سے محسوس ہو گیا کہ اب باقاعدہ مقابلہ ہونے لگا ہے۔

فنچ کے ساتھ ساتھ سنگ ہی نے بھی حرکت کی لیکن عمران اس کے آڑے آ گیا۔ عمران نے اچھل کر اس کے سینے میں اپنے دونوں پیر مارے جس سے سنگ ہی فٹ بال کی طرح اڑتا ہوا دور جا گرا لیکن اس نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ اٹھنے کے بعد اس نے عمران سے مقابلہ کرنے کی بجائے فائرنگ سپاٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔ عمران چونکہ اس سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اسے سنگ ہی

سے اس کی توقع تھی۔ جیسے ہی سنگ ہی نے دوڑ لگائی عمران فضا میں اچھلا اور جس طرح عقاب، کبوتر پر جھپٹتا ہے وہ بھی سنگ ہی پر جھپٹا اور اسے ساتھ لے کر زمین پر آ گیا۔ اب سنگ ہی، فنچ، تھریسیا اور نانوتا کی کوشش تھی کہ وہ یہاں سے بھاگ کر اپنی مین بلڈنگ کی طرف جائیں اور ان چاروں کی کوشش تھی کہ وہ انہیں اس طرف نہ جانے دیں۔ اس دوران چند گاڑیاں کچھ دور موجود ایک عمارت میں جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ فائرنگ کی آواز بھی اسی عمارت سے آ رہی تھی۔

ان کے درمیان کشمکش کافی دیر جاری رہی۔ یہاں تک کہ فائرنگ رک گئی اور پھر چند لمحوں بعد اس عمارت کے ٹوٹے ہوئے گیٹ سے ایک آدمی باہر آیا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ وہ بلیک زیرو تھا۔ اس کے بعد عمران اور کرنل فریدی کے بہت سے ساتھی بھی اس عمارت سے باہر آ گئے۔ وہ سب پرجوش دکھائی دے رہے تھے پھر جیسے ہی ان کی نظر عمران، کرنل فریدی، جولیا اور روزا پر پڑی وہ خوشی سے ان کی طرف دوڑے لیکن ابھی وہ ان سے دور تھے کہ ایک دم ہی دھماکا ہوا اور وہاں گہرا دھواں پھیل گیا۔ جب دھواں چھٹا تو سنگ ہی، تھریسیا، فنچ اور نانوتا غائب ہو چکے تھے۔ دھویں کے چھٹنے کے بعد ان کے سب ساتھی ان کے قریب آ گئے۔

''یہ ساری کارروائی تم لوگوں نے کی ہے''...... جولیا نے روشی اور دیگر ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’یہ کارروائی ہماری نہیں بلکہ ان کی ہے لیکن یہ اپنا تعارف نہیں کرا رہے‘‘...... روشی نے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

’’میں نے بتایا تو ہے کہ میں آپ سب کا دوست ہوں‘‘۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ یہ پاکیشیا کا پراسرار چیف ایکسٹو میک اپ میں ہے۔

’’اتنے بڑے شہر میں یہ چند افراد تھے جنہیں آپ ختم کر آئے ہیں‘‘...... کرنل فریدی نے بلیک زیرو سے کہا۔

’’میرے خیال میں تو اتنے ہی تھے۔ ہم پر ایک سو سے زیادہ افراد نے حملہ کیا تھا اور وہ سب مارے جا چکے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’اور زیرو لینڈ کے اصل مہرے یعنی سنگ ہی، تھریسیا، فنچ اور نانوتا حسب معمول فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے‘‘...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

’’ان کے فرار کا طریقہ بہت ہی پراسرار ہے۔ دھوئیں میں نجانے وہ کیسے غائب ہو جاتے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’آپ لوگ جلدی سے چلیں۔ میں نے یہاں طاقتور بم فٹ کر دیئے ہیں جو اب سے پندرہ منٹ بعد بلاسٹ ہو جائیں گے اور یہ پورا سلور سٹی تباہ ہو جائے گا‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کی بات سنتے ہی وہ سب سلور سٹی سے باہر کی طرف بڑھے۔

’’آپ کیسے یہاں تک پہنچے اور کیا کیا کارروائی کی‘‘...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے مختصراً انہیں حالات بتا دیئے۔

’’سر۔ آپ اپنا تعارف تو کرائیں‘‘...... حالات سننے کے بعد کیپٹن حمید نے بلیک زیرو سے کہا۔

’’تم انہیں نہیں جانتے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’نہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’ہاں۔ میں انہیں جانتا ہوں‘‘...... کرنل فریدی نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’پھر آپ ہی ان کا تعارف کرا دیں‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’اس مشن میں ان کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ سلور ایجنٹ ہیں‘‘...... کرنل فریدی نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ایشیا کے عظیم ایجنٹ ہی نہیں بلکہ عظیم انسان جس ایجنٹ کو سلور ایجنٹ کا خطاب دے دیں۔ سوچو کہ وہ کتنا بڑا ایجنٹ ہو گا‘‘...... عمران نے توصیفی نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

باتیں کرتے ہوئے وہ سلور سٹی سے تقریباً تین چار کلو میٹر دور آئے تھے کہ انہیں اپنے پیچھے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ دھوئیں اور آگ کا ایک طوفان تھا جو آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا۔ دھماکے تھے کہ مسلسل ہو رہے

تھے۔

''زیرو لینڈ کا مستقبل کا دارالحکومت تو تباہ ہو گیا''...... روزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ چلے تھے شہر آباد کرنے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میری بھی خواہش ہے کہ میں مستقبل میں شہر آباد کروں''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیسے''...... تنویر نے کہا۔

''ہمارے درجنوں بچے ہوں گے اور ہر بچے کے درجنوں بچے۔ اتنے بچے ہو جائیں گے کہ ہمیں اپنا ہی شہر آباد کرنا پڑے گا۔ کیوں جولیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو روشی کی موجودگی کی وجہ سے اس نے غصہ دکھانے کی بجائے شرما کر سر جھکا لیا۔ جولیا کی اس ادا پر سب ہی مسکرا دیئے البتہ تنویر کا منہ بن گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں مزاح، ایکشن، ایڈونچر اور خوف و دہشت میں لپٹی ہوئی لازوال داستان

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول ورلڈ

مصنف
ارشاد العصر جعفری

☆ وحشت و بربریت کے وہ سنسنی خیز لمحات۔ جب تنویر کو اس کے فلیٹ میں قتل کر کے اس کی لاش کو آگ لگا دی گئی۔

☆ زیلون۔ ایک خطرناک شیطانی عامل، جس نے عمران کو شیطانی عمل سے پاگل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کیا عمران پاگل ہو گیا ——؟

☆ عمران نے جولیا، صفدر اور خاور کو الٹا لٹکا کر ان کے نیچے آگ لگا دی۔ کیا یہ حرکت عمران نے پاگل ہو جانے کی وجہ سے کی تھی۔ یا ——؟

☆ زیلون۔ عمران کے ساتھ موت کا کھیل کھیلنے لگا۔ موت کے اس بھیانک کھیل کا انجام کیا ہوا ——؟

☆ خوف کے وہ بھیانک لمحات۔ جب عمران اور اس کے ساتھی ریت کے طوفان میں تنکوں کی طرح اڑ گئے۔

☆ دنیا کا خوفناک ترین صحرا۔ صحرائے نشکان۔ جس کے ریتلے طوفان میں عمران اور اس کے ساتھی زندہ دفن ہو گئے۔

☆ زندگی میں پہلی بار عمران کے دل میں موت کا خوف پیدا ہوا کیونکہ وہ موت کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا لیکن بے بسی کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔

☆ ذیلون۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے درمیان فتح کے جشن کا اعلان کر دیا۔

☆ گریٹ لینڈ کی ایجنسیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی گریٹ لینڈ کی جاسوسی کر رہے تھے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جلتی ہوئی برقی بھٹی میں ڈالا جانے لگا تو؟

☆ عمران۔ شیطانی طاقتوں کے خوف سے ایک کمرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ ہزاروں خونخوار کتوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ کیا وہ اس حملے سے بچ پائے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھی کھلے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے کہ مگرمچھوں کی ایک بڑی تعداد نے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ جوزف نے جولیا کو بے ہوش کیا اور پھر اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ جوزف نے ایسا کیوں کیا ——؟

قدم قدم رقص اجل، لمحہ لمحہ خوف و دہشت، سطر سطر سسپنس،
ایکشن اور مزاح سے بھرپور یادگار اور لازوال ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com